نصاب برائے

15 روزہ دورہ

ردِ قادیانیت

اضافہ شدہ ایڈیشن

ازافادات

سفیر ختم نبوت فاتح مرزائیت استاذ المناظرین عالمی مبلغ ختم نبوت
حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ
سابق جنرل سیکرٹری انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

ناشر
شعبہ نشر و اشاعت
ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد۔ چنیوٹ۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان
فون: Email: idaradawatoirshad@gmail.com, 0092-333-7702820, 0092-300-7703590

نصاب برائے

15 روزہ دورہ

ردِ قادیانیت

اضافہ شدہ ایڈیشن

از افادات

سفیرِ ختمِ نبوت، فاتحِ مرزائیت، استاذ المناظرین، عالمی مبلغِ ختمِ نبوت حضرت مولانا
منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

سابق جنرل سیکرٹری انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ

ناشر

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد۔ چنیوٹ۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان

Email: idaradawatoirshad@gmail.com, 0092-333-7702820, 0092-300-7703590 :فون

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ________ پندرہ روزہ "دورہ ردِّ قادیانیت"

افادات ________ سفیرِ ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ

ایڈیشن پنجم ________ مارچ 2021ء

کمپوزنگ ________ محمد سلیمان سالک / منظور احمد جاوید

ناشر ________ "ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد" تحصیل و ضلع چنیوٹ

اسلامی جمہوریہ پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ملنے کے پتے

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ، تحصیل و ضلع چنیوٹ

جامع نیاز مسجد، سردار چپل چوک، بلال گنج، لاہور

مکتبہ قاسمیہ۔ الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرستِ مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات
19	**ملفوظ:** محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ
20	کلمۃ الرئیس
22	عرضِ حال
25	عرض مزید
26	عرض مرتب
27	پیش لفظ
30	**باب اوّل: مرزا قادیانی کا مختصر تعارف**
30	خاندانی پسِ منظر
30	نام ونسب
30	تاریخ ومقام پیدائش
31	کیفیتِ پیدائش
31	ابتدائی تعلیم
32	ملازمت
33	وکالت کے امتحان میں ناکامی
33	منکوحاتِ مرزا
33	پھجے دی ماں
34	اولاد: پہلی اور دوسری بیوی سے اولاد
35	مرزا کے دعوے
35	چودھویں صدی کے مجدد کا دعویٰ
35	مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ
35	تمام جہانوں پر فضیلت کا دعویٰ
35	مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ
35	مسیحِ موعود اور مہدی مسعود ہونے کا دعویٰ

بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہونے کا دعویٰ	35
قادیان میں اترنے کا دعویٰ	36
قادیان میں رسول ہونے کا دعویٰ	36
رسول الله عليكم جميعا کا دعویٰ	36
یٰسٓ ہونے کا دعویٰ	36
صاحب شریعت ہونے کا دعویٰ	36
رسول ہونے کا دعویٰ	36
مرزا کے جانشین	37
مولوی محمد علی لاہوری کا جماعتی پالیسی بیان	37
لاہوری جماعت کے امراء کا تعارف	38
مرزا بشیر الدین محمود کے بعد سربراہانِ جماعت	39
باب دوم: تعیینِ موضوع	40
مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین متنازع فیہ مسائل	40
مرزا کے صدق و کذب پر گفتگو کی تائید میں	41
حوالہ نمبر 1 (سیرتِ مہدی میں حکیم نور الدین کا فلسفہ)	41
حوالہ نمبر 2 (دعوۃ الامیر میں مرزا بشیر الدین محمود کی فیصلہ کن تحریر)	41
وفاتِ مسیح پر بحث کی ضرورت نہیں	41
حوالہ نمبر 1: عقیدہ نزول مسیح ایمانیات کی جزو نہیں	41
حوالہ نمبر 2: کئی خواص، اولیاء اور اہل اللہ کا یہی عقیدہ (نزولِ مسیح) تھا	42
حوالہ نمبر 3: نزولِ مسیح کے عقیدہ پر کوئی گناہ نہیں	43
حوالہ نمبر 4: وفات و حیات پر بحث ہماری غرض نہیں	43
کٹھن مرحلہ	44
مرزائی حربہ	44
اہم نکتہ	44
باب سوم: بحثِ اوّل۔ صدق و کذبِ مرزا	45
کذبِ مرزا کی پہلی دلیل: مرزا کے جھوٹ	45

45	ابتدائے کلام
46	جھوٹ کے متعلق مرزا قادیانی کے اپنے فتوے
46	جھوٹ نمبر 1۔ چودھویں صدی اور پنجاب والا
47	جھوٹ نمبر 2۔ مرزا قادیانی کو دیکھنے کی بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی
47	جھوٹ نمبر 3۔ مسیح کے وقت طاعون
47	مرزائی عذر مع جوابات
49	جھوٹ نمبر 4۔ مرزا کا کوئی استاد نہیں ہے
50	مرزائی عذر اور اس کے جوابات
51	ایک اہم اور قابلِ حفظ اصول
52	جھوٹ نمبر 5: احادیثِ صحیحہ میں چودھویں صدی کا مجدد
52	جھوٹ نمبر 6: صحیح بخاری والا جھوٹ
52	قادیانی عذر مع جواب
53	جھوٹ نمبر 7: قرآن شریف میں قادیان کا ذکر
53	جھوٹ نمبر 8: قرآن مجید میں 1857ء کا ذکر
53	جھوٹ نمبر 9: دنیا کی عمر سات ہزار برس
54	جھوٹ نمبر 10: میں (مرزا) نے کسی کو گالی نہیں دی
54	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام پر قادیانیوں کے اعتراض کا جواب
55	**کذبِ مرزا کی دوسری دلیل: مرزا کی تہذیب و شرافت**
55	گالیوں کے متعلق مرزا کے فتاویٰ جات
55	مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے
55	عام مسلمانوں کے متعلق (گالیاں)
56	مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق
56	مولانا عبدالحق غزنوی کے متعلق
56	مولانا رشید احمد گنگوہی کے متعلق
57	مولانا محمد حسین بٹالوی اور سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق
57	عمومی گالیاں

58	**کذبِ مرزا کی تیسری دلیل: جھوٹی پیش گوئیاں**
58	صدق وکذب جانچنے کا اصول (حوالہ نمبر 1)
58	صدق وکذب جانچنے کا اصول (حوالہ نمبر 2)
59	**پہلی جھوٹی پیش گوئی عبداللہ آتھم کے متعلق**
59	پیش گوئی کا اجمالی تذکرہ
60	مرزائی عذر نمبر 1 اور اس کا جواب
61	مرزائی عذر نمبر 2 اور اس کا جواب
62	**دوسری جھوٹی پیش گوئی: ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں**
62	**تیسری جھوٹی پیش گوئی: پیر منظور کے ہاں لڑکے کی پیدائش**
63	**چوتھی جھوٹی پیش گوئی: مرزا قادیانی کی لیکھ رام کے متعلق پیشگوئی**
63	مرزائی عذر اور جواب
64	مرزا صاحب کا دجل
65	**لیکھ رام کی مرزا کے متعلق پیش گوئی**
65	مرزائی عذر اور جواب
66	**پانچویں جھوٹی پیش گوئی: مرزا صاحب کی عمر کے متعلق**
67	**چھٹی جھوٹی پیش گوئی محمدی بیگم کے متعلق**
67	محمدی بیگم کی مرزا قادیانی سے رشتہ داری
67	بھتیجی، بھانجی، بیوی کی بھتیجی، بہو کی ماموں زاد بہن
67	پیش گوئی کا پسِ منظر
68	پیش گوئی میں دعوے
69	اس پیش گوئی کے بارے میں چند اہم معلومات
69	مرزا کا دجل وفریب
70	محمدی بیگم کے متعلق چند مزید الہامات
71	قادیانیوں کی ایک دلچسپ تاویل
72	**کذبِ مرزا کی چوتھی دلیل: مرزا کی شاعری**
73	**کذبِ مرزا کی پانچویں دلیل: مختلف زبانوں میں وحی**

قرآنی اصول	73
مرزائی عذر نمبر 1 اور جواب	74
مرزائی عذر نمبر 2 اور جواب	74
کذبِ مرزا کی چھٹی دلیل: مولانا ثناء اللہؒ کے ساتھ آخری فیصلہ	74
خدائی فیصلہ: مرزا صاحب کا ہیضہ سے مرنا	75
حوالہ نمبر 1 (سیرتِ المہدی سے)	76
مرزائی عذر اور جواب	76
حوالہ نمبر 2 (حیاتِ ناصر سے)	77
مرزائیوں کا ایک اور عذر اور جواب	77
بابِ چہارم: صداقتِ مرزا پر قادیانی دلائل اور ان کے جوابات	79
فقد لبثت فیکم عمراً والی دلیل مع جوابات	79
ماں کی نافرمانی	80
مرزا قادیانی کا کردار جوانی میں بھی اچھا نہیں تھا	81
مرزا کی بیویوں کی گواہی	82
ولو تقول علینا والی دلیل مع جوابات	83
خسوف و کسوف والی دلیل	85
قادیانی دلیل کا اجمالی جائزہ	86
کسوف کے متعلق قادیانیوں کے متضاد بیانات	87
چاند گرہن کے متعلق متضاد بیانات	88
روایت کا تحقیقی جائزہ	88
آیتین	88
دارقطنی کی روایت کے جوابات	89
مرزائی عذر اور جوابات	90
صالح بن طریف برغواطی، ابو منصور عیسیٰ، علی محمد باب	92
پینتالیس برس کی قلیل مدت میں گہنوں کا نقشہ	93

مرزا قادیانی	94
خلاصۂ کلام	94
باب پنجم: بحث ثانی۔ رفع ونزول مسیح علیہ السلام	95
تنقیح موضوع	95
ایک اہم اصول اور عسل مصفّٰی کی اہمیت	95
مجدد کی تعریف	96
تیرہ صدیوں کے مجدّ دین کی فہرست	96
کتاب عسل مصفّٰی کی تائید وتوثیق	99
مرزائی سوال اور اس کا جواب	99
چودھویں صدی کے مجدّ دین کے نام	99
مجددیت کے متعلق چند ضروری وضاحتیں	99
رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کی ایک لاجواب دلیل	100
عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کے عقائد	100
عیسائیوں اور یہودیوں کے غلط عقائد کا قرآن مجید سے ردّ	100
ردِّ تثلیث	100
ردِّ اُلوہیت	101
ردِّ ابنیت	101
ردِّ صلیب	101
ردِّ کفارہ	101
رفع ونزول کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ	102
مرزا قادیانی کا اعتراف	103
مرزائی عذر نمبر 1 اور اس کا جواب	103
مرزائی عذر نمبر 2 اور جوابات	104
مرزائی عذر نمبر 3 اور جوابات	104
اثباتِ رفع ونزول باقوالِ مرزا قادیانی اَز رُوئے قرآن مجید	106
مرزائی عذر اور جوابات	107

اثباتِ رفع ونزول اَز رُوئے احادیث باقوالِ مرزا قادیانی	108
اثباتِ رفع ونزولِ مسیح اَز رُوئے اجماعِ امت باقوالِ مرزا قادیانی	109
دلائلِ اثباتِ رفع ونزول اَز رُوئے قرآن مجید	110
آیت نمبر1(و مکرو او مکر اللہ۔۔۔الخ)	110
طرزِ استدلال	110
نکتہ	111
آیت نمبر2(اذقال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیك۔۔۔الخ)	111
ترجمہ مع چار وعدوں کا خلاصہ	111
قادیانی اعتراض اور جوابات	112
بحث لفظ ’’توفی‘‘	114
’’توفی‘‘ معنی اَز کتبِ سلف	114
’’توفی‘‘ کے معنی پر مرزا قادیانی کا چیلنج اور اس کے جوابات	115
ہمارا چیلنج	117
آیت نمبر3:(و قولهم انا قتلنا المسيح عيسٰى ۔۔ الخ) مع ترجمہ	117
نکتہ	118
مرزائی عذر مع جوابات	118
ایٹم بم نمبر1:هذا هو موسیٰ فتى الله الذى۔۔۔الخ	119
مرزائی اعتراض مع جوابات	120
ایٹم بم نمبر2: بل حياة كليم الله ثابث بنص القرآن الكريم۔۔	121
مرزائی اعتراض مع جوابات	121
آیت نمبر4: و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن۔۔۔الخ	124
ترجمہ اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے تفسیر	124
شرح فقہ اکبر کا اہم حوالہ	125
امام شعرانیؒ کا حوالہ	125
مرزائی اعتراض مع جوابات	125
آیت نمبر5:(و انهٗ لعلم للساعة۔۔۔الخ)	126

آیت نمبر6:(و یکلم الناس فی المهد و کهلا---الخ)	127
امام رازیؒ اور امام علاؤالدینؒ، صاحبِ خازن کا حوالہ	127
آیت نمبر7:(اذ کففت بنی اسرائیل عنك--- الخ)	128
آیت نمبر8:(و اذ علمتك الکتاب والحکمة --- الخ)	128
فائدہ عظیمہ	129
رفع ونزول کا اثبات احادیثِ نبویہ سے	130
حدیث نمبر1 (ینزل عیسیٰ---معی فی قبری)	130
حدیث نمبر2 (اذبعث الله المسیح ---عندالمنارةالبیضاء)	130
حدیث نمبر3 (فینزل --- امیر هم تعال)	131
حدیث نمبر4 (ان عیسیٰ لم یمت)	132
اعتراض مع جوابات	132
حدیث نمبر5 (انّ عیسیٰ یأتی علیه الفناء)	133
اعتراض مع جوابات	133
قادیانی شگوفہ	134
اہم نکتہ	136
قادیانیوں سے سوال	136
حدیث نمبر6 (والذی نفسی بیدہٖ لیهلن ابن مریم---الخ)	137
حدیث نمبر7 (لیس بینی و بینهٗ نبی)	137
حدیث نمبر8 (الانبیاء اخوة لعلات امهاتهم شتی--- الخ)	137
ہمارا چیلنج	138
اثباتِ رفع ونزول از روئے اجماعِ امت	138
قادیانیوں کے دلائلِ وفاتِ مسیح علیہ السلام کی تردید	141
قرآن مجید سے غلط استدلال اور ان کے جوابات	141
آیت نمبر1:(فلما توفیتنی---الخ)	141
مرزائی استدلال مع جوابات	141
آیت نمبر2 (ماالمسیح ابن مریم الا رسول --- الخ) مع ترجمہ	145

145	آیت نمبر3 (وما محمد الا رسول قد خلت۔۔۔الخ) مع ترجمہ
146	اعتراضات مع جوابات
147	ہماراطریق استدلال اورمزید جوابات
148	آیت نمبر4 (کانا یأکلانِ الطّعام۔۔۔الخ)
148	طرز استدلال اور جوابات
148	امام شعرانیؒ کا حوالہ
149	آیت نمبر5(واو صانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیاً)
150	قادیانی استدلال اور جوابات
151	**احادیث سے وفات عیسیٰ علیہ السلام پر قادیانیوں کے غلط استدلال کی تردید**
151	حدیث نمبر1(ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃً)،طرز استدلال مع جوابات
152	بارش کی طرح وحی کے زیر سایہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر
154	23 برس کی متواتر وحی کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر
156	حدیث نمبر2(لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی)
156	حدیث نمبر3،اعتراض مع جوابات
157	مرزائیوں کی حالتِ زار
158	**باب ششم: بحث ثالث ۔ مسئلہ ختم نبوت واجرائے نبوت**
158	تنقیح موضوع
158	قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی اقسام
158	حوالہ نمبر1 (مرزا بشیرالدین محمود احمد)
158	حوالہ نمبر2 (مرزا بشیر احمد ایم اے)
159	حوالہ نمبر3 (مباحثہ راولپنڈی)
159	ایک ضروری تنبیہ اور نوٹ
160	**اجرائے نبوت پر مرزائیوں کے دلائل**
160	آیت نمبر1(یا بنی آدم اِما یاتینکم۔۔۔الخ)
160	قادیانی طرز استدلال مع جوابات
164	آیت نمبر2 (اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً۔۔۔الخ)

طرزِ استدلال اور جوابات	164
آیت نمبر3 (من یطع اللہ ۔۔۔الخ۔النساء69)،طرزِ استدلال اور جواب	165
شانِ نزول	166
مرزائی اعتراضات مع جوابات	166
امام راغب کی عبارت سے قادیانی استدلال مع جوابات	171
ہمارا سوال	176
نبوت کو کسبی ماننا کفر ہے	176
محدثِ جلیل قاضی عیاض مالکیؒ کا حوالہ	176
علامہ شعرانیؒ کا حوالہ	177
نبوت کے کسبی نہ ہونے کے بارے میں مرزا کا اعتراف	177
لفظ خاتم کا معنیٰ	178
شبہ اور جواب	178
نہایت اہم حوالہ	179
لانبی بعدی پر اعتراضات مع جوابات	180
اجرائے نبوت کے متعلق بزرگوں کے اقوال کی حقیقت	183
باب ہفتم: مرزا قادیانی کے کردار، اخلاق اور طرزِ زندگی کی چند جھلکیاں	184
چینی کی چوری	184
مرزا کی تلاش، مٹی کے ڈھیلے اور گڑ	184
الٹے سیدھے جوتے پہننا	184
بٹن غلط کاج میں لگانا	185
جراب پہننے کی کیفیت	185
کھانے کا انداز	185
ریشمی ازار بند	186
غرارے کا استعمال	186
جیبی گھڑی	186
چشمِ نیم باز	186

187	تکیے کے نیچے کپڑے
187	مرزائی عذر اور اس کا جواب
188	غیر محرم عورتیں اور مرزا قادیانی
188	تصویر کا ایک رخ
188	تصویر کا دوسرا رخ
189	عورتوں کے امام
189	نبی معصوم
189	نظر کی کمزوری یا بے تکلفی
190	مسماۃ بھانو کی خدمت گزاری
190	کنواری دوشیزہ کی خدمت گزاری
190	مقدمات میں وقت ضائع
191	پچاس اور پانچ میں فرق
191	ٹیچی فرشتہ
191	الہامات مرزا
193	عربی الہامات
194	فارسی الہامات
194	اردو الہامات
195	پنجابی الہامات
195	عبرانی اور دیگر نامعلوم زبانوں میں نہ سمجھ آنے والے الہامات
196	گپت الہام (قادیانی لاٹری نمبر)
197	انگریزی الہامات
197	چوہڑی، زانیہ اور کنجروں کے خواب
198	چڑی مار
198	اور انگلی کٹ گئی
198	جیب میں اینٹ
199	جائے نفرت

199	ترکِ اعتکاف
199	ترکِ حج، اعتکاف اور زکوۃ
199	عشقیہ شاعری
201	کنجی کی رقم
201	روزے تڑوادیئے
201	روزے نہیں رکھے
202	میں ایسے پردے کا قائل نہیں
202	تھیٹر
202	ٹانک وائن (مرزا قادیانی کا خط مرید کے نام)
203	کبھی کبھی زنا (مرزا قادیانی اور مرزا محمود کی مشترکہ خصوصیت)
204	**باب ہشتم: ضمیمہ۔ قادیانیوں کی وجوہِ تکفیر**
205	**مرزا کے کفر کی پہلی وجہ: مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت**
205	میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی
205	میرا نام نبی رکھا اور مسیح موعود پکارا گیا
205	قادیان کا رسول
205	آنحضرت ﷺ کا بروز
205	تمام نبیوں کے نام میرے نام رکھ دیئے
205	مرزا کی نبوت کے نشانات
206	**مرزا کے کفر کی دوسری وجہ: حضرت عیسیٰؑ کے بن باپ پیدا ہونے کا انکار**
206	نکاح سے پہلے حمل
206	22 سال یوسف نجار کے ساتھ
206	مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں
206	بھائیوں کا دماغ میں خلل کا شکوہ
207	**مرزا کے کفر کی تیسری وجہ: حضرت عیسیٰؑ کے رفع و نزول کا انکار**
207	شرکِ عظیم
207	بھاگ کر کشمیر کی طرف

رفع ونزول کے عقیدہ سے باز آگیا	207
جسمِ عنصری کا آسمان پر جانا تہمت ہے	207
مرزا کے کفر کی چوتھی وجہ: حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کی شان میں گستاخیاں	207
بدزبانی	207
چار بھائی اور دو بہنیں	207
معجزہ نمائی میں کمزوریاں	208
مرزا عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر	208
حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان عظیم	208
بغیر باپ پیدا ہونے پر طعن	208
شراب کی عادت	208
تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی	208
مرزا کے کفر کی پانچویں وجہ: دیگر انبیاءؑ خصوصاً نبی اکرم ﷺ کی اہانت	209
غار ثور کی توہین	209
میرا نام محمد اور رسول رکھا گیا	209
میں آدم، نوح، داؤد، عیسیٰ ابن مریم، محمد ہوں	209
چاند اور سورج (دونوں کا) خسوف وکسوف	209
نشانوں کی کثرت اگر نوح کے زمانہ میں ہوتی تو وہ غرق نہ ہوتے	209
اس امت کا یوسف	209
انبیاءؑ پر برتری (اشعار میں) نزول المسیح کے چار اہم اشعار	209
ہر شخص ترقی کر کے محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ سکتا ہے	210
ظلی نبی	210
مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو (مرزا قادیانی) چھوڑ دیا جاوے؟	210
مرزا کے کفر کی چھٹی وجہ: عیسیٰؑ کے معجزات کا انکار	210
حق بات یہ ہے کہ آپ (عیسیٰؑ) سے کوئی معجزہ نہیں ہوا	210
مسیح کے معجزات تالاب کی وجہ سے بے رونق	210
پرندوں کا اڑنا۔ مشرکانہ خیال	210

211	قرآنی آیات میں روحانی معنیٰ کے نام پر تحریف
211	مسیح کے معجزات نہیں، نجاری تھی (بڑھئی کا کام)
211	معجزہ کھیل کی ایک قسم
211	**مرزا کے کفر کی ساتویں وجہ: اسلامی فریضہ جہاد کا انکار**
212	دین کے لئے لڑنے والا خدا اور اس کے رسول کا نافرمان
212	مرزا کے مریدوں کی خصوصیت
212	مرزا کے مذہب کے دو حصے، خدا اور حکومتِ برطانیہ کی اطاعت
212	ع اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو! خیال
212	**مرزا کے کفر کی آٹھویں وجہ: تمام مسلمانوں کی تکفیر**
212	مرزا کو نہ ماننے والے عیسائی، یہودی اور مشرک
212	مرزا کو نہ ماننے والا جہنمی ہے
212	مرزا کی دعوت کو قبول نہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے
213	مرزا کا نہ ماننے والا چاہے اس نے اس کا نام بھی نہ سنا ہو، کافر ہے
213	مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر ہے
214	**چند کتب جن کا حصول ضروری ہے**
216	**مرزا کی کتب کا اجمالی تعارف**
220	**ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد کی کتب**

محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دوملفوظ

ملفوظ نمبر 1

مرض الموت میں حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (1292ھ-1352ھ/1875ء-1933ء) نے اپنی چار پائی اٹھوائی اور دارالعلوم دیوبند کی مسجد کے محراب کے پاس رکھوا کر آخری وصیت ارشاد فرمائی کہ ''اس امت کیلئے اب تک قادیانیت سے بڑھ کر فتنہ وجود میں نہیں آیا۔ مسلمانوں کے ایمان کو اس فتنۂ ارتداد سے بچاؤ اور اپنی ساری قوتیں اس میں صرف کر ڈالو۔ یہ ایسا جہاد ہے جس کا بدلہ جنت ہے، میں اس بدلے کا ضامن بنتا ہوں''

یہ روایت حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ (1900ء-1983ء) نے بیان فرمائی جسے نقل کر کے انکے تصدیقی دستخط کروالئے گئے حضرت افغانی نے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب کی یہ روایت مجھے مولانا محمد صدیق صاحب جو حاضر مجلس تھے کی وساطت سے پہنچی تھی، انہوں نے فارسی میں خط لکھا جس کا ایک جملہ یہ تھا:

"دریں بارہ کلام پر اثر نمودکہ سنگ خارہ موم مے کرد"

یعنی ''حضرت نے اس موضوع پر اتنا مؤثر کلام فرمایا کہ سخت پتھر موم کر دیے''

ملفوظ نمبر 2

ہم پہ یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں۔

(نقش دوام از مولانا انظر شاہ کاشمیری ص 191 مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

كلمة الرئيس

الحمدلله وحده والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ۔

اما بعد! اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ بنایا۔ سب سے آخر میں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔ اللہ نے آپ کو پوری انسانیت کے لئے بشیر ونذیر بنا کر نبوت کا سلسلہ مکمل فرما دیا اور آپ کے بعد ہر قسم کی نبوت ورسالت کا باب بند کر دیا۔ اب امت کی راہنمائی کی ذمہ داری اس امت کے علماء کے حوالے کر دی۔ ساتھ ہی ساتھ ایک پیش گوئی حضور ﷺ نے یہ بھی کر دی کہ میری امت میں تیس بڑے کذاب اور دجال پیدا ہوں گے جو یہ دعویٰ کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں پھر فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(ابوداؤد کتاب الفتن والملاحم باب ذکر الفتن ودلائلہا ج2 ص127 حدیث نمبر 4252)

اس پیش گوئی کے مطابق مختلف ادوار میں مختلف علاقوں میں نبوت کے جھوٹے دعویدار پیدا ہوتے رہے اور اس کی سرکوبی کے لئے بھی رجالِ کار میدان میں آتے رہے۔ پہلی صدی میں مسیلمہ کذاب آیا تو مقابلے میں خلیفہٗ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لشکر جرار کے ساتھ آئے اور جھوٹے نبی کے بارے میں وہ تاریخی اور عملی فیصلہ کیا کہ تاریخ میں مثال بن گیا۔ 19ویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی سامراج کی چھتری میں اور اسی کی ایماء پر مجدد، مصلح، ظلی، بروزی، مسیح، امام مہدی اور مستقل نبوت کے متضاد روپ دھار کر آیا تو علماء حق نے تحریر، تقریر، مباحثہ، مناظرہ اور مباہلہ کے میدانوں میں اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس کے کفریات کو طشت از بام کیا۔

تقسیم ہند کے بعد قادیانی ٹولہ اپنے مسکن قادیان ''دارالامان'' سے بھاگ کر پاکستان کے مختلف علاقوں میں جھوٹی نبوت کے بیج بونے کے لئے جا گزیں ہوا تو چنیوٹ شہر کے پڑوس میں چک ڈھگیاں کے مقام کو بھی اپنی سازشوں کے جال بننے کے لئے مفید جانتے ہوئے یہاں پر پڑاؤ کیا۔ لیکن مثل مشہور ''لِكُلِّ فِرْعَوْنٍ مُوسیٰ'' ' کہ اللہ تعالیٰ ہر فرعون کے لئے موسیٰ پیدا کر دیتے ہیں' کے مصداق اللہ تعالیٰ نے چنیوٹ کی سرزمین پر مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ کو قادیانیوں کی آمد سے پہلے ان کے علاج کے لئے تیار کر رکھا تھا۔ جنہوں نے تقریر ومناظرہ کے میدان میں قادیانیوں کو چار شانوں چت کر رکھا تھا اور تقریباً نصف صدی تک دنیا کے کونے کونے میں جا کر قادیانیت کے کفر کا پردہ چاک کرتے رہے۔ خصوصاً مناظرہ کے میدان میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہبی ملکہ عطا فرما رکھا تھا۔

زیرِنظر پندرہ روزہ کورس ان پچاس سالہ علمی کاوشوں کا نچوڑ ہے۔درحقیقت یہ مجموعہ اُن کی آپ بیتی، واقعات اور دلائل قاطعہ کا نچوڑ ہے جن کا مقابلہ قادیانی قیادت ان کے مربی اور مناظر کبھی بھی نہ کر سکے۔میرے والد ماجد مولانا چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ بجا طور پر فرماتے تھے کہ یہ پندرہ روزہ کورس میری پچاس سالہ علمی جدوجہد کا خلاصہ ہے اور فرماتے کہ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جو کوئی میرے سامنے بیٹھ کر یہ پندرہ روزہ کورس مجھ سے پڑھ لے؛اگر مرزا قادیانی قبر سے بھی اٹھ کر آجائے تو اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔

یہ پندرہ روزہ کورس مختلف ادوار سے گزرا جیسا کہ آپ حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے ''پیش لفظ'' میں پڑھیں گے،لیکن حالات کے بدلنے کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں ناگزیر ہو جاتی ہیں۔ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد کے شعبہ تخصص اور تصنیف و تالیف کے رفقاء نے اس کورس میں حذف و ترمیم اور تحقیق کا کام بڑی عرق ریزی سے کیا ہے۔اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے اور تمام احباب کو اپنی شان کے مطابق اجر نصیب فرمائے اور رہ بھٹکے لوگوں کو راہِ راست پر لانے کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کے مہربان حضرت چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔آمین!

محمد الیاس چنیوٹی

4-3-2017

عرضِ حال

پندرہ روزہ ردِ قادیانیت کورس کا علمی گلدستہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔۔۔۔ جو استادِ محترم سفیرِ ختمِ نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ کے درسی افادات کا خوبصورت مجموعہ ہے۔۔۔۔ جنہیں حضرت استادِ محترم رحمہ اللہ نے تمام زندگی اندرون وبیرون ملک پڑھایا ہے۔۔۔۔۔ تعلیم وتعلم میں اکثر دینی اداروں کے اساتذہ اور طلبہ کا غلبہ ہوتا تھا اس لئے ان اسباق کا اسلوب بھی انہی لوگوں کے ذوق اور مزاج کے موافق رہا۔۔۔۔۔ ابتداء میں مختصر اشارات لکھوا دیئے جاتے اور باقی تشریح زبانی کردی جاتی۔۔۔۔ کچھ عرصہ بعد اسے نوٹس کی شکل میں تیار کرلیا گیا اور اس کی فوٹو کاپی چلتی رہی۔ 1990ء میں جب دار العلوم دیوبند میں پڑھانے کا موقع آیا تو اس کو باقاعدہ چھپوایا گیا۔۔۔۔ وقت کے ساتھ ساتھ جب سکولز اور کالجز کے اساتذہ، طلباء اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے دلچسپی کا اظہار کیا تو اس میں قدرے وضاحت اور تفصیل کی ضرورت محسوس کی گئی مگر حضرت رحمہ اللہ کی عدیم الفرصتی آڑے رہی۔۔۔۔ جب درجہ تخصص کا اجراء ہوا تو استادِ محترمؒ نے تخصص کے طلبہ کو مزید توضیح وتشریح املاء کروائی جسے بعد میں مرتب کرکے ''ردِ قادیانیت کے زریں اصول'' کے نام سے شائع کیا گیا۔ الحمدللہ اب اس کا ''اَلْاُصُوْلُ الذَّهَبِيَّةُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْقَادِيَانِيَّةِ'' کے نام سے عربی میں ترجمہ بھی مکہ مکرمہ سے شائع ہوگیا ہے۔ چونکہ یہ تمام علمی خزانہ آپؒ کے درسی افادات پر مشتمل ہے، اس کو عام آدمی کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید اور عام فہم بنانے کے لیے کام کی ضرورت تھی۔ حضرت رحمہ اللہ اپنی مصروفیات کے پیشِ نظر ان پر مطلوبہ سطح کی نظر ثانی نہ فرما سکے۔۔۔۔۔ استادِ محترم حضرت مولانا مشتاق احمد رحمہ اللہ نے کافی مشکل مقامات کی نشاندہی فرمائی۔۔۔۔ اسی طرح رئیسِ ادارہ ابنِ سفیرِ ختمِ نبوت مولانا محمد الیاس چنیوٹی مدظلہم بھی دورانِ تدریس مختلف غلطیوں کی نشاندہی کرتے رہے اور اصلاح کی طرف توجہ دلاتے رہے اور ساتھ ہی نئی طباعت کی تیاری کا حکم بھی فرمایا۔ انہی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے حسبِ ذیل امور کو ترجیح دیتے ہوئے پندرہ روزہ کورس کے نئے ایڈیشن کی تیاری سے نظر ثانی کی ابتدا کی جارہی ہے۔

1۔ استادِ محترم سفیرِ ختمِ نبوت کی ذاتی قلمی کاپی اور آپ کے شاگردوں مثلاً مولانا ابراہیم رحمہ اللہ (واسو، منڈی بہاؤالدین)، مولانا مشتاق احمد چنیوٹی رحمہ اللہ اور مولانا عبداللہ زید مجدھم (ٹوبہ ٹیک سنگھ) وغیرہ کے قلمی نسخوں سے تقابل کیا گیا ہے۔

2۔ ردّ قادیانیت کے زریں اصول اور اس کے عربی ترجمہ ''اَلْاُصُوْلُ الذَّهَبِيَّةُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْقَادِيَانِيَّةِ'' کو بھی پیشِ نظر

رکھا گیا ہے۔

3۔ قرآنی آیات کو اعراب اور ترجمہ کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔

4۔ احادیثِ مبارکہ کو اعراب، ترجمہ اور حوالہ جات کے ساتھ رقم کیا گیا ہے۔

5۔ مرزا قادیانی کی عبارات کو بھی اعراب اور انہی کے شائع کردہ ترجمہ کے ساتھ لکھا گیا ہے۔تا کہ یہ اعتراض ختم ہو جائے کہ ''مولوی'' ترجمہ غلط یا اپنی مرضی کا کرتے ہیں۔

6۔ قادیانی کتب کے حوالہ جات کو قادیانیوں کی 2008ء میں گولڈن جوبلی کے موقع پر شائع ہونے والے جدید ایڈیشن کے مطابق درج کر دیا گیا ہے۔

7۔ دیگر اسلامی کتب کے حوالہ جات کی بھی جانچ پڑتال کی گئی ہے۔

8۔ عربی گنتی (موجودہ بین الاقوامی) جسے مسلمانوں کی غفلت کی وجہ سے اہلِ مغرب خصوصاً انگریزوں کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔۔۔حوالہ جات کو اس میں رقم کیا گیا ہے۔یہ کام مرعوبیت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی میراث سمجھ کر کیا گیا ہے۔

9۔ مرزا قادیانی کی وجوہِ تکفیر جو ''ردِ قادیانیت کے زریں اصول'' میں درج تھیں، کو بطور ضمیمہ شامل کر دیا گیا ہے۔

10۔ نصاب کے شروع میں تفصیلی فہرستِ مضامین بھی لگا دی گئی ہے۔

نصاب کو غلطیوں سے بچانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔بشری تقاضا کے پیشِ نظر غلطیوں کی گنجائش ہمیشہ موجود رہتی ہے۔اہلِ علم حضرات سے غلطیوں کی نشاندہی اور مفید مشوروں کی درخواست ہے۔یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جب تک اس نصاب کو باقاعدہ اساتذہ سے سبقاً نہ پڑھا جائے تو کامل استفادہ ناممکن ہے۔۔۔چاہے اسے جتنا بھی آسان کر دیا جائے۔ ایک اہم چیز کا خاص خیال رکھا جائے کہ مطالعہ کے دوران مرزا قادیانی کی عبارتوں کی اصلاح اصل کتاب سے مراجعت کے بغیر نہ کی جائے۔۔۔حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ کو قادیانی کتب کے حوالہ جات اَزبر تھے۔۔۔اِس کے باوجود قادیانیوں کی اصل کتب سے دوبارہ بلکہ سہ بارہ چیک کیا گیا ہے۔اب عبارات میں جو بھی غلطی ہوگی، وہ مرزا قادیانی (بقولِ خود) ''سلطان القلم'' کا علمی شاخسانہ ہوگا۔اس لئے مراجعت کے بغیر ہرگز تبدیلی نہ کریں۔خصوصی گزارش یہ ہے کہ 'پندرہ روزہ کورس'، 'ردِ قادیانیت کے زرّیں اصول' اور ''اَلْاُصُوْلُ الذَّهَبِيَّةُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْقَادِيَانِيَّةِ'' حضرت سفیرِ ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ کے درسی افادات ہیں؛ ان میں کسی قسم کی غلطی مرتبین کی فہم وادراک، سستی وغفلت یا اُن کے ذاتی استدراک کا نتیجہ ہوگا، استادِ محترم حضرت

مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمہ اللہ اس سے بری الذمہ ہیں۔حضرت رحمہ اللہ دورانِ اسباق اس قسم کی غلطیوں اور مشکل مقامات کی تشریح فرمادیا کرتے تھے۔چونکہ اب حضرت رحمۃ اللہ علیہ موجود نہیں ہیں، اس لیے وضاحت کی ضرورت محسوس ہوئی ہے، قارئین ذہن نشین فرمالیں۔

اِس نصاب پر قریباً دوسال سے زیادہ عرصہ تک کام جاری رہا۔اِس کورس کی تیاری کے ابتداء میں مولانا بدرِ عالم چنیوٹی زیدمجدھم اور مولانا حسین احمد بنگلہ دیشی زیدمجدھم نے ہاتھ بٹایا۔صاحبزادہ مولانا محمد ضیاء الحق چنیوٹی سلمہٗ قدم بہ قدم ساتھ رہے۔خصوصاً بذریعہ نیٹ حوالہ جات کی تلاش میں دن رات کام کیا۔اسی طرح مولوی فاروق حسن سلمہٗ (منچن آبادی) شریک دورہ تخصص ادارہ ہذا، آخری ڈیڑھ ماہ صبح آٹھ سے رات گیارہ بجے تک بندہ کے ساتھ شریکِ کار رہے۔ پرانے مخطوطوں اور عبارات کی تلاش میں دست و بازو بنے۔اگر مؤخرالذکر دونوں حضرات ساتھ نہ دیتے تو یہ کام مزید ایک سال اور اِلتوا کا شکار ہو جاتا۔مولوی محمد عزیر اختر (چنیوٹ) شریک دورہ تخصص نے بھی کافی تعاون کیا۔کمپوزنگ کے سلسلہ میں مولانا قاری شفیق وجھوی سلمہٗ اور استادِ محترم مولانا مشتاق احمدؒ کے بھائی منظور احمد جاوید سلمہٗ نے دن رات کام کیا۔حضرت مولانا قاری محمد رفیق وجھوی مدظلہ کے بار بار تاکیدی پیغام بھی ممدّ ومعاون ثابت ہوئے۔اس کے علاوہ کئی دیگر اہلِ علم حضرات اور حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ کے تلامذہ وغیرہم سے بھی رابطہ رہا اور انہوں نے بھی مفید مشوروں سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو ڈھیروں جزائے خیر عطا فرمائے۔اللہ تعالیٰ اس سعیٔ ناتواں کو استادِ محترم سفیرِ ختمِ نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، بندہ کے والد گرامی مرحوم، اساتذہ کرام اور ہم سب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔آمین۔

بلال احمد

رفیق شعبۂ تخصص، ادارۂ مرکزیہ دعوت وارشاد

تحصیل وضلع چنیوٹ، پنجاب۔پاکستان

28 جمادی الاولیٰ 1438ھ، 26 فروری 2017ء

عرض مزید

ناظرین کرام! پندرہ روزہ کورس کا دوسرا نظر ثانی شدہ جدید ایڈیشن 2020ء مفید اضافوں، اغلاط کی تصحیح، مزید اور جدید حوالوں سے مزین آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ رئیس ادارہ ابن سفیر ختم نبوت حضرت مولانا محمد الیاس چنیوٹی دامت برکاتہم نے اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود نظر ثانی فرمائی۔ حضرت مولانا سیف الرحمٰن قاسم مدظلہم (گوجرانوالہ) نے بڑی تنقیدی نگاہ سے مسودہ کا مطالعہ کیا اور مفید مشوروں سے نوازا۔ قادیانیوں کی آئے روز کی تحریفات اور خاص طور پر نیٹ کے ذریعے جدید حوالہ جات کی فراہمی میں حضرت مولانا عبداللہ خان (عزت خان) زید مجدھم (مانچسٹر)،عزیزم مولوی امیر حمزہ سلمہٗ (سرگودھا) اور برادرم اسامہ حفیظ سلمہٗ (میانہ گوندل حال وارد بھلوال) نے بھرپور ساتھ دیا۔ ایسے ہی مفتی محمد ابوسفیان سلمہٗ اور مولانا محمد ضیاء الحق چنیوٹی سلمہٗ نے خوب تعاون کیا۔ کمپوزنگ کے مراحل میں برادرم منظور احمد جاوید سلمہٗ نے خوب جانفشانی سے کام کیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر کئی بزرگوں اور دوستوں نے بھی اپنی قیمتی آراء سے آگاہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اجر عظیم سے نوازے۔

قارئین کرام! شومئی قسمت یا ستم ظریفی سمجھئے کہ جب بھی ہم کوئی تحقیقی کام مکمل کر پاتے ہیں تو قادیانی کتب کا کوئی نہ کوئی نیا ایڈیشن آجاتا ہے، جس میں وہ اپنے مزاج اور عادت کے مطابق کچھ نہ کچھ اکھاڑ پچھاڑ کرتے ہی رہتے ہیں۔ مثلاً جون 2018ء میں لندن سے مرزا قادیانی کے 'مجموعہ اشتہارات' کو تین جلدوں میں شائع کیا۔ پھر جولائی 2019ء میں قادیان سے شائع کیا اور اس میں اضافے وغیرہ کئے۔ اس کی روداد یہ ہے کہ سب سے پہلے چھ جلدوں میں مفتی محمد صادق قادیانی، ایڈیٹر اخبار ''بدر'' نے 1912ء سے شائع کرنا شروع کیا۔ اس کے بعد 1918ء میں میر قاسم علی دہلوی ایڈیٹر اخبار 'فاروق' نے ''تبلیغ رسالت'' کے نام سے اشاعت کا آغاز کر کے دس جلدوں میں مکمل کیا۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانی مربی عبداللطیف بہاولپوری نے ''مجموعہ اشتہارات'' کے نام سے تین جلدوں میں ترتیب دیا اور چناب نگر (ربوہ) سے شائع ہوا۔ 1989ء میں اسے تین سے دو جلدوں میں تبدیل کر کے کمپیوٹرائزڈ طباعت میں لایا گیا۔ مرزا قادیانی کے دوسرے لٹریچر جس میں مرزا کی تفسیر، تذکرہ، ملفوظات اور مکتوبات وغیرہ شامل ہیں، کا بھی یہی حال کیا گیا ہے۔ الحمدللہ اس کے باوجود زیرِ نظر اشاعت میں جدید ترین حوالے درج کئے ہیں اور پرانی طباعتوں سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا۔

بارِ دیگر عرض ہے کہ یہ مجموعہ 'پندرہ روزہ کورس' مختصر ترین متن ہے۔ اس کی تشریح باقاعدہ ماہر فن اساتذہ کے تعلم سے ہی حاصل اور ذہن نشین ہوگی۔ علاوہ ازیں تشریح کی کمی کو کسی حد تک پورا کرنے کیلئے **''ردِ قادیانیت کے زرّیں اصول''** کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن بھی جلد شائع کیا جا رہا ہے جو ان شـــاء اللـــــہ انتہائی مفید اور معاون ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرما کر دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین۔

بلال احمد

4 رجب المرجب 1441ھ

بمطابق 29 فروری 2020ء بروز ہفتہ

عرضِ مرتب

سفیرِ ختم نبوت فاتح قادیانیت مولانا منظور احمد چنیوٹی مرحوم (1931ء۔2004ء) تحفظ ختم نبوت کے مقدس مشن سے ساری زندگی وابستہ رہے۔ آپ اس سلسلہ میں ایک بے قرار روح رکھتے تھے۔ اندرون ملک اور بیرون ملک بیسیوں دینی مدارس اور سرکاری اِداروں میں آپ نے تربیتی کورس کرائے اور ہزاروں علمائے کرام اور طلباء نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

آپ فاتح قادیان مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ (المتوفّٰی 1980ء) کے شاگرد خاص تھے۔ اُن کی ہدایات کی روشنی میں آپ نے ایک نصابی متن ترتیب دیا تھا جسے وہ مکمل شرح کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے۔ یہ نصاب گزشتہ کچھ عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اب تک تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس نصاب میں ترمیم و اضافہ کی ایک عرصہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ اس ایڈیشن میں مطلوبہ ترمیم و اضافہ کا کافی کام کر دیا گیا ہے۔ احباب مطلع رہیں۔

مشتاق احمد (رحمۃ اللہ علیہ)
انچارج درجہ تخصص فی رد القادیانیہ
اِدارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ[1]

جون 2008ء

---

[1] حضرت استاذم مولانا مشتاق احمد رحمۃ اللہ علیہ 28 جنوری 2015ء بروز بدھ بوقت چاشت مکہ مکرمہ میں حالت احرام اللہ کو پیارے ہو گئے۔ حضرت مولانا محمد الیاس چنیوٹی مدظلہ ان دنوں مکہ مکرمہ میں ہی تھے۔ انہوں نے مکی حضرات کے ساتھ مل کر ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام کیا۔ 30 جنوری 2015ء بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز عصر حرم مکی میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اور مکہ مکرمہ کے شرائع قبرستان میں تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہٗ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ

اما بعد:

دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو اللہ یار سندھ سے فراغت کے بعد ملتان میں امیر شریعت سیّد عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (1892ء۔1961ء) کے قائم کردہ ختم نبوت مدرسہ میں رد قادیانیت کی تربیت حاصل کرنے کیلئے 1951ء میں بندہ ناچیز داخل ہوا، فاتح قادیان استاذِ محترم حضرت مولانا محمد حیات صاحب رحمۃ اللہ علیہ (المتوفّٰی 1980ء) سے تربیت حاصل کی، ہم کل چار ر پانچ ساتھی تھے۔ 1952ء کے اوائل میں فارغ ہوا اور اس کے بعد مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودھا میں تدریس کی خدمت پر مامور ہوگیا، درسی کتب پڑھانے کے ساتھ ساتھ طلباء کو رد قادیانیت کی تربیت دینا بھی شروع کردی، وہاں سے 1954ء میں اپنے آبائی شہر چنیوٹ آکر جامعہ عربیہ (بالمقابل تھانہ صدر چنیوٹ) کی بنیاد رکھی اور حسب معمول طلباء کی تربیت جاری رہی، پھر میرے مُرَبّی اور شفیق استاذ حضرت علامہ مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ (1908ء۔1977ء) کے حکم پر شعبان کی تعطیلات میں کراچی میں ان کے جامعہ علوم اسلامیہ (بنوری ٹاؤن) میں مدت تک یہی خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل کرتا رہا، اسی طرح تنظیم اہل سنت کے زیر اہتمام ملتان میں بھی حضرت علامہ دوست محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ (1920ء۔1974ء) اور حضرت علامہ عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (1926ء۔2012ء) کے حکم پر دس ر پندرہ روزہ تربیتی کورس کراتا رہا۔ اپنی کاپی جو راقم نے اپنے استاد مرحوم فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ سے دوران تربیت لکھی تھی اس سے ضروری حوالہ جات طلباء کو لکھواتا تھا اور بندہ نے اپنے تجربہ کی روشنی میں ایک نئی ترتیب دی جس میں استاد محترمؒ کی ترتیب کے برعکس پہلا موضوع بجائے ''حیات عیسیٰ علیہ السلام'' کے مرزا قادیانی کے ''صدق وکذب'' کو قرار دیا اور قادیانیوں سے موضوع گفتگو طے کرنے کیلئے عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا کہ اصل موضوع مرزا قادیانی کی ذات اور کردار ہے۔ اگر وہ ایک سچا اور شریف النفس انسان بھی ثابت ہوجائے تو ہمیں دوسری بحثوں ''حیات مسیح علیہ السلام'' اور ''ختم نبوت'' کے موضوعات پر گفتگو کرنے اور فریقین کا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم بغیر کسی قسم کی بحث کئے اسے اپنے تمام دعاوی میں سچا مان لیں گے اور اگر وہ اپنی تحریرات سے شریف اور سچا انسان ہی ثابت نہ ہو بلکہ پرلے درجہ کا کذاب، بدزبان، بدکردار، بداخلاق، شرابی، زانی اور انگریز کا ٹاؤٹ ثابت

ہورہا ہوتو پھر دوسری بحثوں میں پڑنا فریقین کا وقت ضائع کرنا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اور اس کے دونوں جانشینوں نے خود اس بات کا فیصلہ دے دیا ہے اس لئے میری ترتیب میں پہلا عنوان ''تعیین موضوع'' ہے اور یہی اصل موضوع ہے جس پر راقم نے عقلی، نقلی دلائل پیش کئے ہیں۔ اس موضوع کو طے کر لینے کے بعد حدیث رسول کریم ﷺ کے مطابق قادیانی کے کذاب و دجال ہونے پر چند دلائل دیے گئے ہیں اس کے بعد ''حیات مسیح'' پھر ''ختم نبوت'' کا موضوع پیش کیا گیا ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ (بنوری ٹاؤن کراچی) اور دفتر تنظیم اہلسنت ملتان میں تیاری کراتے ہوئے شریکِ درس طلباء سے نوٹس تیار کرنے کیلئے کہا۔ ان نوٹس کی جانچ پڑتال کر کے ایک کاپی تیار کی۔ آئندہ ہر سال اسی کاپی کی فوٹوسٹیٹ اپنے طلبہ میں تقسیم کر دی جاتی تھی۔ اس طرح ان نوٹس سے طلباء کا وقت بھی بچتا اور دورانِ تحریر وہ عجیب وغریب غلطیوں سے بھی بچ جاتے۔ دورانِ کورس قادیانی کتب سے حوالہ جات دکھا دیے جاتے تا کہ انہیں عین الیقین ہو جائے اور حوالہ جات کی مزید تشریح زبانی کر دی جاتی۔

اسی کاپی کی مدد سے مسجد نبوی شریف میں کئی سال مغرب اور عشاء کے درمیان یونیورسٹی کے طلبہ کو عربی میں پڑھاتا رہا۔ 1985ء میں مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر نے خادم الحرمین شریفین شاہ فہد مرحوم (1921ء۔2005ء) کی خصوصی اجازت سے سرکاری طور پر اس حقیر کو دعوت دی تو بندہ یونیورسٹی میں طلباء کو عصر سے مغرب تک اسی کاپی کی مدد سے تیاری کراتا رہا۔ ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی اور ہمارے مادرِ علمی دارلعلوم دیوبند کے منتظمین نے 1990ء میں دارالعلوم میں ایک تربیتی کیمپ کا انتظام کیا۔ پورے ہندوستان سے منتخب علماء کو جمع کیا گیا اور دارالعلوم سے فارغ ہونے والے طلباء کی ایک کثیر تعداد اس کے علاوہ تھی۔ بندہ نے ان نوٹس کی ایک کاپی وہاں ارسال کی کہ اس کی فوٹوسٹیٹ کروالیں تا کہ حاضرینِ کورس میں تقسیم کی جاسکے۔ چونکہ حاضرین کی تعداد زیادہ تھی اسلئے انہوں نے دو ہزار کے قریب اسی کاپی کو چھپوالیا۔

چونکہ قلمی کاپی کی نسبت پرنٹ کاپی کے صفحات کی تعداد کم تھی نیز اکابرین علمائے دیوبند کی خواہش تھی کہ اس کاپی کو کتابی شکل میں بھی شائع کیا جائے۔ اگر چہ راقم اس رائے سے کچھ زیادہ متفق نہیں تھا کیونکہ اس کا کامل فائدہ باضابطہ پڑھنے سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن اکابر کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے بندہ ناچیز نے اس کی اجازت دے دی۔ چنانچہ میرے مشورہ اور رائے سے اس میں چند مفید اضافے کر کے اور کچھ ترتیب درست کر کے عزیز محترم مولانا سلمان منصور پوری اطال اللہ عمرہٗ نائب مفتی و استاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد، نواسۂ حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ (1879ء۔1957ء)

نے اسے کتابی شکل میں ترتیب دیدیا۔ میری نظر ثانی اور چند ضروری اضافہ جات کے بعد اب یہی کتاب **''رَدِّ قادیانیت کے زریں اصول''** کے عنوان سے کتابی شکل میں تقریباً اڑھائی سوصفحات پر مشتمل کتاب دارالعلوم دیو بند کی کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام چھپ چکی ہے اور وہاں سے دستیاب ہوسکتی ہے۔ (اب دارالعلوم دیو بند کے یک سالہ تخصص فی رڈ القادیانیۃ کے نصاب میں بھی شامل ہے، مرتب)۔

اس تمام وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ کورس کوئی باضابطہ تصنیف نہیں ہے بلکہ میرے ضروری نوٹس ہیں۔ اگر چہ ہر اُردو پڑھا لکھا عالم، غیر عالم اپنی استعداد کے مطابق اس سے استفادہ کرسکتا ہے مگر اس سے مکمل استفادہ وہی کرسکتا ہے جو شریک دورہ ہو کر باضابطہ طور پر پڑھے اور سمجھے کیونکہ دوران تدریس ان حوالہ جات کی تشریح میں اور کئی مفید باتیں بھی آجاتی ہیں جو اس پندرہ روزہ کورس میں درج نہیں یا جو صرف دوران سبق ہی بتائی اور سمجھائی جاسکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ میری اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔ آمین!

احقر

منظور احمد چنیوٹی عفا اللہ عنہ

﴿باب اوّل﴾

مرزا غلام احمد قادیانی کا مختصر تعارف

خاندانی پس منظر:

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ (برطانیہ) کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا **غلام مرتضٰی** گورنمنٹ کی نظر میں ایک **وفادار** اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور **۱۸۵۷ء** میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنے **پچاس** سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ **غدر** کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکّام اُن کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تمّوں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔'' (کتاب البریہ ص3 تا6، روحانی خزائن جلد13 ص4 تا6)

نام ونسب:

''اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد کا نام غلام مرتضےٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اَب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔''

(کتاب البریہ ص134 برحاشیہ روحانی خزائن جلد13 ص162، 163، مثلہ سیرۃ المہدی حصہ اول جلد1 ص116 طبع قدیم، طبع جدید 2008ء، ص105 روایت نمبر129)

تاریخ ومقام پیدائش:

مرزا غلام احمد قادیانی بھارت کے مشرقی پنجاب ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔ اپنی تاریخ پیدائش

کے بارے میں اس نے یہ وضاحت کی ہے: ''اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا''۔

(کتاب البریہ ص 146 حاشیہ روحانی خزائن جلد 13، ص 177)

کیفیت پیدائش:

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنّت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اُس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں اُن کے لیے خاتم الاولاد تھا۔

(تریاق القلوب ص 157 روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 479)

ابتدائی تعلیم:

مرزا قادیانی نے قادیان ہی میں رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جس کی تفصیل خود اس کی زبانی حسب ذیل ہے:

''بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی (حنفی) تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کیلئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد (اہل حدیث) تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی 'فضل' ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرَف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اِن کا نام گل علی شاہ (شیعہ) تھا اِن کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کیلئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالےٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے''۔

(کتاب البریہ بر حاشیہ 148 تا 150۔ روحانی خزائن ج 13 ص 179 تا 181۔ سیرۃ المہدی ج 1، حصہ اول، ص 120، 121، 251، روایت نمبر 129، 253، طبع جدید ص 109، 232، روایت ایضاً 2008ء)

نوٹ: مرزا بشیر احمد ایم اے جسے قادیانی (معاذ اللہ) قمر الانبیاء کہتے ہیں، اپنے والد کی انگریزی تعلیم کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

''اس زمانے میں مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے (اب اس عہدہ کا نام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہے) کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں استاد مقرر ہوئے۔مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی۔اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں''۔(سیرت المہدی ج 1 حصہ اوّل ص 155 طبع جدید 2008ء،ص 141 روایت نمبر 150)

انبیائے کرام کا کوئی دنیاوی استاد نہیں ہوتا وہ بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ سے علوم حاصل کرتے ہیں۔جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے کہ ''تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا''۔ (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ اول ص 7،روحانی خزائن جلد 1 ص 16)

اس سے بھی مرزا صاحب کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ملازمت:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور **اِدھر اُدھر** پھراتا رہا،پھر جب اُس نے سارا روپیہ اُڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔حضرت مسیح موعود **اِس شرم** سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے''۔

(سیرت المہدی ج 1 حصہ اول ص 43،طبع قدیم،طبع جدید 2008ء ص 39,38 روایت نمبر 49)

''واضح رہے کہ پنشن کی یہ رقم سات **صد روپیہ** تھی''۔(دیکھئے سیرت المہدی ج 1 حصہ اول ص 131،طبع جدید 2008ء ص 118 روایت نمبر 132)

''یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے سیالکوٹ میں 1864ء سے 1868ء تک ملازمت کی''۔

(دیکھئے سیرت المہدی ج 1 حصہ دوم ص 150 روایت نمبر 467 طبع قدیم،طبع جدید 2008ء ص 443 روایت نمبر 470)

''یہ بھی واضح رہے کہ مرزا نظام الدین اور امام الدین صاحبان کا چلن ٹھیک نہ تھا۔نماز روزہ کی طرف راغب نہ تھے۔ تمام خاندان میں صرف مرزا غلام احمد صاحب کو مسجد میں نماز پڑھتے دیکھا ہے''۔

(سیرت المہدی ج 1 حصہ سوم ص 184 طبع قدیم،طبع جدید 2008ء ص 695 روایت نمبر 759)

وکالت کے امتحان میں ناکامی: چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی طیاری شروع کردی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔

(سیرت المہدی ج1 حصہ اول ص156 طبع جدید 2008ء ص142 روایت 150)

منکوحات مرزا: مرزا غلام احمد قادیانی کی دو بیویاں تھیں، پہلی بیوی جس کو 'پھجے کی ماں' کہا جاتا ہے اس کا نام حرمت بی بی تھا اس سے 1852ء یا 1853ء میں شادی ہوئی، دوسری بیوی جس کا نام "نصرت جہاں بیگم" (1865ء-1952ء) ہے اس سے نکاح 1884ء میں ہوا۔ اس کی ایک اور بیوی بھی تھی جس کے ساتھ بقول اسکے اس کا نکاح آسمانوں پر ہوا تھا، جس کا نام "محمدی بیگم" (قریباً 1874ء-1966ء) تھا مگر اس کے ساتھ اس کی شادی ساری زندگی نہ ہوسکی اس کا مفصل تذکرہ آئندہ پیش گوئی نمبر 6 کے ذیل میں آئے گا۔ واضح رہے نصرت جہاں بیگم کے متعلق مرزا قادیانی نے خود اعتراف کیا ہے کہ لوگ میری بیوی پر الزام لگاتے ہیں کہ اُس کی میرے بعض مریدوں سے آشنائی ہے۔ (دیکھئے کشف الغطاء ص16،20 روحانی خزائن جلد 14 ص197 اور 203) کیا وجہ ہے کہ حکیم نورالدین اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹی باقی قادیانی جماعت کے برعکس نصرت جہاں بیگم کو "امّ المؤمنین" کی بجائے بیوی صاحبہ کہتے تھے؟۔ (دیکھئے سیرت المہدی ج1، حصہ اول، صفحہ 63، طبع جدید 2008ء صفحہ 56 روایت نمبر 77)

پھجے دی ماں:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر "پھجے دی ماں" کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی۔ اور اُن کا اُن کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں اس لیے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اُن سے مباشرت ترک کردی تھی۔ (سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل ص33، طبع جدید 2008ء ص30 روایت نمبر 41)

قادیانی ذہنیت کی پستی ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا بشیر احمد ایم اے جو مرزا قادیانی کی دوسری بیوی نصرت جہاں بیگم کی اولاد میں سے ہے جب اپنی والدہ کا ذکر کرتا ہے تو اُسے "اُم المومنین" کے لقب سے یاد کرتا ہے اور جب مرزا قادیانی کی پہلی بیوی کا ذکر کرتا ہے تو اُسے "پھجے کی ماں" کہتا ہے۔ پھجے سے مراد مرزا فضل احمد ہے جس نے مرزا قادیانی کو نبی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کی وجہ سے حرمت بی بی کو طلاق دے دی تھی۔

(دیکھیئے سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل صفحہ 34، طبع جدید 2008ء ص30 روایت نمبر 41)

اولاد:

پہلی بیوی سے اولاد:

1۔مرزا سلطان احمد(1855ء/1856ء۔1931ء)　　2۔مرزا فضل احمد(1857ء/1858ء۔1904ء)

(سیرت المہدی، ج1 حصہ دوم ص150،روایت نمبر 467،طبع جدید ص443،،2008ء روایت نمبر 470)

یہ دونوں مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں اس پر ایمان نہ لائے تھے۔مرزا فضل احمد، جو کہ مرزا قادیانی (اپنے باپ) کی زندگی میں فوت ہوا لیکن مرزا نے اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی۔(دیکھئے روزنامہ الفضل قادیان 7 جولائی 1943ء ص3)

مرزا سلطان احمد کے مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے کا ذکر 'سیرت المہدی' میں موجود ہے۔

(دیکھئے سیرت المہدی ج1 حصہ سوم ص237,236 طبع جدید 2008ء، صفحہ 750، 751 روایت نمبر 834,835)

مرزا سلطان احمد کو مرزا نے عاق کر دیا تھا۔(دیکھئے سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل ص29، طبع جدید ص26 روایت نمبر 37 مثلہٗ روایت نمبر 41)

دوسری بیوی سے اولاد:

مرزا کی دوسری بیوی سے درج ذیل اولاد ہوئی:

لڑکے﴿مرزا بشیر احمد اول (1887ء__1888ء)۔مرزا بشیر الدین محمود احمد (1889ء__1965ء)۔مرزا شوکت احمد (1891ء__1892ء)۔ مرزا بشیر احمد ایم اے(1893ء__1963ء)۔مرزا شریف احمد(1895ء__1961ء)۔مرزا مبارک احمد(1899ء__1907ء)۔

لڑکیاں﴿عصمت (1886ء__1891ء)۔مبارکہ بیگم(1897ء__1977ء)۔امۃ النصیر(1903ء__1903ء)۔امۃ الحفیظ بیگم (1904ء__1987ء)۔

ان میں سے فضل احمد (جو پہلی بیوی سے تھا)، بشیر اوّل، شوکت احمد، مبارک احمد، عصمت اور امۃ النصیر کا مرزا کی زندگی میں ہی انتقال ہو گیا تھا جبکہ باقی اولاد (سلطان احمد (پہلی بیوی سے)، بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد، مبارکہ بیگم، امۃ الحفیظ بیگم) مرزا قادیانی کی موت کے بعد بھی زندہ رہی۔(دیکھئے سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل، ص53 طبع جدید ص47 روایت نمبر 59 شجرہ نسب مرزا قادیانی، سیرت المہدی ج1 حصہ اول ص115 تا117، طبع جدید 2008ء ص104 روایت نمبر 128 حصہ دوم، صفحہ 150 تا155 روایت نمبر 467 طبع جدید 2008ء، صفحہ نمبر 443 تا448 روایت نمبر 470)

مرزا قادیانی نے اپنی لڑکی مبارکہ بیگم کا نکاح نواب محمد علی خان سے کیا اور اُس کا حق مہر چھپن ہزار روپے (56000/-) مقرر کیا تھا۔(دیکھئے سیرت المہدی ج1 حصہ دوم، ص53 روایت نمبر 367۔طبع جدید صفحہ 338، روایت نمبر 369) اور اپنی لڑکی امۃ الحفیظ کا نکاح

نواب عبداللہ خان سے کیا اور اُس کا حق مہر پندرہ ہزار روپے (-/15000) مقرر کیا۔

(دیکھئے سیرت المہدی ج 1 حصہ دوم ص 53 روایت نمبر 367، ص 338 روایت 369، طبع جدید 2008ء)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا کے ہاں دونوں بیویوں سے آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں۔ چار لڑکے اور دو لڑکیاں مرزا کی زندگی میں انتقال کر گئیں جبکہ چار لڑکے اور دو لڑکیاں زندہ رہیں۔

مرزا کے دعوے: مرزا نے درجہ بدرجہ متعدد دعوے کئے، جن میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں۔

ملہم من اللہ۔ مجدد۔ مسیح موعود۔ مہدی۔ ظلی بروزی نبوت۔ مستقل نبوت اور خدائی دعوے

ان دعووں پر چند حوالہ جات:

1. ''اور **پھر** جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے **الہام** کے ذریعہ مجھے خبر دی کہ **تو** اس **صدی کا مجدّد** ہے۔'' (کتاب البریہ برحاشیہ 168، روحانی خزائن ج 13 ص 201)

2. ''میں مامور من اللہ اور اوّل **المومنین** ہوں۔'' (کتاب البریہ برحاشیہ ص 169، روحانی خزائن ج 13 ص 202)

3. ''اِنِّیۡ فَضَّلۡتُکَ عَلَی الۡعَالَمِیۡنَ قُلۡ اُرۡسِلۡتُ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا۔''

ترجمہ: میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی، کہہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

(تذکرہ: ص 129 طبع دوم 1956ء، ص 125 طبع سوم 1969ء، ص 99 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 30 دسمبر 1884ء)

4. ''اللہ جلّ شانہٗ کی وحی اور الہام سے مَیں نے مثیلِ مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔''

(تذکرہ ص 177 طبع دوم 1956ء، ص 172 طبع سوم 1969ء، ص 138 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 1891ء)

5. '' جَعَلۡنَاکَ الۡمَسِیۡحَ ابۡنَ مَرۡیَمَ ''۔

''ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا، (یا) ہم نے تجھے مسیح ابنِ مریم بنایا''۔

(ازالہ اوہام، حصہ دوم ص 573، روحانی خزائن ج 3 ص 409، تذکرہ ص 191, 219, 223 طبع دوم 1956ء، ص 182, 216, 220 طبع سوم 1969ء، ص 149, 176, 179 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 1891ء، 1893ء)

6. وَبَشَّرَنِیۡ وَقَالَ اِنَّ الۡمَسِیۡحَ الۡمَوۡعُوۡدَ الَّذِیۡ یَرۡقُبُوۡنَہٗ وَالۡمَهۡدِیَ الۡمَسۡعُوۡدَالَّذِیۡ یَنۡتَظِرُوۡنَہٗ هُوَ اَنۡتَ۔

(اِتۡمَامُ الۡحُجَّۃِ ص 3، روحانی خزائن جلد 8 ص 275)

''خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا لوگ انتظار کرتے ہیں تو ہے۔''

جب کہ دوسری جگہ مرزا لکھتا ہے کہ: ''مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے اور وہ **ملک** ہند ہے''۔

(تحفۂ گولڑویہ ص 47، روحانی خزائن جلد 17 ص 167)

7. ''جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدیؐ مع نبوت محمدیہؐ کے میرے آئینہ ظلّیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص5، روحانی خزائن جلد18 ص212)

8. '' اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قَرِيْبًا مِنَ الْقَادِيَانِ ''۔ ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔

(ازالہ اوہام، حصہ اول درحاشیہ ص77، روحانی خزائن جلد3، ص140، تذکرہ ص637 طبع دوم 1956ء، ص643 طبع سوم 1969ء، ص549 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 1906ء)

9. ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص11، روحانی خزائن جلد18 ص231)

10. ''قُلْ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ اَیْ مُرْسَلٌ مِّنَ اللّٰهِ''۔
''اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں''۔

(تذکرہ ص360 طبع دوم 1956ء، ص352 طبع سوم 1969ء، ص292 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 1900 مجموعہ اشتہارات جلد3، ص270 اشتہار نمبر 220 طبع 1986ء، مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص390 اشتہار نمبر 223 طبع 1989ء، مجموعہ اشتہارات جلد سوم، ص38 اشتہار نمبر 225، طبع 2018ء لندن، اشتہار بعنوان ''اشتہار معیار الاخیار'' 25 مئی 1900ء ایضاً طبع قادیان 2019ء)

11. ''يٰسٓ۔ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ''۔ 'اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر'۔

(حقیقت الوحی ص107، روحانی خزائن جلد22 ص110، تذکرہ ص658-659 طبع دوم 1965ء، ص664 طبع سوم 1969ء، ص562 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 1906ء)

12. ''شریعت کی تعریف یہ ہے کہ جس میں امر اور نہی پایا جائے اور یہ دونوں میری وحی میں بھی پائے جاتے ہیں۔''

(خلاصہ عبارت اربعین نمبر4 ص6، روحانی خزائن جلد17 ص435,436)

13۔ ''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ''۔

(اعجاز احمدی بنام ضمیمہ نزول المسیح، ص7۔ روحانی خزائن جلد19 ص113)

14۔ ''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں''۔

(کتاب البریہ: ص78 روحانی خزائن جلد13، ص103)

15۔ ''اِنَّمَا اَمْرُكَ اِذَا اَرَدْتَ شَيْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ تو (مرزا قادیانی) جس بات کا ارادہ کرتا ہے، وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے''۔ (حقیقت الوحی ص105، روحانی خزائن جلد22 ص108)

مرزا کے جانشین:

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات 26 مئی 1908ء بروز منگل بمرض ہیضہ لاہور میں ہوئی۔(حیات ناصر ص 13 طبع اوّل 1927ء قادیان)اس کا پہلا خلیفہ حکیم نورالدین ہوا جو بھیرہ کا بڑا اجل طبیب اور عالم تھا، یہ کشمیر کے راجہ کے پاس رہتا تھا۔راجہ نے اسے انگریز کی جاسوسی کے الزام میں نکال دیا تھا اس کا چونکہ مرزا قادیانی سے پہلے سے رابطہ اور تعلق تھا اس لئے دونوں اکٹھے ہو گئے پھر دونوں نے مل کر اس دھندے کو چلایا یہ اس کا دستِ راست تھا اور علم میں اس سے بہت اونچا تھا حکیم نورالدین کی خلافت 1914ء تک رہی اس کی موت کے بعد خلافت کے دو امیدوار بنے:

1) مولوی محمد علی لاہوری 2) مرزا بشیرالدین محمود احمد

مولوی محمد علی لاہوری، مرزا کا بڑا قریبی مرید تھا اور بہت پڑھا لکھا آدمی تھا قابلیت کے لحاظ سے واقعی وہ خلافت کا حقدار تھا مگر مقابلہ میں چونکہ خود مرزا کا بیٹا تھا، اس لئے اس کو کامیابی نہ ہوئی اور چونکہ مرزا بشیرالدین محمود احمد کے حق میں اس کی والدہ کا ووٹ بھی تھا جس کو مرزائی ''ام المؤمنین'' کہتے ہیں اس لئے مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفہ بن گیا۔بوقت خلافت مرزا بشیر الدین محمود احمد کی عمر قریباً 24 سال تھی اس کی شہزادوں کی سی زندگی تھی اور خوب عیاش تھا۔1965ء تک یہ خلیفہ رہا اس نے اپنے والد کی سیرت پر کتاب بھی لکھی جس کا نام ''سیرت مسیح موعود'' ہے۔اس کے علاوہ بھی اس نے متعدد کتب لکھیں۔

مولوی محمد علی لاہوری نے 1914ء میں باقاعدہ علیحدہ دکان بنانا چاہی چنانچہ اس نے لاہور آکر ایک تنظیم بنائی جس کا نام ''انجمن اشاعت الاسلام احمدیہ'' رکھا اور خود اس جماعت کا پہلا امیر بنا۔چونکہ مرکز ان کے پاس نہ تھا اس لئے اس کا کام زیادہ نہ چلا لیکن بڑا سمجھدار تھا اپنی تنظیم کو خوب مضبوط کیا اور غیر ممالک میں پھیلایا جہاں اس کی جماعت کو کافی حد تک کامیابی ہوئی۔ان کا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی نبی نہیں بلکہ محض مصلح اور مجدد وغیرہ ہے اور ان کے نزدیک نبوت ختم ہو چکی ہے۔مولوی محمد علی اور اس کے ساتھیوں کو غیر مُبَایِعِین کے نام سے پکارا جاتا تھا۔یہ لوگ سوائے مولوی محمد علی لاہوری کے 1920ء تک قادیان میں رہے اور پھر مرزا بشیرالدین محمود کی قتل و غارت گری اور انتقامی کارروائیوں سے تنگ آکر مستقل لاہور منتقل ہو گئے۔

مولوی محمد علی لاہوری کا جماعتی پالیسی بیان:

مولوی محمد علی لاہوری لکھتا ہے:''گو ظاہر طور پر کوئی اختلاف جماعت میں نہیں ہوا لیکن دو قسم کے اختلافی امور ان ایام میں پیدا ہو گئے تھے جن کے زیادہ قوت پکڑنے میں صرف مولوی نورالدین صاحب کی زبردست شخصیت مانع رہی ان میں سے ایک امر خلیفہ اور انجمن کے تعلقات تھے اور دوسرا امر مسلمانوں کی تکفیر کا مسئلہ تھا۔...... مسئلہ نبوت مسیح موعود جو آج کل فریقین

کے درمیان اختلاف کا اہم مسئلہ سمجھا جاتا ہے درحقیقت اسی مسئلہ تکفیر سے پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ تکفیر بغیر اس کے صحیح نہ ہوسکتی تھی کہ حضرت مرزا صاحب کو منصبِ نبوت پر کھڑا کیا جائے چنانچہ اسی بنا پر مارچ 1914ء میں جماعت احمدیہ کے دو گروہ ہو گئے فریق اوّل یعنی اس فریق کا جو مسلمانوں کی تکفیر کرتا ہے اور آنحضرت صلعم کے بعد دروازہ نبوت کو کھلا مانتا ہے ہیڈ کوارٹر قادیان رہا اور دوسرے فریق نے اپنا ہیڈ کوارٹر لاہور میں قائم کیا''۔ (تحریک احمدیت حصہ اوّل ص32 از محمد علی لاہوری)

ہم کہتے ہیں یہ محض ان کی منافقت ہے اگر ان کا اختلاف حقیقی ہے تو لاہوری جماعت والوں کو چاہیے کہ وہ قادیانیوں کو کافر کہیں کیونکہ وہ ایک غیر نبی کو نبی مانتے ہیں اور سلسلۂ نبوت جاری مانتے ہیں اسی طرح قادیانیوں کو بھی چاہیے کہ وہ لاہوریوں کو کافر کہیں کیونکہ وہ ایک سچے نبی کی نبوت کے منکر ہیں۔ ان کے **جماعتی امراء کا مختصر تعارف** ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ امیرِ اوّل مولوی محمد علی لاہوری۔ اس کا دورِ امارت 1914ء سے 1951ء تک رہا۔ اس نے پڑھے لکھے جدید طبقہ اور بیرونِ ملک کام کیا اور جماعت کو منظم کیا۔ قرآن کریم کی تفسیر انگریزی اور اُردو زبان میں لکھی اور ارتدادی سرگرمیوں میں سرگرم رہا۔ اس کی تفسیر کو دیکھ کر کئی مسلمان رہنما بھی اس سے متاثر ہوئے۔ جامعۃ الازہر مصر میں بھی اس نے اپنا اثر و رسوخ پیدا کیا اور حیاتِ مسیح کے مسئلہ میں ان کے بعض حضرات آج بھی اس سے متاثر ہیں۔ (خلاصہ تحریر: پندرہ روزہ پیغام صلح کیم تا 31 دسمبر 2013ء شمارہ نمبر 23، 24)

2۔ امیرِ دوم مولوی صدرالدین۔ اس کا دورِ امارت 1951ء تا 1981ء ہے۔ مولوی صدرالدین جنوری 1881ء میں پیدا ہوا۔ تعلیم کے بعد قادیان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر کام کرتا رہا۔ خواجہ کمال الدین کے ساتھ مل کر تبلیغی پروگرام، رسالہ اسلامک ریویو، انگریزی ترجمۂ قرآن، برلن میں لاہوری جماعت کی عبادت گاہ (بقول ان کے مسجد) وغیرہ سلسلوں میں کام کرتا رہا۔ لاہور میں احمدیہ مارکیٹ اور دارالسلام کالونی تعمیر کروائی۔ 1961ء اور 1962ء میں نائیجیریا، لیگوس اور گھانا میں مشن قائم کئے۔ 1953ء اور 1974ء کی تحریک میں لاہوری گروپ کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار رہا۔

(خلاصہ تحریر: پندرہ روزہ پیغامِ صلح کیم تا 31 دسمبر 2013ء شمارہ نمبر 23، 24)

3۔ امیرِ سوم ڈاکٹر سعید احمد خان: اس کا دورِ امارت 1981ء تا 1996ء ہے۔ تعلیم کی ابتدا اتا نامی گاؤں (ضلع مانسہرہ) کے سکول سے کی۔ چوتھی جماعت میں مانسہرہ کے سکول میں داخل ہوا۔ پھر قادیان میں زیرِ تعلیم رہا۔ فراغت کے بعد ڈاکٹری کے شعبہ سے وابستہ ہوا۔ 1981ء میں مولوی صدرالدین کے مرنے کے بعد جماعت کا سربراہ بنا۔ ایبٹ آباد میں سمر سکول کے نام سے ''سالانہ تربیتی کورس'' کا آغاز کیا جو اب تک ہر سال منعقد ہوتا چلا آرہا ہے۔ اس کے دورِ امارت میں دارالسلام میں گرلز ہاسٹل کی تعمیر ہوئی۔ افریقہ کورٹس کیس اور 1984ء کی تحریک میں مسلمانوں کے مقابلے میں کام کرتا رہا۔ آخر کار 1996ء میں آنجہانی ہوا۔ (خلاصہ تحریر: پندرہ روزہ پیغامِ صلح کیم تا 31 دسمبر 2013ء شمارہ نمبر 23، 24)

4۔ امیرِ چہارم: ڈاکٹر اصغر حمید۔ اس کا دورِ امارت 1996ء تا 2003ء ہے۔ امیر مقرر ہونے سے پہلے انجینئرنگ یونیورسٹی

کے شعبہ ریاضی کے ڈین رہ چکا تھا۔اس نے اپنے دورِامارت میں قرآن مجید کی روسی زبان میں ترجمہ وتفسیر شائع کرواکر تقسیم کی۔ مرزا قادیانی کی کتاب ''کتاب البریہ'' کا خود انگریزی میں ترجمہ کیا اور لندن جماعت کے ذریعہ شائع کروایا۔مرزا قادیانی کے خودساختہ ''نظریہ سفرِ مسیح''(فلسطین سے کشمیر تک) پر انگریزی میں کتاب لکھی۔دارالسلام کی جامع (مسجد) میں توسیع کی۔ ہر روز درسِ قرآن کا سلسلہ شروع کرکے تفسیر کی تکمیل کی۔انجمنِ احمدیہ اشاعتِ اسلام لاہور (AAIIL) ویب سائٹ کا آغاز کیا۔ 2003ء میں آنجہانی ہوا۔ (خلاصہ تحریر: پندرہ روزہ پیغامِ صلح یکم تا 31 دسمبر 2013ء شمارہ نمبر 23،24)

امیرِ پنجم ڈاکٹر پروفیسر عبدالکریم سعید: یہ 2003ء میں امیر بنا۔اس وقت یہ ایوب میڈیکل کالج میں پروفیسر تھا۔امارت کے بعد ملازمت کو خیر باد کہہ دیا۔ یہ صاحب تا حال بڑی محنت کے ساتھ ارتدادی سرگرمیوں میں پوری دنیا میں برسرِ پیکار ہے۔اور جدید تعلیم یافتہ اور سیکولر طبقہ کو زندیق اور مرتد بنانے میں لگا ہوا ہے۔(خلاصہ تحریر: پندرہ روزہ پیغامِ صلح یکم تا 31 دسمبر 2013ء شمارہ نمبر 23،24)

ان دو پارٹیوں کے علاوہ مرزائیوں کی چند اور پارٹیاں بھی ہیں مگر یہ دونوں پارٹیاں زیادہ مشہور ہیں۔ان دو پارٹیوں کا مباحثہ چار نکات پر راولپنڈی میں ہوا تھا، جو کہ درج ذیل ہے:

1) مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی متعلقہ مصلح موعود کا مصداق کون ہے؟

2) مرزا قادیانی کی جانشین انجمن ہے یا خلیفہ؟ 3) مرزا نبی ہے یا مجدد؟ 4) مرزا کا منکر کافر ہے یا نہیں؟

یہ مباحثہ بصورت رسالہ ''مباحثہ راولپنڈی'' کے نام سے شائع ہوا، یہ ایک نہایت اہم رسالہ ہے اس میں دونوں پارٹیوں کے دلائل خود مرزا کی تحریرات سے موجود ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود کے بعد سربراہانِ جماعت:

مرزا بشیر الدین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مرزا ناصر احمد خلیفہ بنا، یہ برابر 1982ء تک خلیفہ رہا۔ بروز بدھ مورخہ 8 اور 9 جون 1982ء کی درمیانی شب ہارٹ اٹیک سے ہلاک ہوکر واصل جہنم ہوا۔اس کی موت کے بعد خلافت کے بارے میں جھگڑا ہوا بعض کی رائے تھی کہ مرزا بشیر الدین کے بیٹے مرزا رفیع احمد کو خلیفہ بنایا جائے جبکہ بعض دوسرے بیٹے مرزا طاہر احمد کے حق میں تھے۔ بہر حال اسی کشمکش میں مرزا رفیع احمد کو اغوا کرلیا گیا اور یوں مرزا طاہر احمد جو مرزا ناصر احمد کا بھائی ہے خلیفہ بن گیا۔ مرزا طاہر[1] 19 اپریل 2003ء کو مرا تو اسے لندن میں دفنا دیا گیا، اس کے مرنے کے بعد تقریباً ایک ہفتہ قادیانی خلافت کا جھگڑا چلتا رہا آخر کار مرزا مسرور احمد قادیانی سربراہ بن گیا جو کہ علم اور فنِ خطابت دونوں سے عاری ہے۔مرزا مسرور احمد، مرزا محمود کا نواسہ اور اُس کے بھائی مرزا شریف احمد کا پوتا اور مرزا منصور احمد کا بیٹا ہے۔(سیرت المہدی جلد دوم تتمہ سیرت المہدی تحت شجرہ طیبہ ص vii)

---

[1] مرزا طاہر نے 18 اپریل کو جمعہ کا خطبہ دیا اور 19 اپریل صبح ناشتے کے وقت اچانک فالج کا حملہ ہوا اور اس کے ساتھ دوسرا اٹیک ہوا جس سے وہ واصل جہنم ہوا اس کی قبر قادیانی دارالامان قادیان میں بنائی گئی لیکن نعش کے خراب اور بدبودار ہونے کی وجہ سے اسے دارالامان بھی نصیب نہ ہوا اور مجبوراً لندن میں ہی دفن کردیا گیا۔

﴿باب دوم﴾

تعیین موضوع

مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین متنازع فیہ مسائل:

مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین اہم متنازع فیہ مسائل تین ہیں:

1 حیات ووفات عیسیٰ علیہ السلام

2 اجرائے نبوت وختم نبوت

3 صدق وکذب مرزا یعنی سیرت وکردار مرزا

مرزائی عموماً کوشش کرتے ہیں کہ پہلے دو موضوعات پر بحث کی جائے تیسرے موضوع پر بحث کرنا انہیں موت نظر آتی ہے۔حتیٰ کہ بعض اوقات اس موضوع سے گھبراتے ہوئے وہ مناظرہ ہی کو خیر باد کہہ دیتے ہیں وہ عموماً حیات عیسیٰ یا اجرائے نبوت کے متعلق مناظرہ کرتے ہیں،مگر ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے انہیں مجبور کریں کہ وہ سیرت مرزا پر مناظرہ کریں کیونکہ اصل بحث کسی مدعی ماموریت کی سیرت وکردار پر ہی ہونی چاہیے اگر اس کی سیرت وکردار بے داغ ہو تو پھر دوسرے مسائل کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ہر مدعی پہلے اپنی سیرت قوم کے سامنے پیش کرتا ہے جیسا کہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے اہل مکہ کے سامنے صفا پہاڑی پر چڑھ کر اپنی چالیس سالہ زندگی پیش کی۔قرآن مجید میں ہے:

”فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ“۔(یونس:16)

ترجمہ: ”آخر اس سے پہلے بھی تو میں ایک عمر تمہارے درمیان بسر کر چکا ہوں۔کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے ؟“۔(آسان ترجمہ قرآن)۔

اس لئے ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم سب سے پہلے مرزا صاحب کی زندگی اور کردار کو ان کی اپنی تحریروں کے آئینہ میں دیکھیں اگر وہ اپنی تحریروں کی رو سے ایک پاکیزہ سیرت،شریف،دیانتدار اور سچا انسان ثابت ہو جائے تو اسکے تمام مسائل اور دعوؤں کو بلا حیل وحجت مان لیں گے اور دوسرے مسائل میں بحث کرنے اور وقت ضائع کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی اور اگر وہ کسی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو بقول مرزا کے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہے گا چنانچہ مرزا صاحب خود تحریر کرتے ہیں کہ:

”ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا“۔

(چشمہ معرفت دوسرا حصہ،ص222،روحانی خزائن جلد23ص231)

لہذا پہلے ہم مرزا صاحب کی سیرت و کردار دیکھتے ہیں۔

ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ کسی مرزائی کے اندر یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ مرزا کو اس کی اپنی تحریروں کی رو سے ایک سچا اور شریف انسان ثابت کر سکے۔ ہم آگے چل کر مشتِ نمونہ از خروارے اس کے کذّاب ہونے کے چند دلائل پیش کریں گے لیکن اس بحث سے قبل ہم اپنی تائید میں مرزا صاحب کے دونوں خلفاء کی تحریریں پیش کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر 1﴾ ''خاکسار (بشیر احمد ایم۔اے) عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نور الدین) فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے''۔ (خلاصہ سیرت المہدی ج 1 حصہ اول ص 98، طبع قدیم، طبع جدید 2008ء ص 88 روایت نمبر 109)

حوالہ نمبر 2﴾ ''جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے...... غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اسکے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔''

(دعوۃ الامیر مصنفہ بشیر الدین محمود ص 50,49، انوار العلوم جلد 7 ص 376، 377)

ان دو حوالہ جات سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اصل بحث صدق و کذب پر ہونی چاہیے اگر وہ ہو ہی جھوٹا تو پھر اس کے دعاوی وغیرہ پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

وفاتِ مسیح پر بحث کی ضرورت نہیں:

اب ہم اس بات پر دلائل دیں گے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک وفات و حیاتِ مسیح پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

حوالہ نمبر 1﴾ ''اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا''۔ (ازالہ اوہام حصہ اول ص 140، روحانی خزائن جلد 3 ص 171)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک:

1) عقیدہ نزول مسیح ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔

2) یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہ ہے۔

3) یہ ایک پیش گوئی ہے اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

4) اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

حوالہ نمبر 2 ''کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں اور بس۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ، اور زکوٰۃ اور حج وہی ہے سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور ایک جماعت الگ بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔'' [1] (احمدی اور غیر احمدی میں فرق، ص 2،1 از مرزا غلام احمد قادیانی)

حوالہ مذکور سے چند امور واضح ہوئے:

1) حیات عیسیٰؑ کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔

2) کئی خواص، اولیاء، اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔

3) یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

---

[1] اب نئے ایڈیشن میں حوالہ اس طرح ہے: ''کل میں نے سنا تھا کہ کسی صاحب نے یہ بیان کیا تھا کہ گویا ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں کے درمیان فرق موت وحیات مسیح علیہ السلام کا ہے۔ ورنہ ایک ہی ہیں اور عملی طور پر ہمارے مخالفوں کا قدم بھی حق پر ہے۔ یعنی نماز، روزہ اور دوسرے اعمال مسلمانوں کے ہیں۔ اور وہ سب اعمال بجا لاتے ہیں۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بارے میں ایک غلطی پڑ گئی تھی۔ جس کے ازالہ کے لیے خدا نے یہ سلسلہ پیدا کیا۔ سو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں۔ یہ تو سچ ہے کہ مسلمانوں میں یہ غلطی بہت بری طرح پر پیدا ہوئی ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میرا دنیا میں آنا صرف اتنی غلطی کے ازالہ کے لیے ہے اور کوئی خرابی مسلمانوں میں ایسی نہ تھی جس کی اصلاح کی جاتی۔ بلکہ وہ صراط مستقیم پر ہیں تو یہ خیال غلط ہے۔ میرے نزدیک وفات یا حیات مسیح ایسی بات نہیں کہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ اتنا بڑا سلسلہ قائم کرتا اور ایک خاص شخص کو دنیا میں بھیجا جاتا .... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی غلطی کچھ آج پیدا نہیں ہوگئی۔ بلکہ یہ غلطی تو آنحضرت ﷺ کی وفات کے تھوڑا ہی عرصہ بعد پیدا ہو گئی تھی اور خواص اولیاء اللہ صلحا اور اہل اللہ بھی آتے رہے۔ اور لوگ اس غلطی میں گرفتار رہے۔ اگر اس غلطی ہی کا ازالہ مقصود ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس وقت بھی کر دیتا۔ مگر نہیں ہوا۔ اور یہ غلطی چلی آئی اور ہمارا زمانہ آ گیا۔ اس وقت بھی اگر نری اتنی ہی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک سلسلہ پیدا نہ کرتا۔

(احمدی اور غیر احمدی میں فرق روحانی خزائن جلد نمبر 20، ص 464)

حوالہ نمبر 3

''اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے''۔

(حاشیہ حقیقت الوحی ص30، روحانی خزائن ج22 ص32)

اس حوالہ سے واضح ہونے والے امور:

اس حوالہ سے درج ذیل امور واضح ہوئے:

1) نزول عیسیٰؑ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

2) یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی ہے۔(مَعَاذَاللّٰہ)

حوالہ نمبر 4 ''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے''۔ (ملفوظات احمدیہ ج2 ص72 طبع قدیم تحت عنوان ''صرف وفات مسیح مقصد نہیں''، طبع جدید جلد 1 ص352، ملفوظ بابت 14 مئی 1900ء، تحت عنوان ''جماعت میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو'')

وضاحت:

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا کہ:

1) مرزائیوں کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات وحیات مسیح پر مباحثے وجھگڑے کریں۔

2) یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔

سو ہم کہتے ہیں کہ جب یہ مسئلہ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے، جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں، جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں، جب اس کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا، جب یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا، جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیاء کا تھا، اہل اللہ کا تھا، اور جب یہ کوئی خاص امر نہیں ہے، جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا، جب اس کے عقیدہ رکھنے والے پر کوئی گناہ نہیں، جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے، جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء سے بھی ہوتی رہیں، جب آپ کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں اور جب یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت واہمیت باقی نہ رہی لہٰذا ہم سب سے پہلے مرزا کی سیرت وکردار پر بحث کریں گے جو انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

کٹھن مرحلہ:

تعیین موضوع نہایت اہم اور کٹھن معاملہ ہوتا ہے مسلمان مناظر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ سیرت مرزا کا موضوع طے کیا جائے اور مرزائی مناظر کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ حیات ووفات مسیح، اجرائے نبوت جیسے موضوعات میں وقت ضائع کیا جائے۔ اس لئے اس مرحلہ میں ہمارے مناظر کو انتہائی سمجھداری سے کام لینا چاہیے۔ ہمارے مناظر کے اندر اتنی قوت ہونی چاہیے کہ وہ اپنا موضوع منوالے اگر کسی صورت میں بھی مرزائی مناظر یہ موضوع نہ مانے تو پھر بے شک مناظرہ نہ کرے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ان کا ایک موضوع مانو، تو اپنا بھی ایک موضوع منوالو تیسرا درجہ یہ ہے اگر ان کے دو موضوع مانو، تو پھر اپنے بھی دو موضوع منوالو یعنی: ا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا کردار ۲۔ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کا کردار

مرزائی حربہ:

مرزائی مناظر موضوع طے ہونے سے قبل ہی ہمارے مناظر کے سامنے چالا کی سے کوئی نہ کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں حالانکہ ابھی موضوع بحث طے نہیں ہو چکا ہوتا اور ہمارا مناظر ان کی دلیل کو معمولی سمجھتے ہوئے اس کے پرخچے اڑانا شروع کر دیتا ہے اور یوں خود بخود مرزائیوں کا من بھاتا موضوع وفات مسیح شروع ہو جاتا ہے اس لیے ہمارے مناظر کو چاہیے کہ جب تک موضوع طے نہ ہو، جواب نہ دے بلکہ یہی چالا کی اور یہی حربہ ان سے کرنا چاہیے کہ بات چیت کے دوران ہی مرزا کا کوئی جھوٹ کوئی بدمعاشی وغیرہ انتہائی رعب سے بیان کرنا چاہیے اور اس طرح دباؤ ڈالنا چاہیے کہ تمہارا نبی ایسا تھا اگر ایسا نہ ہوتو گویا میں ہار گیا وغیرہ تو اس طرح کرنے سے مرزائی مناظر جب اس کا جواب دے گا تو خود بخود سیرت مرزا کا موضوع شروع ہو جائے گا اور میدان ان شاءاللہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔

ایک اہم نکتہ: اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰؑ کو فوت شدہ مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تو مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے معلوم ہوا اصل مدار مرزا کی ذات ہے اس لیے سب سے پہلے مرزا کی سیرت پر بحث ہونی چاہیے اسی طرح اگر کوئی شخص عیسیٰؑ کی وفات مانے اور نبوت کو بھی جاری مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تب بھی وہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمان نہیں معلوم ہوا کہ اصل مدار مرزا کی ذات ہے اسی لئے سب سے پہلے مرزا کی ذات وسیرت پر بحث ہوگی جیسا کہ بہائی فرقہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی قائل ہے اور نبوت بھی جاری مانتا ہے مگر مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے کیونکہ وہ مرزا کو نبی نہیں مانتا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اصل محل نزاع مرزا کی ذات ہے اور اسی پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں۔

﴾باب سوم﴿

بحثِ اوّل۔صدق وکذب مرزا

مذکورہ بالاموضوع میں ہم مدعی ہوں گے مرزائی صاحبان اول تو اس موضوع کوتسلیم ہی نہیں کرتے اگر بامر مجبوری انہیں تسلیم کرنا پڑے تو وہ مدعی بن جاتے ہیں حالانکہ یہ اصول غلط ہے، جوفریق جوموضوع پیش کرے اصولاً اس کواس کا مدعی ہونا چاہیے مرزا صاحب کی سیرت وکردار کا موضوع چونکہ ہماری طرف سے پیش ہوا ہے لہذا مدعی ہمیں ہونا چاہیےاور حیات ووفات کا موضوع عموماً مرزائیوں کی طرف سے پیش ہوتا ہےاوروہ اس پر مصر ہوتے ہیں لہذا وفات مسیح کے مسئلہ میں مدعی انہیں ہونا چاہیے۔

کذبِ مرزا کی پہلی دلیل۔مرزا کے جھوٹ

ابتدائے کلام:

کذبات مرزا بیان کرنے سے قبل ان آیات کو بار بار دہرانا چاہیے:

1۔ فَنَجۡعَلۡ لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ ۔(آل عمران:61)

ترجمہ:''اور جوجھوٹے ہوں اُن پر اللہ کی لعنت بھیجیں''۔(آسان ترجمہ قرآن)

2۔ وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡقَالَ اُوۡحِىَ اِلَىَّ وَلَمۡ يُوۡحَ اِلَيۡهِ شَىۡءٌ۔(انعام:93)

ترجمہ: ''اوراُس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے،یا یہ کہے کہ مجھ پر وحی نازل کی گئی ہے، حالانکہ اس پر کوئی وحی نازل نہ کی گئی ہو۔'' (آسان ترجمۂ قرآن)

3۔ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدۡقِ اِذۡ جَآءَهٗ ؕ اَلَيۡسَ فِىۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًى لِّلۡكٰفِرِيۡنَ ۔(زمر:32)

ترجمہ: ''اب بتاؤ کہ اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے،اور جب سچی بات اس کے پاس آئے تو وہ اس کو جھٹلا دے؟۔کیا جہنم میں ایسے کافروں کا ٹھکانہ نہیں ہوگا؟''۔(آسان ترجمۂ قرآن)

نیز جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے بھی بار بار بیان کرنے چاہئیں۔

جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے:

1۔ ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں''۔(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ درحاشیہ ص13،روحانی خزائن جلد 17 ص 56)

2۔ ''جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں''۔(تتمہ حقیقت الوحی ص26،روحانی خزائن جلد22 ص459)

3۔ ''تکلّف سے جھوٹ بولنا گوہ (پاخانہ) کھانا ہے''۔(ضمیمہ انجام آتھم ص59،روحانی خزائن جلد 11 ص 343)

4۔ ''جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا۔ یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا''۔
(انجام آتھم (خدائی فیصلہ) ص43،روحانی خزائن جلد 11 ص 43)

5۔ ''ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سؤروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے پھر کب ممکن ہے کہ خدا اُس کی حمایت کرے''۔
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص126 روحانی خزائن جلد 21 ص 292)

6۔ ''وہ کنجر جو ولدالزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں''۔(شحنۂ حق ص46،روحانی خزائن جلد2 ص386)

7۔ ''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا''۔
(چشمہ معرفت ص222،روحانی خزائن جلد23 ص231)

8۔ ''جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے''۔(حقیقت الوحی ص206،روحانی خزائن جلد22 ص215)

اب ہم نمونہ کے طور پر مرزا کے چند ایک جھوٹ پیش کرتے ہیں اس کے کذبات کا کما حقہ احاطہ کرنا کارے دارد ہے۔

جھوٹ نمبر 1:

''اولیاء گزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی کہ وہ (مسیح موعود۔ناقل) چودہویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا''۔(اربعین نمبر 2 ص 23 طبع چناب نگر (ربوہ)،روحانی خزائن ج17 ص 371)

﴿مطبع قادیان میں انبیاء کا لفظ ہے بعد کے ایک ایڈیشن میں یہ وضاحت کی گئی کہ یہ لفظ غلطی سے لکھا گیا اور اب نئے ایڈیشن میں یہ وضاحت بھی حذف کر دی گئی ہے﴾

اولیاء جمع کثرت ہے اور جمع کثرت دس سے اوپر ہوتی ہے اس لئے کم از کم دس معتمد اولیاء کے نام پیش کرو جنہوں نے بذریعہ کشف مہر لگائی ہو اور ولی ایسا ہو جس کو دونوں فریق صحیح ولی مانیں۔ ہم کہتے ہیں کہ مرزا کا یہ سفید جھوٹ ہے کسی مسلمہ ولی نے اس بات کی تصریح نہیں کی کہ مسیح چودہویں صدی میں ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔ یہ تمام اولیاء کرام پر جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر2:

''اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کیلئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔'' (اربعین نمبر 4 ص 13، روحانی خزائن جلد 17 ص 442)

یہ بھی بالکل صاف جھوٹ ہے کسی ایک پیغمبر نے بھی یہ خواہش نہیں کی۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔

جھوٹ نمبر3:

''یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے۔'' (کشتی نوح ص 5، روحانی خزائن جلد 19 ص 5)

اسی عبارت کے متعلق اسی صفحہ پر حاشیہ لکھا ''مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے۔ دیکھو:۔ زکریا ۱۴/۱۲، انجیل متی ۲۴/۷، مکاشفات ۲۲/۸''۔ اس کا مطلب ہوا کہ مرزا دعویٰ کرتا ہے کہ زکریا باب ۱۴ جملہ ۱۲، انجیل متی باب ۲۴ جملہ ۷ اور مُکاشفات باب ۲۲ جملہ ۸ میں طاعون کا پڑنا موجود ہے۔

نوٹ: روحانی خزائن کے جدید ایڈیشن میں انجیل متی ۲۴/۸ درج ہے۔

اس عبارت میں ایک جھوٹ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی تین آسمانی کتابوں پر تین عدد جھوٹ ہیں۔ مذکورہ کتب کے ان صفحات پر ہرگز مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کا ذکر نہیں ہے۔

مرزائی عذر:

جب مرزائیوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کا ذکر کہاں ہے تو مرزائی جواب دیتے ہیں کہ قرآن مجید کی اس آیت میں مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑنے کا ذکر ہے اور یہ آیت پڑھتے ہیں:

"وَاِذَاوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙاَنَّ النَّاسَ كَانُوابِاٰيٰتِنَا لَايُوقِنُونَ"۔ (النمل:82)

ترجمہ:

''اور جب (ہماری) بات پوری ہونے کا وقت اُن لوگوں پر آن پہنچے گا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو اُن سے بات کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے تھے''۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

اور کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب نزول المسیح ص40,39,38 روحانی خزائن جلد18 ص416 تا418 میں اس ''دَابَّۃُ الْاَرْض'' سے مراد طاعون لیا ہے اور مرزائی اس آیت کو طاعون پر اس طرح چسپاں کرتے ہیں کہ دَابَّۃُ الْاَرْض سے مراد چوہا ہے جو زمین سے نکلے گا اور تُكَلِّمُهُمْ کا مطلب ہے کہ ان کو کاٹے گا۔

جواب اوّل:

کسی مفسر، کسی محدث، کسی مجدد نے یہاں دابۃ سے مراد طاعون اور طاعون کا چوہا نہیں لیا، یہ مرزا کا اپنا افتراء ہے، ہم بلاخوف وتردّد قادیانی امت کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ تیرہ صدیوں کے کسی مجدد کا نام پیش کریں جس نے اس آیت میں دابۃ الارض سے مراد طاعون لیا ہو۔

جواب ثانی: اگر بالفرض تمہاری یہ من گھڑت تفسیر مان بھی لی جائے تو اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ طاعون مسیح موعود کے وقت میں پڑے گا اور مسیح موعود سے مراد مرزا قادیانی ہے؟؟؟ تقریب تام نہیں ہے۔

جواب ثالث:

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس آیت کی متعدد تفسیریں بیان کی ہیں۔ چنانچہ اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم ص503 پر لکھتا ہے:

''وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ ......الخ'' (النمل:82)

یعنی ''جب ایسے دن آئیں گے جو کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقتِ مقدّر قریب آجائے گا تو ہم ایک گروہ'' دَآبَّةُ الْاَرْض'' کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے جن کو علمِ کلام اور فلسفہ میں یدِ طولیٰ ہوگا''۔ (روحانی خزائن، جلد3 ص370)

اس عبارت میں خود مرزا نے ''دَآبَّةُ الْاَرْض'' سے مراد متکلمین اور علمائے ظاہر لئے ہیں۔ معلوم ہوا ''دَآبَّةُ الْاَرْض'' سے مراد طاعون یا طاعون کا چوہا نہیں ہے۔

اسی طرح اپنی کتاب 'حمامۃ البشریٰ' میں ''دَآبَّةُ الْاَرْض'' سے مراد علمائے سوء لیا ہے:

''نَقُوْلُ اِنَّ الْمُرَادَ مِنْ دَآبَّةِ الْاَرْضِ عُلَمَاءُ سُوْءِ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ بِاَقْوَالِهِمْ اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّالْقُرْآنَ حَقٌّ ثُمَّ يَعْمَلُوْنَ الْخَبَائِثَ وَ يَخْدِمُوْنَ الدَّجَّالَ كَاَنَّ وُجُوْدَهُمْ مِنَ الْجُزْئَيْنِ جُزْءٌ مَّعَ الْاِسْلَامِ وَجُزْءٌ مَّعَ الْكُفْرِ اَقْوَالُهُمْ كَاَقْوَالِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَفْعَالُهُمْ كَاَفْعَالِ الْكَافِرِيْنَ فَاَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ﷺ عَنْ اَنَّهُمْ يَكْثُرُوْنَ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ وَسُمُّوْا دَآبَّةَ الْاَرْضِ لِاَنَّهُمْ اَخْلَدُوْا اِلَى الْاَرْضِ، وَمَا اَرَادُوْا اَنْ يُّرْفَعُوْا اِلَى السَّمَاءِ ...... الخ۔" (حمامۃ البشریٰ ص86، روحانی خزائن جلد7 ص308)

ترجمہ: "کہ ہم یہ کہیں کہ دابۃ الارض سے مراد علماءِ سوء ہیں جو اپنے اقوال سے یہ گواہی دیتے ہیں کہ رسول حق ہے اور قرآن حق ہے لیکن پھر بھی وہ گندے کام کرتے ہیں۔ اور دجال کی خدمت کرتے ہیں۔ گویا اُن کا وجود دو اجزا سے مرکب ہے۔ ایک جز اسلام کے ساتھ ہے۔ اور دوسرا جز کفر کے ساتھ۔ اُن کے اقوال مومنوں کے اقوال کی مانند اور اُن کے افعال کافروں کے افعال جیسے ہیں۔ پس (یہی وجہ سے کہ) رسول اللہ ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ (علماءِ سوء) آخری زمانے میں کثرت سے ہوں گے اور ان کا نام دابۃ الارض رکھا گیا ہے کیونکہ وہ زمین کی جانب جھکے ہوئے ہوں گے اور نہیں چاہیں گے کہ اُنہیں آسمان کی طرف بلند کیا جائے۔" (اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ صفحہ 317)

یہاں مرزا صاحب نے دابۃ الارض سے مراد علمائے سوء یعنی منافقین کو لیا ہے پھر اس سے مراد طاعون کا چوہا کیسے ہو گیا، کہاں علمائے سوء کہاں علمائے متکلمین اور کہاں طاعون کا چوہا، یہ تین اقوال آپس میں متضاد ہیں۔ ایک ہی آیت کی تین تفسیریں مرزا صاحب کے کذاب اور منافق ہونے کی واضح دلیل ہیں اور مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ "جاہل، پاگل، مجنون اور منافق کے کلام میں تضاد ہوتا ہے"۔ (مفہوم عبارت دیکھیے ست بچن ص31، روحانی خزائن جلد10 ص141 تا143) معلوم ہوا کہ خود مرزا قادیانی جاہل، پاگل، مجنون اور منافق ہے۔

مذکورۃ الصدر حمامۃ البشریٰ کی عبارت میں ایک اور جھوٹ بھی ہے کہ یہ "فَاَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ" سے شروع ہوتا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ کس حدیث میں خبر دی ہے وہ حدیث پیش کریں۔ یہ حضور ﷺ پر صریح افتراء اور بہتان ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّار"۔ (صحيح البخاری فی كتاب العلم باب اثم من كذب على النبی ﷺ ص21 حدیث نمبر110، صحيح مسلم فی المقدمة، باب تغليظ الكذب على الرسول الله ﷺ ص7 حدیث نمبر3)

یعنی "جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔"

لہذا یہ جھوٹ بول کر بھی مرزا نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔

جھوٹ نمبر 4:

"ہمارے نبی ﷺ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا مگر حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) اور حضرت موسیٰ (علیہ السلام)

مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام توریت پڑھی تھی----- سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے''۔ (ایام صلح ص 147، روحانی خزائن جلد 14 ص 394)

یہ صریح جھوٹ ہے۔ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے کون سے مکتبوں میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کی؟ یہ ان انبیاء علیہم السلام پر صریح الزام ہے، قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت کرو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کون سے یہودی عالم سے تورات پڑھی تھی۔ حالانکہ قرآن پاک میں ہے: ''وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيلَ. ''(آل عمران:48)

یعنی ''اور وہی (اللہ) اس کو (یعنی عیسی ابنِ مریم کو) کتاب و حکمت اور تورات و انجیل کی تعلیم دے گا''۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

'' وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيلَ ''(المائدہ:110)

ترجمہ: ''(جب اللہ کہے گا اے عیسیٰ ابنِ مریم! میرا انعام یاد کرو-----) اور جب میں نے تمہیں کتاب و حکمت اور تورات و انجیل کی تعلیم دی تھی''۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

اس میں بھی تعلیم کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے آگے جو اپنے بارے میں لکھا ہے کہ میرا یہی حال ہے ......الخ۔ یہ بھی صاف جھوٹ ہے ہم ثابت کرتے ہیں کہ مرزا کے متعدد اساتذہ تھے۔ کتاب البریہ ص 149، 150، روحانی خزائن جلد 13 ص 181,180 کے حاشیہ پر اس کے اپنے ہاتھوں سے اس کی تعلیم کا حال موجود ہے۔ علاوہ ازیں مرزا بشیر احمد ایم اے 'سیرت مہدی' میں اپنے باپ کی انگریزی تعلیم کے حصول کا تذکرہ کرتا ہے، جیسا کہ شروع میں حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

مرزائی عذر:

مرزائی ان ہر دو حوالوں میں تاویل کر کے تطبیق کرتے ہیں کہ یہ سفید جھوٹ نہیں ہے جو پڑھا ہے اس سے مراد قرآن کے ظاہری الفاظ ہیں اور جہاں لکھا کہ نہیں پڑھا اس سے مراد معارف و معانی ہیں۔

جواب: یہ تاویل متعدد وجوہ سے غلط ہے:

وجہ اوّل: مرزا غلام احمد نے (نَعُوذُ بِاللّٰهِ) اپنے حال کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حال سے تشبیہ دی ہے کیا حضور ﷺ

نے بھی ظاہری الفاظ کسی استاد سے پڑھے تھے؟ یہ اس کا تشبیہ دینا بتا رہا ہے کہ وہ خود یہاں ظاہری الفاظ اور معانی وغیرہ کا فرق مراد نہیں لے رہا۔

وجہ ثانی: اس سے معارف ومعانی مراد لینا غلط ہے کیونکہ اس نے خود تین چیزیں بیان کیں:

1) قرآن۔ 2) حدیث۔ 3) تفسیر۔ معارف ومعانی تو تفسیر میں ہوتے ہیں۔ یہ اس کا علیحدہ علیحدہ تحریر کرنا یعنی قرآن و حدیث اور تفسیر لکھنا اس پر دال ہے کہ وہ ظاہری الفاظ ومعارف دونوں کی نفی کر رہا ہے کہ دونوں میں میرا کوئی استاد نہیں۔

وجہ ثالث:

اس عبارت میں یہ تاویل کرنا کہ اس سے مراد صرف معارف ومعانی ہیں ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس عبارت میں مرزا نے قسم اٹھائی ہے "سو میں یہ حلفاً کہہ سکتا ہوں......الخ"۔ اور قسم میں ظاہر معنی مراد ہوتا ہے وہاں تاویل استثناء وغیرہ نہیں چل سکتے۔

ایک اہم اور قابلِ حفظ اصول:

مرزا صاحب نے خود قسم کے متعلق اصول بیان کیا ہے، یہ بڑا اہم اصول ہے جو ہمیں نزول مسیح کی احادیث میں بھی کام دے گا۔ جہاں نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھا کر ایک مضمون بیان فرمایا ہے اسی طرح یہاں بھی یہ اصول کام دے گا اور ایک جگہ مرزا کا ایک مرید مرزا کی صفت میں یہ شعر کہتا ہے:

خدا سے تو خدا تجھ سے ہے واللہ
تیرا رتبہ نہیں آتا بیاں میں

مرزائی اس کی تاویل کرتے ہیں مگر چونکہ یہاں اس نے واللہ کے لفظ سے قسم اٹھا دی اس لیے تاویل نہیں چل سکے گی اس طرح یہ اصول بیشمار مواقع میں کام دے گا اصول یہ ہے:

" وَالْقَسَمُ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْخَبَرَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الظَّاهِرِ لَا تَأْوِيْلَ فِيْهِ وَلَا اسْتِثْنَاءَ وَاِلَّا فَاَيُّ فَائِدَةٍ كَانَتْ فِيْ ذِكْرِ الْقَسَمِ " (حمامۃ البشریٰ ص14 حاشیہ روحانی خزائن جلد 7 ص192)

"اور قسم صاف بتاتی ہے کہ یہ خبر ظاہری معنوں پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ استثناء ہے۔ ورنہ قسم میں کون سا فائدہ ہے؟" (اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ ص49)

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ تمام انبیاء کا کوئی استاد اور اتالیق نہیں ہوتا:

''اورتمام نفوس قدسیہ انبیاء کوبغیر کسی استاداور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوضِ قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔''
(دیباچہ براہین احمدیہ ص 7 روحانی خزائن جلد 1 ص 16)

جھوٹ نمبر 5:

''احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودہویں صدی کا مجدد ہوگا۔''
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 187، 188، روحانی خزائن جلد 21 ص 359)

اسی طرح مرزا قادیانی نے مزید لکھا ہے۔ ''بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودہویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا اور یہ پیش گوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے مگر احادیث کی رو سے اس قدر تواتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عند العقل ممتنع ہے''۔ (کتاب البریہ درحاشیہ 173,172 روحانی خزائن جلد 13 ص 206,205)

احادیث جمع کثرت ہے اس لئے کم از کم دس احادیث صحیحہ متواترہ دکھاؤ جن میں مسیح موعود کے چودھویں صدی کے سر پر آنے کے الفاظ وغیرہ موجود ہوں مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزائی امت تا قیامت کوئی ایک بھی صحیح حدیث تو درکنار ضعیف یا مجہول بھی نہیں دکھا سکتی۔

جھوٹ نمبر 6:

''اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے اُن حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اُس کی نسبت آواز آئے گی کہ:

'' هٰذَا خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِیُّ ''۔

اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو:

''أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ'' ہے''۔ (شہادۃ القرآن ص 41، روحانی خزائن جلد 6 ص 337)

جھوٹ بالکل جھوٹ! بخاری شریف میں اس قسم کی کوئی حدیث نہیں۔

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔

قادیانی عذر:

1- اسکے متعلق قادیانی جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث کنز العمال میں موجود ہے مگر ہمارا سوال یہ ہے کہ بخاری شریف سے

دکھاؤ۔ کیونکہ مرزا نے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے

2- بعض دفعہ وہ ہمارے بعض علماء کے اس قسم کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے بھی غلط حوالہ دیا۔ جواب یہ ہے کہ کیا ان کے غلط حوالہ دینے سے مرزا کی بات سچی بن جائیگی؟ ہرگز نہیں۔

3- ہمارے کسی عالم نے بطور استدلال اتنے زور سے غلط حوالہ نہیں دیا، عام حوالہ کا غلط ہوجانا اور بات ہے مگر اتنی تحدّی اور زور وشور سے حوالہ دینا اور پھر غلط دینا یہ دھوکہ اور فریب ہے۔

4- اگر وہ کہیں کہ نسیاناً لکھا گیا تو پھر اس کی معذرت ہونی چاہیے۔ مرزا صاحب سے اس کی معذرت دکھاؤ اور کوئی سچا نبی نسیان پر قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ نسیان کا وقوع اور چیز ہے اور اُس پر استقلال اور چیز ہے۔

5- اگر وہ چالاکی سے کہیں کہ مرزا صاحب کی غلطی نہیں بلکہ کاتب کی غلطی ہے تو جواب یہ کہ آگے آنے والے الفاظ "أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللّٰهِ" وغیرہ اس کی تردید کرتے ہیں۔

6- مرزا قادیانی خطاؤں سے معصوم ہونے دعویٰ کرتا ہے۔ (دیکھیئے روحانی خزائن جلد 8، ص272)

اس لیے قادیانیوں کی تاویل غلط ہے۔

جھوٹ نمبر 7: "تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول دَرحاشیہ ص77، روحانی خزائن جلد 3 ص140)

جھوٹ نمبر 8

پس اس حکیم وعلیم کا قرآن کریم میں یہ فرمانا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اُٹھایا جائے گا یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم دَرحاشیہ ص724، روحانی خزائن جلد 3، ص490)

قادیانیو! 1857ء کا لفظ قرآن کریم میں دکھاؤ۔۔۔ کہاں لکھا ہے؟

جھوٹ نمبر 9

"تمام نبیوں کی کتابوں سے اور ایسا ہی قرآن شریف سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے آدم سے لے کر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے۔" (لیکچر سیالکوٹ ص5 روحانی خزائن جلد 20، ص207)

"اور قرآن شریف سے بھی صاف طور پر یہی نکلتا ہے کہ آدم سے اخیر تک عمر بنی آدم کی سات ہزار سال ہے اور ایسا ہی پہلی تمام کتابیں بھی باتفاق یہی کہتی ہیں"۔ (لیکچر سیالکوٹ ص8 روحانی خزائن جلد 20 ص210,209)

جھوٹ بالکل جھوٹ، قرآن شریف اور تمام کتب سماوی اور انبیاء علیہم السلام پر یہ صریح بہتان عظیم ہے۔ کسی نبی سے بھی یہ ثابت نہیں کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہوگی۔ بلکہ تمام انبیاء اس پر متفق ہیں کہ قیامت کا صحیح علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ اس کا صحیح علم کہ قیامت کس صدی میں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قرآن کریم نے کئی مقامات پر اس کی وضاحت کردی۔

”هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ“۔

اگر شرم وحیا اور ایمان کی رتی ہے تو کسی نبی یا آسمانی کتاب سے صحیح حوالہ سے ثابت کردیں۔

جھوٹ نمبر 10: ”وَقَدْ سَبُّوْنِيْ بِكُلِّ سَبٍّ فَمَارَدَدْتُ عَلَيْهِمْ جَوَابَهُمْ.“

ترجمہ: مجھے لوگوں نے ہر قسم کی گالی دی میں نے جواب نہیں دیا۔ (مواہب الرحمٰن ص 18 روحانی خزائن جلد 19 ص 236)

یہ بالکل جھوٹ ہے کہ مرزا نے لوگوں کی گالیوں کا جواب نہیں دیا بلکہ خود اُس نے تسلیم کیا ہے: ”کہ میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں ابتداء سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے“۔ (کتاب البریہ دیباچہ ص 10، روحانی خزائن جلد 13 ص 11)

نوٹ: مرزا قادیانی کی بدکلامی اور گالیوں کا نمونہ آپ اگلی دلیل میں ملاحظہ فرمائیں گے جہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے گا۔ ان شاء الله۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام پر قادیانیوں کے اعتراض کا جواب

مرزائی اگر مرزا قادیانی کے جھوٹوں کے جواب میں یہ کہیں کہ العیاذ باللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تین جھوٹ بولے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے تو مرزا صاحب کے جھوٹ بھی اسی طرح کے ہیں تو اس کے دو جواب ہیں:

1 ۞ جو جھوٹ ہم نے مرزا قادیانی کے پیش کئے ہیں وہ واقعۃً جھوٹ ہیں جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام تو توریہ اور تعریض کے طور پر ہے وہ حقیقت میں جھوٹ نہیں ہے سمجھنے والوں کی غلطی ہے ورنہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کلام کیا ہے وہ مبنی بر حقیقت ہے جیسا کہ شرّاحِ حدیث نے اسکی وضاحت کردی ہے۔

2 ۞ مرزا قادیانی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اس روایت کی رو سے جھوٹ کا الزام لگانے والوں کو خبیث، شیطان اور پلید مادہ والا کہا ہے۔ اُس نے لکھا:

”حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اِس کی وجہ ان کی دَروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اُس کی فطرت اُن پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اُس پلید کا مادہ اور خمیر ہے“۔ (آئینہ کمالات اسلام ص 598 روحانی خزائن ج 5 ص 598)

کذبِ مرزا کی دوسری دلیل ۔ مرزا کی تہذیب وشرافت

گالیوں کے متعلق مرزا کے فتاویٰ جات:

مرزا کی گالیوں کے مطالعہ سے پہلے گالیوں سے متعلق اس کے اپنے چند فتاویٰ لکھے جاتے ہیں جن میں اس نے گالی دینے کی سخت مذمت کی ہے:

1:۔ ''اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔'' (کشتی نوح ص 11، روحانی خزائن جلد 19 ص 11)

2:۔ ''خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔''
(اربعین نمبر 3 ص 36، روحانی خزائن جلد 17 ص 426)

3:۔ ''گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔'' (اربعین نمبر 4 ص 5، روحانی خزائن جلد 17 ص 471)

4:۔ ''گالیاں سن کر دعا دو، پاکے دکھ آرام دو''۔

''کبر کی عادت جو دیکھو، تم دکھاؤ انکسار''۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 114، روحانی خزائن جلد 21 ص 144)

5:۔ قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرا بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا اس پر آیت اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا پورے طور پر صادق آجانا ضروری ہے۔
(ضرورۃ الامام ص 8، روحانی خزائن جلد 13، ص 478)

مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے:

اب مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمالیں۔

1-عام مسلمانوں کے متعلق:

''تِلْكَ كُتُبٌ يَنْظُرُ اِلَيْهَا كُلُّ مُسْلِمٍ بِعَيْنِ الْمَحَبَّةِ وَالْمَوَدَّةِ وَيَنْتَفِعُ مِنْ مَعَارِفِهَا وَيَقْبَلُنِيْ وَيُصَدِّقُ دَعْوَتِيْ اِلَّا ذُرِّيَّةَ الْبَغَايَا الَّذِيْنَ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص 548,547، روحانی خزائن ج 5 ص 548,547)

ترجمہ: ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے علوم سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد، جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے پس وہ قبول نہیں کرتے۔''

2- مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق:

وَمِنَ اللِّئَامِ اَرٰی رُجَیْلًا فَاسِقًا   غَوْلًا لَعِیْنًا نُطْفَةَ السُّفَهَاءِ

ترجمہ: اور لئیموں میں سے ایک فاسق معمولی آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے، سفیہوں کا نطفہ ہے۔

شَکِسٌ خَبِیْثٌ مُفْسِدٌ وَمُزَوِّرٌ   نَحِسٌ یُسَمّٰی السَّعْدَ فِی الْجُهَلَاءِ

ترجمہ: بدگوئی اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔

آذَیْتَنِیْ خُبْثًا فَلَسْتُ بِصَادِقٍ   اِنْ لَمْ تَمُتْ بِالْخِزْیِ یَا ابْنَ بِغَاءٍ.

مرا بخباثت خود ایذاء دادی پس من صادق نیم   اگر تو اے نسل بدکاراں ذلت نمیری

ترجمہ: تو نے اپنی خباثت سے مجھے بہت دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہوا ے نسل بدکاراں۔ (انجام آتھم ص 282,281 روحانی خزائن جلد 11 ص 282,281)

ناظرین! مرزا قادیانی نے تتمہ حقیقت الوحی ص 14، 15 روحانی خزائن جلد 22 ص 446 پر ان اشعار کا اردو ترجمہ لکھا مگر ''یَا ابْنَ بِغَاءٍ'' کا ترجمہ حذف کردیا ہے جو مرزا کی بددیانتی کا شاہکار ہے۔

نوٹ: بَغَایَا، بَغِیٌّ کی جمع ہے جس کا معنی ہے بدکار عورت جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ''وَمَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّا''۔ (الصِّحَاحُ لِلْجَوْهَرِی التوفی 398ھ) اور بَاغِیٌ جس کا معنی سرکش ہے اس کی جمع بُغَاۃٌ ہے۔

(اَلْقَامُوْسُ الْمُحِیْطُ للفیر وزآبادی۔ التوفی 817ھ)

فائدہ: ذُرِّیَّةُ الْبَغَایَا کا ترجمہ خود مرزا نے خراب عورتوں کی نسل، بازاری عورتیں اور کنجریوں کا بیٹا کیا ہے۔

(دیکھئے نور الحق حصہ اول ص 123، روحانی خزائن جلد 8 ص 163، انجام آتھم ص 282 روحانی خزائن جلد 11 ص 282، خطبہ الہامیہ ص 17 روحانی خزائن جلد 16 ص 49)

3- مولانا عبدالحق غزنویؒ کے متعلق: مگر اُس کی بدبختی سے وہ دعویٰ بھی باطل نکلا اور اب تک اُس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص 33، روحانی خزائن جلد 11 ص 317)

4- مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے متعلق:

وَاٰخِرُهُمُ الشَّیْطَانُ الْاَعْمٰی وَ الْغَوْلُ الْاَغْوٰی یُقَالُ لَهٗ رَشِیْدُ ۔ الْجَنْجَوْهِیُ وَهُوَ شَقِیٌّ کَالْاَمْرُوْهِیُ وَمِنَ الْمَلْعُوْنِیْنَ۔ (انجام آتھم ص 252 روحانی خزائن جلد 11 ص 252)

ترجمہ: اور اُن میں سے دوسرا اندھا شیطان ہے اور گمراہ کرنے والا دیو ہے جسے رشید گنگوہی کہا جاتا ہے۔ اور وہ امروہی کی طرح بد بخت اور ملعون ہے۔

5- مولانا محمد حسین بٹالوی اور سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق:

اس جگہ فرعون سے مراد شیخ حسین بطالوی ہے اور ہامان سے مراد نومسلم سعد اللہ ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص56، روحانی خزائن جلد 11 ص340)

عمومی گالیاں:

6- ''اے بدذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا''۔ (انجام آتھم ص21 برحاشیہ روحانی خزائن جلد 11 ص21)

7- ''مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص25، روحانی خزائن جلد 11 ص309)

8- ''بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ الہام کے معارف کو سنتے ہی جلد بول اٹھتے ہیں یہ کچھ حقیقت نہیں یہ تو ہمارے ادنیٰ مریدوں کو بھی ہوا کرتا ہے ''۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص 18، روحانی خزائن جلد 11 ص302)

9- اِنَّ الْعِدَا صَارُوْا خَنَازِيْرَ الْفَلَا وَنِسَائُهُمْ مِنْ دُوْنِهِنَّ الْاَكْلُبُ

ترجمہ: دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔ (نجم الہدیٰ ص10، روحانی خزائن ج14 ص53)

یعنی میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھکر ہیں۔

10- اب جو شخص۔۔۔۔ زبان درازی سے باز نہیں آئے گا اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اُس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ (انوار الاسلام ص30، روحانی خزائن جلد 9 ص31)

کذب مرزا کی تیسری دلیل۔ جھوٹی پیش گوئیاں

اس بحث سے قبل خود مرزا صاحب ہی کے قلم سے لکھے ہوئے چند ایک اصول ملاحظہ فرمائیں:

اصول نمبر 1:

''بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکِ امتحان نہیں ہو سکتا''۔ (آئینہ کمالات اسلام ص288، روحانی خزائن جلد 5 ص288)

نوٹ: لفظ مَحَک اور مِحَک دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، جس کا مطلب کسوٹی ہے۔ (دیکھئے فرہنگ عامرہ ص557)

اصول نمبر 2:

علاوہ اس کے جن پیش گوئیوں کو مخالف کے سامنے دعویٰ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے وہ ایک خاص طور کی روشنی اور بداہت اپنے اندر رکھتی ہیں اور ملہم لوگ حضرت اَحدیت میں خاص طور پر توجہ کر کے ان کا زیادہ تر انکشاف کرا لیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام حصہ اول ص404، روحانی خزائن جلد 3 ص309) [1]

ان دو اصولوں کے بعد ہم کہتے ہیں کہ کوئی ایک پیش گوئی مرزا قادیانی کی پیش کرو جس کو دشمن کے سامنے بطور دعویٰ پیش کیا ہو اور پھر وہ پوری ہوئی ہو۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا اپنی کسی ایک پیش گوئی میں بھی سچا ثابت نہیں ہوا اور اپنے بقول ذلیل اور رسوا ہوا۔

چنانچہ تریاق القلوب ص107 روحانی خزائن جلد 15 ص382 پر لکھا ہے:

''اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے''۔

---

[1] وَمَا کَانَ لِیْ أَنْ أَدَّعِی النُّبُوَّةَ وَ أَخْرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ وَأَلْحَقَ بِقَوْمٍ کَافِرِیْنَ۔ وَ هَا اِنِّیْ لَا أُصَدِّقُ اِلْهَامًا مِّنْ اِلْهَامَاتِیْ اِلَّا بَعْدَ أَنْ أُعْرِضَهٗ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ، وَأَعْلَمُ أَنَّهٗ کُلُّ مَا یُخَالِفُ الْقُرْآنَ فَهُوَ کِذْبٌ وَاِلْحَادٌ وَ زَنْدَقَةٌ فَکَیْفَ أَدَّعِی النُّبُوَّةَ وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (حمامۃ البشریٰ ص79، روحانی خزائن جلد 7 ص297)

ترجمہ: اور میرے لیے یہ جائز نہیں کہ میں دعویٰ نبوت کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافر قوم سے جا ملوں۔ اور سُنو کہ میں اپنے الہامات میں سے کسی الہام کی تصدیق نہیں کرتا جب تک کہ میں اُسے کتاب اللہ پر پیش نہ کر لوں اور میں جانتا ہوں کہ ہر وہ بات جو قرآن کے مخالف ہو جھوٹ، الحاد اور بے دینی ہے۔ پھر میں مسلمان ہوتے ہوئے کیسے نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہوں۔ (اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ ص291)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا کی رسوائی کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ کسی ایک پیش گوئی میں جھوٹا ثابت ہوجائے بفرض محال اس کی کچھ پیش گوئیاں سچی بھی نکلیں تو وہ اس کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتیں ایسے تو بہت سے نجومیوں کی پیش گوئیاں بھی سچی نکلتی رہتی ہیں ہاں کسی ایک پیش گوئی کا جھوٹا نکلنا اس کے کاذب ہونے کی صریح دلیل ہے۔

﴿نوٹ﴾ مرزا صاحب کی جھوٹی پیش گوئیاں بیان کرنے سے قبل قرآن مجید کی یہ آیت بار بار پڑھنی چاہیے:

"فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ"۔(ابراہیم:47)

یعنی "اللہ کے بارے میں ہرگز یہ خیال بھی دل میں نہ لانا کہ اُس نے اپنے پیغمبروں سے جو وعدہ کر رکھا ہے، اس کی خلاف ورزی کرے گا۔ یقین رکھو کہ اللہ اپنے اقتدار میں سب پر غالب ہے، (اور) انتقام لینے والا"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

پہلی جھوٹی پیش گوئی عبداللہ آتھم کے متعلق

پیش گوئی کا اجمالی تذکرہ:

عبداللہ آتھم پادری سے مرزا قادیانی نے 1893ء میں مناظرہ کیا پندرہ دن برابر مناظرہ ہوتا رہا جس میں مرزا قادیانی نے شکست دیکھی تو اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کے لئے مناظرہ کے آخری دن 5 جون 1893ء کو اُس نے درج ذیل پیش گوئی کر دی۔

"اور آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ سے لیکر پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب یہ پیشین گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سجاکھے کیے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے اسی طرح پر جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے سو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمَنَّة کہ اگر یہ پیشین گوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور نہ فرماتی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے۔۔۔۔ میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کیلئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جاوے، روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دی جاوے۔ ہر ایک

بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا ضرور کرے گا زمین آسمان ٹل جائیں، پراس کی باتیں نہ ٹلیں گی......اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو"۔ (جنگ مقدس ص 188 تا 190، روحانی خزائن جلد 6 ص 291 تا 293)

آتھم نے یہ پندرہ ماہ خوب احتیاط سے گزارے، اپنا کھانا وغیرہ خود پکاتا تھا، آخر کار پندرہ ماہ 5 ستمبر 1894ء کو مکمل ہوئے مگر آتھم پادری نہ مرا۔

اس کے بعد عیسائیوں نے بٹالہ کے مقام پر عبداللہ آتھم کو ہاتھی پر سوار کر کے ایک عظیم الشان جلوس نکالا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا پتلا بنا کر اس کا منہ کالا کر کے اس کے گلے میں رسہ ڈال کر اس کو علامتی پھانسی دی پھر جلا کر دفن کیا۔ اس موقع پر عیسائیوں نے مرزا قادیانی کے متعلق خوب ہجو یہ نظمیں پڑھیں جو کہ رئیس قادیان میں مذکور ہیں۔

اب ہم مرزائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور پندرہ ماہ کے اندر عبداللہ آتھم ہلاک ہوا ؟؟؟ ہرگز ایسا نہیں ہوا، اور مرزا اپنی اس پیش گوئی میں دوسری پیش گوئیوں کی طرح ذلیل ورسوا ہوا۔ واضح رہے کہ عبداللہ آتھم کا انتقال 27 جولائی 1896ء کو ہوا جبکہ مرزا کی پیش گوئی کی مدت گذر چکی تھی۔ (دیکھیئے نزول المسیح ص 168، روحانی خزائن ج 18 ص 546)

مرزائی عذر 1:

"عبداللہ آتھم نے اس مجلس میں ساٹھ ستر آدمیوں کے سامنے جناب نبی اکرم ﷺ کو دجال کہنے سے رجوع کرلیا تھا"۔ (خلاصہ عبارت برحاشیہ حقیقت الوحی ص 207، روحانی خزائن جلد 22 ص 216)

جواب نمبر 1:

اگر اسی وقت اس نے رجوع کرلیا تھا تو مرزا کو اسی وقت اسی مجلس میں اعلان کرنا چاہیے تھا کہ چونکہ اس نے رجوع کرلیا ہے لہذا میری پیش گوئی میں کوئی حرج نہیں آئے گا بلکہ میری پیش گوئی پوری ہوگئی حالانکہ مرزا صاحب کو بعد میں بھی یقین نہیں تھا کہ یہ پیش گوئی پوری ہوگی یا نہیں۔ اسی لئے تو مرزا صاحب نے اسکی ہلاکت کیلئے وظائف و دعائیں کیں اور واویلا کیا، وغیر ذلک۔

مرزا قادیانی کا صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے سیرت المہدی ج 1 حصہ اوّل ص 178، روایت نمبر 160 طبع جدید ص 162 پر لکھتا ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی)

میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورت یاد نہیں رہی مگر مجھے اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورت تھی جیسے الم ترکیف ......الخ۔اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا''۔

(مزید تشریح کے لئے سیرت المہدی ج1 حصہ دوم ص7، روایت نمبر312، طبع جدید2008ء، ص289 میں ملاحظہ فرمائیں)۔

اسی طرح سیرت المہدی ج1 حصہ دوم ص121 روایت نمبر 444 طبع جدید 2008ء، ص411، 412 روایت نمبر 447 میں ہے کہ:''آتھم کی پیشگوئی کا آخری دن آگیا اور جماعت میں لوگوں کے چہرے پژمردہ ہیں اور دل سخت منقبض ہیں۔بعض لوگ ناواقفی کے باعث مخالفین سے اس کی موت پر شرطیں لگا چکے ہیں۔ ہر طرف سے اُداسی کے آثار ظاہر ہیں۔لوگ نمازوں میں چیخ چیخ کر رو رہے ہیں کہ اے خداوند ہمیں رسوا مت کریو۔غرض ایسا کہرام مچ رہا ہے کہ غیروں کے رنگ بھی فق ہو رہے ہیں''۔

جواب نمبر2:

مرزا بشیر الدین محمود اس اعتراض کے جواب میں کہ تیری دعائیں قبول نہیں ہوئیں، لکھتا ہے کہ حضرت صاحب کی بھی دعائیں قبول نہیں ہوئی تھیں۔چنانچہ روزنامہ ''الفضل'' میں لکھا ہے۔

''آتھم کے متعلق پیش گوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں۔میں اس وقت چھوٹا سا بچہ تھا اور میری عمر کوئی ساڑھے پانچ برس کی تھی مگر وہ نظارہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب واضطرار سے دعائیں کی گئیں میں نے محرم کا ماتم بھی اتنا سخت نہیں دیکھا، حضرت مسیح موعود ایک طرف دعا میں مشغول تھے......الخ۔''

(الفضل قادیان20 جولائی1940ء ص4 کالم4 ج28 نمبر163 مثلہ تفسیر کبیر از مرزا بشیر الدین محمود قادیانی ج9 ص432 تحت سورۃ الزلزلۃ)

مرزائی عذر نمبر2:

فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم نہیں بلکہ تمام عیسائی ہیں جیسا کہ مرزا نے انوار الاسلام ص 2 روحانی خزائن جلد9 ص2 میں لکھا ہے۔

جواب: مرزا صاحب نے خود مقدمہ میں تسلیم کیا ہے کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم ہے، دیکھئے کتاب البریہ ص173 روحانی خزائن جلد13 ص206:

''عبداللہ آتھم کی بابت ہم نے شرطیہ پیش گوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کرے گا تو مرجاوے گا۔عبداللہ آتھم کی درخواست پر پیش گوئی صرف اس کے واسطے کی تھی کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیش گوئی نہ تھی''۔

دوسری جھوٹی پیش گوئی۔ہم مکہ میں مریں گے یامدینہ میں

مرزا قادیانی اپنی موت کے متعلق پیش گوئی کرتا ہے کہ ''ہم مکہ میں مریں گے یامدینہ میں''۔

(البشریٰ ص155 ،تذکرہ ص584 طبع دوم 1956ء ص591 طبع سوم 1969ء ص503،طبع چہارم 2004ء الہام بابت 14 جنوری 1906ء)

ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ اور مدینہ میں مرنا تو درکنار مرزا قادیانی کو تو مکہ اور مدینہ دیکھنا بھی نصیب نہ ہوا بلکہ وہ تو ساری زندگی انگریز کے سایۂ شفقت میں گزار گیا اور اس طرح وہ اپنی اس پیش گوئی میں بھی ذلیل ورسوا ہوا۔

مرزا قادیانی کا صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے روایت کرتا ہے کہ:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا اور نہ اعتکاف کیا اور زکواۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا''۔

('سیرت المہدیٰ' ج1 حصہ سوم ص119 روایت نمبر 672 وطبع جدید 2008ء، ص623 روایت نمبر 672)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کو مکہ اور مدینہ جانا نصیب نہ ہوا بلکہ اسکی وفات لاہور میں بمرض ہیضہ لیٹرین کی جگہ پر ہوئی۔(سیرت المہدی ج1 حصہ اول ص11 روایت 12 طبع جدید وقدیم) کہاں مکہ اور مدینہ اور کہاں جائے حاجت (لیٹرین)۔

ع ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

تیسری جھوٹی پیش گوئی۔پیر منظور کے ہاں لڑکے کی پیدائش

پیر منظور مرزا قادیانی کا خاص مرید تھا جب اسے معلوم ہوا کہ اُس کی بیوی حاملہ ہے، پیش گوئی گھڑ لی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ ''پہلے یہ وحی الٰہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اس کیلئے نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلے کیلئے ایک نشان ہوگا''۔

(حقیقت الوحی حاشیہ در حاشیہ ص100 ،روحانی خزائن جلد22 ص103)

مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ لڑکی پیدا ہوگئی۔مرزا قادیانی نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑا ہی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہوسکتا ہے مگر ہوا یہ کہ وہ عورت ہی مر گئی اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ بھی صاف جھوٹ ثابت ہوئی نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور نہ ہی زلزلہ آیا اور یوں مرزا صاحب ذلیل ورسوا ہوئے۔

چوتھی جھوٹی پیش گوئی۔ مرزا قادیانی کی لیکھ رام کے متعلق پیش گوئی

مرزا صاحب کی غلط اور جھوٹی پیش گوئیوں میں سے آپ مسلمانوں اور عیسائیوں کے متعلق پیش گوئیاں پڑھ چکے ہیں۔ اب تیسری قوم ہندوؤں کے متعلق پڑھیے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان تینوں قوموں کے مقابلہ میں مرزا کی پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں اور ذلیل ورسوا ہوا۔ لیکھ رام ایک پنڈت تھا جس سے مرزا کا اکثر مناظرہ رہتا تھا ایک مرتبہ اس سے تنگ آ کر مؤرخہ 20 فروری 1893ء کو اس کے متعلق یہ پیش گوئی کی:

''اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں (بیماریوں) سے نرالا اور خارق عادت (یعنی طبعی موتوں سے جو عادت میں داخل ہیں الگ ہو) اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو۔ (یعنی انسان سمجھ سکتا ہو کہ یہ ایک ناگہانی آفت ہے جو دلوں پر ایک ڈرانے والا اثر کرتی ہے) تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیش گوئی میں کاذب نکلا (یعنی اگر ہیبت ناک طور پر لیکھ رام کی موت نہ ہوئی) تو ہر ایک سزا بھگتنے کیلئے میں طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔''

(تریاق القلوب ص 107، روحانی خزائن جلد 15 ص 382,381، مزید دیکھیں آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 ص 651,650 نکلیں)

مرزائی عذر:

یہ پیش گوئی پوری ہوگئی کیونکہ لیکھ رام مقررہ مدت کے اندر چھری سے قتل کر دیا گیا تھا۔

جواب:

مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس پیش گوئی میں تصریح ہے کہ وہ خارق عادت عذاب سے ہلاک ہوگا اور خارق عادت عذاب وہ ہوتا ہے جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہ پائی جائے اور اس طرح کی نظیریں تو سینکڑوں پائی جاتی ہیں لہذا خارق عادت عذاب نہ ہوا اور مرزا صاحب کی پیش گوئی جھوٹی نکلی۔

مرزا نے خود خارق عادت کی تعریف اپنی کتاب **حقیقت الوحی ص 196 روحانی خزائن جلد 22 ص 204** پر لکھی ہے:

''خارق عادت اسی کو کہتے ہیں کہ اس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے''۔

اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ تعریف ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 96 روحانی خزائن جلد 21

ص258 پر لکھی ہے۔ [1]

ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹ نکلی۔ کیونکہ لیکھرام 6 مارچ 1897ء کو بذریعہ قتل فوت ہوا۔

مرزا صاحب کا دجل:

لیکھرام کے قتل کے بعد مرزا نے دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے نزول المسیح میں چھری کا لفظ بھی اپنی پیشگوئی کو سچا بنانے کیلئے اپنے پاس سے اضافہ کر دیا جو اس کا صریح دجل وفریب ہے یہ اضافہ دیکھئے؛ نزول المسیح ص175 روحانی خزائن جلد 18 ص553۔

ورنہ 'چھری' کا لفظ اس کی اصل پیش گوئی کے الفاظ میں موجود نہیں ہے۔

---

[1] جب ایک پیشگوئی خارق عادت کے طور پر بیان کی جائے جس کے بیان کرنے کے وقت کسی عقل اور فہم کو یہ خیال نہ ہو کہ ایسا امر ہونے والا ہے اور صریح وہ ایک غیر معمولی بات ہو جس کی گزشتہ صدہا سال میں کوئی نظیر نہ پائی جائے اور نہ آئندہ اس کے ظہور کے لیے آثار ظاہر ہوں اور وہ پیشگوئی سچی نکلے تو عقل سلیم حکم دیتی ہے کہ ایسی پیشگوئی ضرور منجانب اللہ سمجھی جائے گی۔ ورنہ تمام نبیوں کی پیشگوئیوں سے انکار کرنا پڑے گا۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص96 روحانی خزائن جلد 21 ص258)

لیکھ رام کی مرزا قادیانی کے متعلق پیش گوئی

مرزا صاحب نے جو لیکھ رام کے متعلق پیش گوئی کی تھی وہ تو صاف جھوٹی نکلی۔ اس کے بالمقابل لیکھ رام نے بھی مرزا صاحب کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ مرزا صاحب تین سال کے اندر ہیضہ کی موت مر جائے گا جو پوری ہوگئی۔

مرزائی عذر: لیکھ رام کی پیش گوئی جھوٹی نکلی کیونکہ مرزا صاحب اگر چہ ہیضہ سے مرے ہیں مگر اس کی مقررہ مدت کے بعد مرے ہیں اس لئے اسکی پیش گوئی سچی نہ ہوئی۔

جواب: لیکھ رام کی نفس پیش گوئی ہیضہ کے ساتھ مرنے کی تھی اور وہ پوری ہوئی مرزا صاحب ہیضہ سے ہی مرا۔ [1]

(دیکھو سیرت المہدی ج 1 حصہ اول ص 11 طبع قدیم وجدید 2008ء روایت نمبر 12 وحیات ناصر ص 14 طبع اوّل دسمبر 1927ء قادیان)

رہی مدت کی بات تو مدت کے بارے میں خود مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ مدت میں کبھی استعارہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد داماد احمد بیگ کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ وہ اڑھائی سال کے اندر مرے گا اور جب وہ اڑھائی سال کے اندر نہ مرا تو مرزا صاحب نے فرمایا ''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد خاوند محمدی بیگم) کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسا ہی پوری کردے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہوجاتا ہے''۔ (انجام آتھم درحاشیہ ص 31 روحانی خزائن ج 11 ص 31)

ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا صاحب نے خود تسلیم کرلیا کہ وقتوں میں کبھی استعارہ بھی ہوتا ہے اسی طرح لیکھ رام کی پیش گوئی میں بھی استعارہ ہوگا اور یوں اس کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

---

[1] قادیانیوں نے 'حیاتِ ناصر' میں سے ہیضہ والی عبارت کو غائب کردیا۔ پھر 2008ء کے گولڈن جوبلی والے ایڈیشن میں بھی یہی کیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اسی ایڈیشن کے متعلقہ صفحے پر ہیضہ والی عبارت کو لکھ کر حاشیہ میں یہ نوٹ درج کردیا گیا ہے کہ: **''یہ حضرت مسیح موعود کا ذاتی خیال تھا جبکہ حضور کی نعش مبارک کو ریل میں لے کر جانے کے لئے آپ کے معالج ڈاکٹر سدرلینڈ پرنسپل میڈیکل کالج لاہور کی تصدیق پر افسر مجاز سول سرجن لاہور ڈاکٹر سنگھم نے سرٹیفکیٹ دیا کہ حضور کی وفات اعصابی تھکان سے اسہال کی وجہ سے ہوئی تھی، اس لئے ریل میں لے جایا جاسکتا ہے''** ۔ یہ ایڈیشن اب قادیانیوں کی ویب سائٹ پر آن لائن موجود ہے۔ اس کی مزید تفصیل اور جواب آگے 'کذب مرزا کی چھٹی دلیل' میں موجود ہے۔

پانچویں جھوٹی پیش گوئی۔ مرزا صاحب کی عمر کے متعلق

''خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیشگوئیوں سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کیلئے ایک عظیم الشان نشان ہوں جیسا کہ براہین احمدیہ وغیرہ کتابوں کی یہ پیشگوئیاں کہ میں تجھے اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دونگا''۔ (تریاق القلوب حاشیہ ص13، روحانی خزائن ج15 ص152)

''خدا تعالیٰ نے مجھے صریح الفاظ میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسّی (۸۰) برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم''۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص97 روحانی خزائن جلد 21 ص258)

''اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں وہ تو چُہتر (۷۴) اور چھیاسی (۸۶) کے اندر اندر عمر کی تعیین کرتے ہیں۔ بہرحال یہ میرے پر تہمت ہے کہ میں نے اس پیشگوئی کے زمانہ کی کوئی بھی تعیین نہیں کی۔ اور خدا تعالیٰ بار بار اپنی وحی میں فرمارہا ہے کہ ہم تیرے لئے یہ نشان دکھلائیں گے۔ اور ان کو کہہ دے کہ یہ نشان میری سچائی کا گواہ ہوگا''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص97، روحانی خزائن جلد 21 ص259)

مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش جسے مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ میری پیدائش 1839ء یا 1840ء میں ہوئی۔

(دیکھئے کتاب البریہ ص146 برحاشیہ روحانی خزائن جلد13 ص177)

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس کتاب میں آگے مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ 1857ء کی جنگ کے وقت میں سولہ یا سترہ سال کا تھا (کتاب البریہ ص146 روحانی خزائن جلد13 ص177)۔ مرزا کے مرنے کے بعد مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی صاف جھوٹی ہوگئی اور یہ عظیم الشان نشان بھی مرزا کے کذب کا زندہ جاوید ثبوت بن گیا۔ مرزا کے مرنے کے بعد مرزائی سخت پریشان ہوئے کیونکہ اس حساب سے اس کی عمر 68 سال یا 69 سال بنتی ہے اور پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا کہ میری تحقیق میں مرزا صاحب کی پیدائش 1837ء میں ہوئی مگر پھر بھی عمر پیش گوئی کے موافق نہیں بنتی۔ پھر بشیر احمد ایم اے نے کہا کہ حضرت کی پیدائش 1836ء میں ہوئی مگر پھر ایک اور تحقیق کی گئی کہ پیدائش 12 فروری 1835ء میں ہوئی اس لحاظ سے بھی پورے 74 سال نہیں بنتے پھر ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری نے مرزا کی سیرت پر کتاب لکھی جس کا نام ''مجدد اعظم'' رکھا اس نے تحقیق کی کہ حضرت کی پیدائش 1833ء میں ہوئی۔ ان کے ایک اور محقق نے بتایا کہ حضرت 1830ء میں پیدا ہوئے، سوال یہ کہ جس مرزا کو یہ لوگ اپنا نبی اور مقتدا مانتے ہیں اس کی اپنی تحریر اور عدالتی اقبالی بیان سے اس کے مرنے کے بعد اس قدر اختلاف کیوں؟

یہی اس کے جھوٹے ہونے کی صریح دلیل ہے ایک کا ابطال دوسرے کو لازم ہے، مرزائی خود فیصلہ کریں کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا ان کے چیلے؟ مرزا صاحب کا اپنا بیان صحیح اور قوی ہے۔ کیونکہ یہ اس کا عدالتی بیان ہے اور اس عدالتی بیان کی رو سے اس کی عمر 69/68 سال بنتی ہے۔

چھٹی جھوٹی پیش گوئی۔محمدی بیگم کے متعلق

اس پیش گوئی کے بارے میں دو باتیں پیش نظر رکھیں:

1) محمدی بیگم کی مرزا قادیانی سے رشتہ داری:

1۔ بھتیجی: محمدی بیگم مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی ''احمد بیگ'' کی بیٹی تھی۔

2۔ بھانجی: محمدی بیگم کی والدہ مرزا قادیانی کی چچازاد بہن تھی۔

3۔ بیوی کی بھتیجی: مرزا قادیانی کی پہلی بیوی (پھجے کی ماں) کے چچازاد بھائی کی بیٹی تھی۔

4۔ بہو کی ماموں زاد بہن: مرزا قادیانی کے لڑکے فضل احمد کی بیوی کی ماموں زاد بہن تھی۔

2) پیش گوئی کا پس منظر:

مرزا قادیانی نے محمدی بیگم (پیدائش قریباً 1874ء۔ وفات 19 نومبر 1966ء) کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی چنانچہ وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی مرزا قادیانی نے اپنی مطلب براری کیلئے اس موقع کو غنیمت جانا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا جب کچھ دن بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی بات کی تو مرزا نے جواب دیا کہ دستخط اس شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔

مرزا لکھتا ہے کہ محمدی بیگم ابھی چھوکری ہے اور میری عمر پچاس سال سے متجاوز ہے۔

(دیکھیے آئینہ کمالات اسلام ص 574، روحانی خزائن جلد 5 ص 574)

مرزا کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں: ''پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔ چنانچہ عربی الہام

اس بارے میں یہ ہے:

" كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَيَرُدُّهَآ اِلَيْكَ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ ۔ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔ اَنْتَ مَعِيْ وَاَنَا مَعَكَ۔ عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔"

یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدائے تعالیٰ اُن سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اُس کی اِس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ اور میں تیرے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی......الخ۔

(تذکرہ ص164 طبع دوم 1956ء ص156 طبع سوم 1969ء، ص126 طبع چہارم 2004ء الہام بابت مئی 1888ء، آئینہ کمالات اسلام ص286، 287، روحانی خزائن جلد 5 ص286/287)

پیش گوئی میں دعوے:

"میری اس پیش گوئی میں ایک نہیں بلکہ چھ دعوے ہیں:

اول۔ نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

دوم۔ نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

سوم۔ پھر نکاح کے بعد اُس لڑکی کے باپ کا جلدی سے مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا۔

چہارم۔ اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مر جانا۔

پنجم۔ اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

ششم۔ پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اسکے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

اب آپ ایماناً کہیں کہ کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیشگوئی سچے ہونے کی حالت میں انسان کا فعل ہو سکتی ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام ص، 325، روحانی خزائن جلد 5 ص325)

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو۔ اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدائے تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسے ہی پوری کر دے گا۔ جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیشگوئی پُوری ہوگئی۔ اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے۔"

(انجام آتھم درحاشیہ ص31 روحانی خزائن جلد 11 ص31)

اس پیش گوئی کے بارے میں چند اہم معلومات:

1- مرزا نے 20رفروری 1888ء میں محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی کی۔

2- محمدی بیگم کا نکاح، سلطان محمد سے 7/ اپریل 1892ء کو ہوا۔

3- احمد بیگ 30 ستمبر 1892ء کو فوت ہوا۔ (دیکھیے آئینہ کمالات الاسلام ص286 برحاشیہ روحانی خزائن جلد5 ص286)

مرزا کا دجل وفریب:

مرزا کو اصل الہام یہ ہوا تھا کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد1 ص219، طبع 1986ء اشتہار نمبر 57، ص186 طبع 1989ء اشتہار نمبر 60، ص237 طبع 2018ء اشتہار نمبر 60، بعنوان ''اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین'' ایضاً طبع قادیان 2019ء)

جب محمدی بیگم کا نکاح سلطان بیگ سے ہو گیا تو مرزا نے پیش گوئی کے الفاظ بدل دیے چنانچہ لکھتا ہے: وہ پیش گوئی جو مسلمان قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے۔ کیونکہ اس کے اجزا یہ ہیں۔

1- کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو

2- اور پھر داماد اسکا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو

3- اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو

4- اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو

5- اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی اِن تمام واقعات کے پُورے ہونے تک فوت نہ ہو

6- اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔''

(شہادۃ القرآن ص81 روحانی خزائن جلد6 ص376)

محمدی بیگم کے متعلق چند مزید الہامات:

كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِيْ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ط فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَيَرُدُّهَا اِلَيْكَ ط اَمْرٌ مِّنْ لَّدُنَّا اِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ ط زَوَّجْنَا كَهَا ط اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ط لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ط اِنَّا رَآدُّوْهَا اِلَيْكَ ط يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ ط

ترجمہ: انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا۔ سو خدا اُن کے لئے تجھے کفایت کرے گا۔ اور اُس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ امر ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرنے والے ہیں۔ بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے ربّ کی طرف سے سچ ہے پس تُو شک کرنے والوں سے مت ہو۔ خدا کے کلمے بدلا نہیں کرتے، تیرا ربّ جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اُس کو کر دیتا ہے کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔ ہم اُس کو واپس لانیوالے ہیں۔ اُس دن زمین دوسری زمین سے بدلائی جائے گی۔

(تذکرہ ص283 طبع دوم 1956ء، ص280 طبع سوم 1969ء، تذکرہ طبع چہارم 2004ء ص236، 237، الہام بابت 1896ء)

﴿تبصرہ﴾ مرزا قادیانی اپنی اس پیش گوئی میں دوسری پیش گوئیوں کی طرح جھوٹا نکلا اور یہ پیش گوئی جس کو اپنی صداقت کا نشان ٹھہرایا تھا وہ اس کے جھوٹے ہونے کا واضح اور کھلا نشان ثابت ہوگیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت اس میں ذلیل ورسوا ہو کر پریشانی کے عالم میں اس کی مختلف تاویلات کرتی ہے۔ امر واقع یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ان دعووں میں پورے طور پر جھوٹا ثابت ہوا کوئی ایک دعویٰ بھی اس کا سچا ثابت نہیں ہوا اور مرزا سلطان محمد (المتوفّٰی 1948ء) جس کو بمطابق پیش گوئی مرزا، اڑھائی سال میں مرنا تھا یا کم از کم مرزا کی زندگی میں مرنا تھا وہ بقید حیات رہا اور مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا یعنی 1948ء میں فوت ہوا، اور محمدی بیگم جو مرزا قادیانی کے کذب کا کھلا نشان اور منہ بولتا ثبوت تھی۔ وہ بحالتِ اسلام 19 نومبر 1966ء بروز ہفتہ بمقام لاہور فوت ہوئیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی اس پیش گوئی کی تائید میں وہ حدیث بھی پیش کی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لانے کے بعد شادی بھی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ ''یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ'' کے الفاظ ہیں مرزا قادیانی نے اس حدیث کو اپنے متعلق قرار دیتے ہوئے اس سے محمدی بیگم سے شادی ہونا مراد لی۔ (دیکھئے ضمیمہ انجام آتھم ص53 برحاشیہ روحانی خزائن جلد 11 ص337)

خدا کو منظور ہی یہ تھا کہ اس دجال کو ذلیل ورسوا کیا جائے اور مرزا قادیانی باوجود اتنے دعووں اور اتنے زور وشور سے پراپیگنڈہ کرنے، لالچ دینے اور ڈرانے دھمکانے کے باوجود خائب وخاسر ہوا۔ فَالْحَمْدُللہ عَلٰی ذٰلِکَ۔

قادیانیوں کی ایک دلچسپ تاویل

مرزا نے تریاق القلوب درحاشیہ ص 50 روحانی خزائن جلد 15، ص 287 پر لکھا ہے کہ'' ایک دفعہ جس کو قریباً اکیس ۲۱ برس کا عرصہ ہوا ہے مجھ کو یہ الہام بھی ہوا کہ 'اُشْكُرْ نِعْمَتِىْ رَئَيْتَ خَدِيْجَتِىْ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَذُوْحَظٍّ عَظِيْمٍ۔

ترجمہ: ''میری نعمت کا شکر کر تو نے میری خدیجہ کو پایا۔ آج تو ایک حظ عظیم کا مالک ہے''------ اور اس زمانہ کے قریب ہی یہ بھی الہام ہوا تھا کہ بِکْرٌوَّثَیِّبٌ، یعنی ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی''۔

مرزا کو 21 برس بعد یہ الہام یاد آیا اور امید تھی کہ محمدی بیگم اگر کنواری نہیں تو بیوہ ہو کر عقد میں آئے گی مگر مرزا کی وفات تک وہ مرزا سلطان محمد کی سہاگن ہی رہی اور یہی عرصہ نہیں بلکہ مرزا کے بعد چالیس برس تک وہ سلطان محمد کے بستر راحت کی زینت رہی اور بہرحال مرزا کی اس نامراد عاشقی کے ایام مستعار میں نہ وہ بیوہ ہوئی اور نہ ہی مرزا کا یہ الہام شرمندہ تعبیر ہو سکا۔

تذکرہ (مجموعہ الہامات مرزا) کے مصنف نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ الہام اپنے دونوں پہلوؤں سے مرزا کی بیوی نصرت جہاں کی ذات میں ہی پورا ہوا جو کہ بَاکِرَہ آئی اور ثَیِّبَہ ہو کر رہ گئی۔ [1]

(دیکھیے تذکرہ حاشیہ ص 39 طبع دوم 1956ء، ص 39، طبع سوم 1969ء، ص 31 طبع چہارم 2004ء، الہام بابت 1881ء)

یہ تاویل قادیانی تاویلات کی ایک ادنیٰ سی جھلک اور نمونہ بھی ہے کہ اگر مرزا سلطان محمد کی بیوی بیوہ ہوگئی تو گویا مرزا قادیانی کا بیوہ سے نکاح ہو گیا اور یہ پیش گوئی اس طرح پوری ہوگئی۔

مرزا کی اکثر پیش گوئیاں اسی انداز سے پوری ہوئیں اور درحقیقت اسی طرح کی تاویلات سے قادیانیت کا قصر ارتداد کھڑا ہے اگر ان تاویلات کا سہارا ہٹا دیا جائے تو ایک لحظہ میں قادیانی قصرِ ارتداد زمین بوس ہو جائے۔

---

[1] طبع دوم اور سوم میں تھا کہ ''یہ الہام اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المؤمنین (نصرت جہاں بیگم) کی ذات میں ہی پورا ہوا ہے۔ جو بکر یعنی کنواری آئیں اور ثیب یعنی بیوہ رہ گئیں''۔ لیکن طبع چہارم میں 'حضرت ام المؤمنین' کی جگہ 'حضرت امّاں جان' لکھا گیا ہے۔

کذب مرزا کی چوتھی دلیل۔ مرزا کی شاعری

مرزا نے اپنی صداقت میں قصیدہ اعجازیہ پیش کیا اسکے علاوہ مرزا کا اور بھی کافی منظوم کلام موجود ہے جس کو" درثمین" عربی اردو اور فارسی تین حصوں میں علیحدہ علیحدہ جمع کیا گیا ہے حالانکہ شعر نبی کے لائق نہیں بلکہ نبی کیلئے تہمت ہے اور کفار نابکار نے رسول اللہ ﷺ پر یہ تہمت لگائی:

"وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ"۔ (**الصّٰفّٰت** 36)
"یعنی اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں"۔

اور خدا تعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

" وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ "۔(یٰس 69)
"یعنی اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور وہ آپ کے شایان، شان بھی نہیں"

مرزا چونکہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ظل اور بروز ہونے کا مدعی ہے، لہذا اس کو بھی شعر کہنا زیب نہیں دیتا۔ مرزا کو کیا معلوم تھا کہ جس شاعری کو وہ اپنا کمال سمجھ رہا ہے وہی اس کے جھوٹے ہونے کا کھلا نشان بن جائے گا۔ باقی رسول اللہ ﷺ سے جو موزوں کلام منقول ہے وہ شعر نہیں ہے وہ کلام اتفاقاً موزوں ہو گیا، جیسے:

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ	وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيتِ[1]
(فرمایا) تیری حقیقت ایک زخمی انگلی کے سوا کیا ہے	اور جو کچھ ملا ہے اللہ کے راستے میں ملا ہے

یا جیسے

اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَهْ	فَاغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ.[2]
(فرمایا) اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے	پس تو انصار و مہاجرین کی مغفرت کر

یہ اصطلاحاً شعر نہیں ہیں۔

1۔ صحیح البخاری کتاب الجهاد والسير ۔باب من يُنْكَبُ او يُطعنُ فی سبيل الله ۔**حدیث نمبر 2802**۔ کتاب الادب باب ما يجوز من الشعر و الرجز، **حدیث نمبر 6146**۔

2۔ صحیح البخاری کتاب الرقاق باب الصحة والفراغ،وَ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الْآخِرَةِ. **حدیث نمبر 6414**۔

شعر کی تعریف یہ ہے: اَلشِعرُ کَلَامٌ یُقصَدُ بِہِ الوَزنُ وَالتَقفِیَۃُ (محیط الدائرہ ص3 طبع مکتبہ امدادیہ ملتان)۔اسی طرح الحاشیۃ الکبریٰ میں شعر کے بارے میں ہے کہ:

"کَلَامٌ مَوزُونٌ قَصدًا بِوَزنٍ عَرَبِیٍّ .... قَالَ الشَّیخُ السَّجَاعِیُّ .... وَالنَّظمُ ھُوَ الکَلَامُ المُقَفّٰی المَوزُونُ قَصدًا"۔(الحاشیۃ الکبریٰ علی متن الکافی فی علمی العروض والقوافی ص 17،18۔محمد الدمنھوری المصری الشافعی المتوفّٰی 1288ھ رحمہ اللہ دار الطباعۃ العامرہ)

خلاصہ یہ ہوا کہ جو کلام وزن اور کافیہ کے رعایت سے شعریت کا قصد کر کے کہا جائے اسے نظم (شعر) کہتے ہیں یعنی شعر میں قصد اور ارادہ شرط ہے جو بلا ارادہ و بلا قصد کلام موزوں ہو جائے اس کو شعر نہیں کہتے۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے اپنے اس قصیدے کو اعجاز یہ کہا یعنی اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا مگر مولوی منت اللہ مونگیری نے اس قصیدے کا جواب لکھ کر اس کے اعجاز کو خاک میں ملا دیا تھا اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے بھی اس قصیدہ کی اغلاط اور چوریاں بیان کیں تھیں لیکن اگر اس کا مقابلہ بالفرض کوئی بھی نہ کر سکتا تو پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ وہ بجائے خود مرزا صاحب کے کذاب ہونے کی کھلی نشانی تھی۔جو چیز اصل (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) میں ہونا عیب ہو، وہ خود ساختہ بروز (مرزا غلام احمد) میں ہونا کمال کیسے ہوسکتی ہے؟

فَافْهَم وَتَدَبَّر۔

کذب مرزا کی پانچویں دلیل۔مختلف زبانوں میں وحی

قرآنی اصول: قرآن مجید میں ہے" وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَہُمۡ "(ابراھیم 4)

یعنی"اور ہم نے جب بھی کوئی رسول بھیجا، خود اُس کی قوم کی زبان میں بھیجا، تا کہ وہ اُن کے سامنے حق کو اچھی طرح واضح کر سکے"(آسان ترجمۂ قرآن)۔ اور یہ اصول حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک قائم رہا۔

اب سوچئے اگر مرزا خدا کا نبی تھا تو اس کی وحی بھی اس کی قوم کی زبان کے مطابق صرف پنجابی میں ہونی چاہیے تھی مگر مرزائیوں کے قرآن (تذکرہ) کے اندر جو وحی مذکور ہے اس میں تقریباً دس زبانیں ہیں یہ "تَعَدُّدِ اَلسِنَہ" ہی مرزا کے کذاب ہونے کی صریح دلیل ہے علاوہ ازیں مرزا پر بعض ایسی زبانوں میں بھی وحی ہوئی جن کو وہ خود بھی نہ جانتا تھا اور اپنی وحیوں کے ترجمے دوسروں سے سمجھتا تھا یہ بھی اس کے جھوٹا ہونے کی صریح دلیل ہے۔

(دیکھیے مکتوبات احمد، جلد اول، ص583، مکتوب نمبر 36 بنام میر عباس علی شاہ طبع 2008ء)

مرزائیو! کوئی نبی ایسا بتاؤ جس کے اوپر دو تین زبانوں میں وحی آئی ہو اور کوئی نبی بتاؤ جو اپنی وحی کا ترجمہ نہ جانتا ہو۔

مرزائی عذر نمبر 1:

یہ متعدد زبانوں کے اندر وحی ہونا مرزا صاحب کے کمال کی دلیل ہے نہ کہ ان کے جھوٹا ہونے کی۔ جتنی زیادہ زبانوں میں وحی ہوگی وہ اس نبی کا کمال ہوگا۔

جواب: اوّل تو قرآنی رُو سے یہ کمال ہی نہیں کمال یہی ہے کہ اس کی اپنی قوم کی زبان میں وحی ہو بفرض محال اگر کمال مانیں بھی تو اس وحی کو سمجھنا بھی کمال ہے اور مرزا اپنی بعض وحیوں کو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا بلکہ دوسرے لوگوں سے ترجمہ پوچھتا تھا اور پھر اگر یہ کمال ہے تو گویا مرزا تمام انبیاء سے اس کمال میں سبقت لے گیا کیونکہ دیگر انبیاء کو تو صرف ایک ہی زبان میں وحی ہوتی تھی۔

مرزائی عذر نمبر 2:

مرزا صاحب چونکہ انٹرنیشنل نبی تھے اس لیے ان کے اوپر متعدد زبانوں میں وحی آئی۔

جواب نمبر 1:

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انٹرنیشنل نبی تھے ان کے اوپر کیوں نہ متعدد زبانوں میں وحی آئی اور مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں ان کا ظل اور بروز ہوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنی زبانوں میں کیوں نہ وحی آئی؟ عجب بات ہے کہ اصل سے ظل اور بروز بڑھ جائے۔

جواب نمبر 2: اس وقت دنیا میں تقریباً ساڑھے چار ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں اگر مرزا انٹرنیشنل نبی تھا تو پھر اس کو ساڑھے چار ہزار زبانوں میں وحی ہونی چاہیے تھی۔ مزید لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب پر بعض وحی ایسی بھی آئی جو لفظاً ولغۃً ٹھیک نہ تھی یہ بھی اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔

کذب مرزا کی چھٹی دلیل۔ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے ساتھ آخری فیصلہ

مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ (1868ء------1948ء) کا مرزا قادیانی کے ساتھ ہمیشہ مقابلہ رہا۔ مرزا قادیانی جب دلائل کی دنیا میں ناکام ہوا تو زچ ہو کر آخری فیصلہ کا اعلان کیا۔ جس کے بارے میں مکمل تفصیلات محمدیہ پاکٹ بک ص649 پر ملاحظہ فرمائیں۔ ہم مرزا کے اشتہار کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔

''بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اِس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے

ہیں۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا اور اگر میں کذاب و مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی وحی یا الہام کی بناء پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے۔ اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے''۔

الراقم عبدالصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود

مرقومہ یکم ربیع الاوّل 1325ھ، 15/اپریل 1907ء

(دیکھئے مجموعہ اشتہارات جلد 3 ص 578 اشتہار نمبر 276، طبع 1986ء جلد دوم، ص 705 اشتہار نمبر 285، طبع 1989ء جلد سوم ص 446 اشتہار نمبر 288، طبع 2018ء بعنوان ''مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ'' 15 اپریل 1907ء بمطابق یکم ربیع الاول 1325ھ بروز دوشنبہ ایضاً طبع قادیان 2019ء)

خدائی فیصلہ:

اللہ تعالیٰ کی نظروں میں چونکہ مرزا قادیانی کذاب و دجال اور جھوٹا تھا اس لیے اس دعا کے پورے ایک سال ایک ماہ گیارہ دن بعد یعنی 26 مئی 1908ء کو مرزا ہیضہ کی موت سے لاہور میں مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کی جماعت اور تمام مسلمانوں کو خوش کر دیا۔ مرزا کے مرنے کے بعد چالیس سال تک مولوی صاحب زندہ رہے اور 1948ء میں سرگودہا میں وفات پائی۔

☆مرزا صاحب کا ہیضہ سے مرنا☆

حوالہ نمبر 1:

''والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کیلئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضُعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضُعف تھا کہ آپ میری چار پائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کیلئے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضُعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے اس لیے میں نے چار پائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضُعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضُعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چار پائی پر گر گئے اور آپ کا سر چار پائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگر گوں ہو گئی''۔ (سیرت المہدی ج1 حصہ اول ص11، طبع جدید 2008ء روایت 12)

اس حوالہ سے مرزا قادیانی کا ہیضہ سے مرنا روز روشن کی طرح واضح ہے کیونکہ دست اور قے جب دونوں اکٹھے ہو جائیں تو اس کو ہیضہ کہتے ہیں نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی کا آخری سانس پاخانے اور قے کے مجموعے پر لیا یعنی پاخانہ اور قے پر مرا۔

مرزائی عذر:

مرزا صاحب ہیضہ کی مرض سے نہیں مرے اگر وہ ہیضہ سے مرتے تو ریل گاڑی میں انکی میت لے جانے کی اجازت ہرگز نہ ہوتی کیونکہ یہ قانوناً منع ہے حالانکہ مرزا کی لاش کو ریل گاڑی پر لاد کر قادیان لے جایا گیا۔

جواب نمبر 1:

مرزا قادیانی بقول اپنے ''انگریز کا خود کاشتہ پودا'' تھا اسلئے اس کی لاش کو ریل گاڑی پر لے جانا کچھ مشکل بات نہ تھی۔

جواب نمبر 2:

اس جواب کے دو مقدمے ہیں:

حوالہ نمبر 1: (الف)۔ ریل گاڑی مرزا قادیانی کے بقول دجال کا گدھا ہے۔ مرزا لکھتا ہے، ''ہمارے نزدیک **ممکن** ہے کہ دجال سے مراد با اقبال قومیں ہوں اور گدھا اُن کا یہی ریل ہو''۔ (ازالہ اوہام حصہ اول ص 146 روحانی خزائن جلد 3 ص 174)

(ب) مرزا نے 1908ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بالمقابل ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں کہا تھا کہ اگر میں مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مرجاؤں تو میں کذاب ودجال ٹھہروں گا۔

اب ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا دجال اور ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے (بقول مرزا کے) تو قدرت الٰہی نے دجال کیلئے اس کے گدھے پر سوار ہونے کا انتظام کردیا۔ چنانچہ 26 مئی 1908ء کو مرزا کی مولانا ثناء اللہ امرتسری کی زندگی میں ہیضہ سے موت ہوئی اور اس طرح مرزا قادیانی اپنے قول کے مطابق دجال ثابت ہوگیا۔۔۔ اور انگریزی پولیس اپنی نگرانی میں اُس (دجال) کی لاش لاہور سے قادیان بذریعہ ریل گاڑی (دجال کا گدھا) لے گئی۔

حوالہ نمبر 2:

مرزا قادیانی نے اپنے سسر میر ناصر نواب کو بلا کر کہا:

''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے''۔ (حیات ناصر ص 14 طبع اول دسمبر 1927ء قادیان)

مرزا صاحب کے اس اعتراف کے بعد کہ مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے اب کسی تاویل یا انکار کی گنجائش نہیں ہے واضح ہو کہ مرزا صاحب نے طب کی کتب بھی پڑھی ہوئی تھیں لہٰذا ان کا یہ کہنا قابل اعتبار ہوگا۔

مرزائیوں کا ایک اور عذر:

مرزا قادیانی نے اس آخری فیصلہ کے ذریعے مولوی ثناء اللہ کو مباہلہ کی دعوت دی تھی اور مولوی ثناء اللہ بالمقابل مباہلہ کیلئے تیار نہ ہوا اس لیے مرزا صاحب کا اس کی زندگی میں مرنا جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔

جواب:

یہ سراسر جھوٹ ہے مرزا کے اس آخری فیصلہ میں کوئی مباہلہ کا لفظ نہیں ہے نہ ہی اس میں یہ موجود ہے کہ مولوی ثناء اللہ بھی اس قسم کی دعا کریں یہ محض یک طرفہ دعا تھی جو مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگی جس کو خدا تعالیٰ نے قبول فرما کر فیصلہ کردیا۔ ''اس بات پر کہ مرزا صاحب کا یہ اشتہار محض یک طرفہ دعا ہے یا مباہلہ ہے''؟

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور میر قاسم علی قادیانی کا لدھیانہ میں 1912ء میں تحریری مناظرہ ہوا تھا جس میں

سردار بچن سنگھ وکیل کو ثالث مقرر کیا گیا تھا۔ اور دونوں حضرات نے تین تین صد روپیہ اس کے پاس جمع کرا دیا کہ جو اپنا دعویٰ ثابت کرے گا، اس کو یہ چھ صد روپیہ دے دیا جائیگا۔ بالآخر سردار بچن سنگھ نے فیصلہ مولوی ثناء اللہ امرتسریؒ کے حق میں کر دیا اور چھ صد روپیہ بھی ان کے حوالے کر دیا اس طرح مولانا صاحبؒ نے تین صد انعامی رقم سے اس مناظرہ کو ''فاتح قادیان'' کے نام سے شائع کیا جو کہ آج بھی سرگودھا سے دستیاب ہے۔ اب احتساب قادیانیت جلد 9/8 میں مولانا ثناء اللہ امرتسری مرحوم کے تمام رسائل شائع ہو چکے ہیں۔

نوٹ: اس کے باوجود بعض قادیانی پھر بھی اصرار کرتے ہیں کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے اسے مباہلہ قرار دیا ہے تو ان کی خدمت میں مولانا صاحب کا یہ جواب حاضر ہے:

''او ظالمو! تمہیں شرم نہیں آتی کہ دنیا کے کروڑہا مخالفوں میں سے جب کوئی مرتا تھا تو تمہارا دجال اکبر جھٹ سے کہا کرتا تھا کہ میری مخالفت اور مباہلہ سے مرا ہے۔ آج یہ کیا آفت تم پر آئی ہے کہ تم کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ جس اصول سے تمہارا دجال اکبر کام لیتا تھا آج اسی اصول سے تمہارے مخالف کیوں نہ لیں۔ (اخبار اہلحدیث، 19 جون 1908ء ص 3 کالم 2 تحت عنوان ''بےحیائی تیرا آسرا'')

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اگر مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے کسی جگہ لفظ ''مباہلہ'' کو ذکر کیا ہے تو وہ الزاماً مرزا قادیانی کے نظریات اور دعاوی کو پیش نظر رکھ کر کیا ہے۔ ویسے تو انہوں نے اس موضوع پر قادیانیوں سے تحریری مناظرہ میں کامیابی حاصل کر کے تین صد روپے انعام بھی وصول کیا۔ جس میں ثابت ہوا تھا کہ یہ مرزا قادیانی کی یک طرفہ دعا تھی مباہلہ نہیں تھا۔

﴿باب چہارم﴾

صداقت مرزا پر قادیانی دلائل اور ان کے جوابات

قادیانی صداقت مرزا پر حسب ذیل دلیلیں پیش کرتے ہیں:

1۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا والی دلیل:

''فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ'' ۔(یونس:16)

ترجمہ: ''اس سے پہلے بھی تو میں ایک بڑے حصے عمر تک تم میں رہ چکا ہوں پھر کیا تم اتنی عقل نہیں رکھتے۔''

مرزائی کہتے ہیں کہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت سے قبل کی زندگی جو کفار میں گزاری تھی کو بطور دلیل پیش کیا اسی طرح مرزا صاحب کی بھی نبوت سے قبل کی زندگی بے داغ ہے بعد کی زندگی پر الزامات لگائے گئے مگر چونکہ اس وقت مخالفت تھی اس لئے الزامات لگائے گئے تو مرزا کی پہلی زندگی دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بے داغ ہے اور مرزا صاحب خدا کے سچے نبی ہیں۔

جواب نمبر 1: نبی کی ساری زندگی پاک اور بے داغ ہوتی ہے بعد کی زندگی پر بحث سے فرار اختیار کرنا اس پر دال ہے کہ مرزا کی زندگی میں ضرور کچھ کالا کالا ہے۔حالانکہ مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے کہ ''آنحضرت ﷺ کو ہمیشہ مخالفوں نے امین اور صادق تسلیم کیا''۔

(ملفوظات، ج8، ص68 طبع قدیم، ملفوظات جلد چہارم ص409 طبع جدید تحت عنوان'' مَسِ شیطان کی حقیقت''، ملفوظ بابت 24 ستمبر 1905ء)

جواب نمبر 2: مرزا نے اپنی پہلی زندگی میں انگریز کی عدالت میں مقدمہ لڑ کر وراثت حاصل کی حالانکہ مرزائیوں کے نزدیک بھی نبی کسی کا وارث نہیں ہوسکتا۔

''نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِيَاءِ لَانَرِثُ وَلَانُوْرَثُ.'' [1]

(پاکٹ بک ص154 تحت عنوان باغ فدک ص163 زیرِ عنوان 'مسئلہ وراثت' تالیف ملک عبدالرحمٰن خادم گجراتی۔1910ء...... 1957ء طبع جدید)

---

[1] صحیح بخاری میں روایت اس طرح ہے:''لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ'' (صحیح البخاری کتاب الفرائض بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ. حدیث نمبر 6727، 6728 باب نمبر 3) **نوٹ:** لَانَرِثُ کے الفاظ قادیانی پاکٹ بک میں ہیں جس کا بارِ ثبوت بھی انہی پر ہے۔

جواب نمبر3:

آپ کا یہ صغریٰ اور کبریٰ ہی مسلّم نہیں ہے، یہ تو بالکل صحیح ہے کہ نبی کی نبوت سے پہلے کی زندگی بھی پاک وصاف اور بے داغ ہوتی ہے اور دعوائے نبوت سے بعد کی زندگی بھی پاک وصاف ہوتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس کی پہلی زندگی پاک و صاف اور بے عیب ہو وہ نبی بھی ہو جائے جس طرح نبی کیلئے ضروری ہے کہ وہ شاعر نہ ہو، وہ کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھے، جو جھوٹ نہ بولتا ہو لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ جو شاعر نہ ہو یا لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو یا جھوٹ نہ بولتا ہو وہ نبی بھی ہو جائے۔

جواب نمبر4:

مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں اور نہ میں معصوم ہوں ملاحظہ ہو: ''لیکن افسوس کہ بطالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔''

(کرامات الصادقین ص5 روحانی خزائن جلد 7 ص47)

جواب نمبر5:

مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے بہت عرصہ گم نامی کا گزارا ہے کہتا ہے: ''یہ اس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس برس سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے اور یہ تمام الہام براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب چھبیس (۲۶) برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک '' اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ '' اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا ۔۔۔ بلکہ اس قصبہ کے تمام لوگ اور دوسرے ہزارہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں در حقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو۔۔۔ اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے''۔ (تتمہ حقیقت الوحی 27،28 روحانی خزائن، جلد 22، ص459 تا 461)

جب مرزا قادیانی بقول اپنے ایسا گمنام تھا کہ اس کا نہ کوئی مخالف تھا نہ موافق بلکہ وہ ایک مردے کی طرح تھا جو صدہا سال سے قبر میں مدفون ہو تو اب ایسی زندگی کا بطور صفائی و دعویٰ پیش کرنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟؟؟؟

جواب نمبر6۔(ماں کی نافرمانی):

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو، حضرت نے کہا نہیں، یہ میں نہیں لیتا انہوں

نے کوئی اور چیز بتائی۔حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں، سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہوگیا۔۔۔۔خاکسار (مرزا بشیر احمد ایم اے) عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا کہ جس وقت اس عورت نے مجھے یہ بات سنائی تھی اس وقت حضرت صاحب بھی پاس تھے مگر آپ خاموش رہے''۔

(سیرت المہدی ج1 حصہ اول ص245 روایت نمبر 245، طبع جدید 2008ء، ص225،226 روایت نمبر 245)

ہر عقل مند بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا کی ماں کا مقصود ہر گز یہ نہیں تھا کہ تم سچ مچ راکھ ہی سے روٹی کھاؤ بلکہ بطور زجر کہا گیا تھا اور جہاں اس حوالہ سے مرزا صاحب کی بے وقوفی ثابت ہو رہی ہے وہاں مرزا صاحب کی ماں کی نافرمانی بھی ثابت ہو رہی ہے۔اب بتایئے کوئی نبی اپنی ماں کی نافرمانی کر سکتا ہے؟ اور وہ بھی معروف کام میں۔

جواب نمبر 7: مرزا قادیانی کا کردار جوانی میں بھی اچھا نہیں تھا

مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام دین بھی چلا گیا۔جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر اُدھر پھراتا رہا۔پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے......''۔

(سیرت المہدی ج1 حصہ اول ص43 روایت نمبر 49، طبع جدید 2008ء، ص38، روایت نمبر 49)

واضح ہو کہ مرزا کی عمر اس وقت 24/25 سال تھی کیونکہ پیدائش (حسب تحریر کتاب البریہ ص146، روحانی خزائن جلد13، ص177) 1839ء یا 1840ء ہے اور تاریخ ملازمت (حسب تحریر سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل ص154، روایت نمبر 150، طبع جدید 2008ء، ص140 روایت نمبر 150) 1864ء ہے۔نیز واضح ہو کہ یہ پنشن کی رقم معمولی نہ تھی بلکہ سات صد روپیہ تھی (سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل ص131، روایت 132، طبع جدید 2008ء، ص118، روایت 132) جو آج کل کے سات لاکھ کے برابر ہو سکتی ہے۔

اب مرزا صاحب کی عمر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اتنی خطیر رقم کو بھی ذہن میں رکھتے ہوئے خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں کہ آخر اتنی رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی؟ کیا حضرت صاحب اس وقت بچے تھے کہ امام دین آپکو بہلا پھسلا کر اور دھوکہ دے کر کہیں اور لے گیا اور ادھر اُدھر پھرانے کا کیا مطلب ہے؟ اگر مرزا صاحب اتنے بھولے اور چھوٹے تھے تو گھر والوں نے اتنی بڑی رقم لینے کیلئے انہیں کیوں بھیجا؟ ذرا غور فرمائیں کہ یہ لفظ کہاں کہاں کی غمازی کرتا ہے؟ پھر سوچیں کہ یہ روپیہ کوئی نیک کام میں خرچ

نہیں ہوا بلکہ ''اڑایا گیا'' اور اڑانا وہاں ہی بولا جاتا ہے جہاں کار خیر نہ ہو۔

ہم مرزائیوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ اس سات صد روپے کا حساب دیں کہ وہ کہاں کہاں خرچ ہوا؟ بصورت دیگر آپ کے نبی کی عصمت باقی نہیں رہتی اور آپ کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کی دعویٰ نبوت سے قبل کی زندگی بالکل بے داغ تھی۔

جواب نمبر 8:

نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اپنے گھر کے آدمیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنی صفائی کا اعلان کیا انہوں نے یک زبان ہو کر اعلان کیا کہ "مَاجَرَّبْنَا عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا" (صحیح البخاری کتاب التفسیر، سورۃ الشعراء باب نمبر 2 حدیث نمبر 4770) یعنی ہم نے آپ کو بار بار آزمایا پس ہم نے تجھ میں سچائی کے سوا کچھ نہیں پایا۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی اپنی صفائی میں مولوی محمد حسین پیش کرتا ہے جو کہ کچھ تھوڑا عرصہ اس کے ساتھ رہا تھا حالانکہ وہ مرزا قادیانی کے شہر کا رہنے والا بھی نہ تھا۔ [1]

حضور اکرم ﷺ کی صفائی تو آپ کے قبیلے کے سردار حضرت ابوسفیانؓ (المتوفٰی 20ھ) نے ہرقل بادشاہ کے سامنے اسوقت پیش کی تھی جبکہ ابھی انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (المتوفیہ 10 نبوی) جو آپ ﷺ کی رفیقہ حیات تھیں انہوں نے آپ کی پہلی زندگی کی صفائی پیش کی، جبکہ آپ کی طرف پہلی دفعہ جبرائیل امین آئے تھے اور آپ ﷺ کی آخری زندگی کی صفائی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (المتوفیہ 58ھ) پیش کر رہی ہیں فرماتی ہیں:

''كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ'' یعنی آپ کا اخلاق قرآن ہے۔

مرزا کی بیویوں کی گواہی:

اب مرزا قادیانی کی بیویوں کی گواہی و حالت سنیں: مرزا قادیانی اپنی پہلی بیوی فضل احمد اور سلطان احمد کی ماں المعروف ''پھجے دی ماں'' سے فضل احمد کی پیدائش کے بعد تقریباً 33 سال عملاً الگ رہا نہ اسے طلاق دی اور نہ ہی اسے بیوی کی طرح بسایا بلکہ عملاً مجرد رہ کر آیت کریمہ "فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ" (النساء:129)

---

[1] مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ ''ایک عرصہ سے یہ لوگ جو میرے کنبے سے اور میرے اقارب ہیں کیا مرد اور کیا عورت مجھے میرے الہامی دعاوی میں مکار اور دکاندار خیال کرتے ہیں اور بعض نشانوں کو دیکھ کر بھی قائل نہیں ہوتے۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد اوّل، ص 161، اشتہار نمبر 46، طبع 1985ء، ص 139 اشتہار نمبر 49 طبع 1989ء، ص 181 اشتہار نمبر 49 طبع 2018ء، تتمہ اشتہار دہم جولائی 1888ء ایضاً طبع قادیان 2019ء)

یعنی ''البتہ کسی ایک طرف پورے پورے نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ایسا بنا کر چھوڑ دو جیسے کوئی بیچ میں لٹکی ہوئی چیز۔'' (آسان ترجمۂ قرآن) کی صریح مخالفت کی۔اسی طرح وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء:19) یعنی ''اوران کے ساتھ بھلے انداز میں زندگی بسر کرو'' (آسان ترجمۂ قرآن) کی بھی صریح مخالفت ہوئی۔

حوالہ نمبر 1: حافظ نور محمد متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کئی دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ سلطان احمد (مرزا سلطان احمد صاحب) ہم سے سولہ سال چھوٹا ہے اور فضل احمد بیس برس اور اس کے بعد ہمارا اپنے گھر سے کوئی تعلق نہ رہا''۔(سیرت المہدی ج 1 حصہ دوم ص 63 روایت 382، طبع جدید 2008ء، ص 349، روایت نمبر 385)

حوالہ نمبر 2: ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر ''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں اسلئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی''۔(سیرت المہدی ج 1 حصہ اوّل ص 33 روایت 41، طبع جدید 2008ء، ص 30، روایت 41)

اس حوالہ کی چند سطور کے بعد لکھا ہے ''حتی کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ (مرزا کی پہلی بیوی) نے ان سے قطع تعلق نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ رہیں تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی''۔(سیرت المہدی ج 1 حصہ اول ص 34 روایت 41، طبع جدید 2008ء، ص 30، روایت 41)

نوٹ: مرزا نے دوسری شادی نصرت جہاں بیگم سے 1884ء میں کی تھی اور پھجے کی ماں کو 1892ء میں طلاق دی تھی اور 7 اپریل 1892ء میں محمدی بیگم کا نکاح سلطان محمد سے ہوا۔(دیکھیے آئینہ کمالات اسلام ص 286 روحانی خزائن جلد 5، ص 286)

2۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا والی دلیل: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا:

''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝'' (الحاقۃ: 46,45,44)

یعنی اگر محمد مصطفی ﷺ مجھ پر کوئی جھوٹا افترا باندھتے، میں ان کی شہ رگ کاٹ کر ہلاک کر دیتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ اگر مرزا قادیانی خدا تعالیٰ پر جھوٹا افترا کرتا تو اسے 23 سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جاتا اور اس کی شہ رگ کاٹ دی جاتی کیونکہ نبی اکرم ﷺ دعویٰ نبوت کے بعد 23 سال تک بقید حیات رہے۔

جواب نمبر 1: اس آیت کا سیاق وسباق دیکھیں تو بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کسی قاعدہ کلیہ کے طور پر

نہیں[1] بلکہ یہ قضیہ شخصیہ ہے اور صرف حضور ﷺ کے متعلق یہ بات کہی جا رہی ہے اور یہ بھی اس بناء پر کہ بائبل میں موجود تھا کہ اگر آنے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جلد مارا جائے گا: چنانچہ لکھا ہے:

''میں اُنکے لئے اُن ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرونگا اور اپنا کلام اُسکے منہ میں ڈالونگا اور جو کچھ میں اُسے حکم دونگا وہی وُہ اُن سے کہیگا۔ اور جو کوئی میری اُن باتوں کو جنکو وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنے تو میں اُنکا حساب اُس سے لونگا۔ لیکن جو نبی گستاخ بنکر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا میں نے اُسکو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے''۔ (کتاب استثنا 18:18 تا 20)

جواب نمبر 2: اگر مرزا قادیانی اور اس کے متبعین کے اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے تو کئی سچے نبی نعوذ باللہ جھوٹے بن جائیں گے اور کئی جھوٹے نبی سچے ہو جائیں گے۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور ان کے علاوہ کئی اور اسرائیلی پیغمبر بہت تھوڑی عمر میں یعنی دعوائے نبوت کے بعد 23 سال کی مدت کے اندر اندر شہید کر دیے گئے۔ مرزا کے اصول کے مطابق یحییٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء جو 23 سال کے اندر شہید ہوئے وہ جھوٹے بن جائیں گے نعوذ باللہ اور کئی جھوٹے نبی سچے ہو جائیں گے۔ جیسے بہاء اللہ ایرانی جو دعویٰ نبوت کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا، مرزا قادیانی کے اس اصول کے مطابق بہاء اللہ جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا سچا ثابت ہو رہا ہے۔ حالانکہ مرزائی اس کو جھوٹا مانتے ہیں۔ بہاء اللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ 1269ھ میں کیا تھا اور 1309ھ تک زندہ رہا تو اس کی بعد از دعویٰ نبوت کی زندگی چالیس سال بنتی ہے۔

(کتاب الفرائد بہائیوں کی کتاب ص 25، 26، الحکم 24 اُکتوبر 1904 ص 4، الحکم نمبر 38، 39 ج 8 مورخہ 10، 17 نومبر 1904ء ص 19 کالم 3)

جواب نمبر 3: مرزا قادیانی اپنی دلیل کی رو سے بھی جھوٹا ثابت ہوتا ہے اس کا دعویٰ نبوت اگرچہ محل نزاع ہے کیونکہ اس کے ماننے والے دو جماعتوں میں منقسم ہیں لاہوری گروپ اس کو نبی تسلیم نہیں کرتا اور نہ اس کا دعویٰ نبوت مانتا ہے اس کے برعکس قادیانی گروپ اس کو نبی مانتا ہے لیکن ان کی تحقیق یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دعوائے نبوت 1901ء میں کیا ہے اور اس کی موت 1908ء میں ہوئی۔ لہذا ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اپنی دلیل کے مطابق بھی جھوٹا ہے کیونکہ وہ 23 سال کی مدت کے اندر ہیضہ سے ہلاک ہوا۔

---

[1] اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان فرمایا ہے اور متعدد آیات اس کا بیّن ثبوت ہیں۔ نیز احادیث صحیحہ کے مجموعہ میں بھی بکثرت روایات اس پر دلالت کرتی ہیں۔ لہذا قادیانیوں کی اس تحریف کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ محض ان کا روایتی دجل ہے۔

جواب نمبر4:

بالفرض اگر یہ قانون عام بھی تسلیم کرلیا جائے تو سچے نبیوں کے متعلق ہوگا جھوٹے نبیوں کو مہلت مل سکتی ہے۔فرعون، نمرود اور بہاؤاللہ ایرانی وغیرہ کو جنہوں نے خدائی اور نبوت کا دعویٰ کیا ان کو بھی مہلت ملی اور جب مرزا کا دیگر دلائل سے جھوٹا ہونا ثابت ہوگیا تو ان پر یہ قانون نہ لگے گا پہلے مرزا کے سچا نبی ہونے کا ثبوت پیش کرو۔

اہم فائدہ:

مرزا پر جب علماء نے اعتراض کیا کہ بعض ایسے مفتری بھی ہیں جو23 سال کے اندر اندر ہلاک نہ ہوئے جیسے اکبر بادشاہ اور روشن دین جالندھری وغیرہ۔اگر23 سال کے اندر ہلاک ہونا ضروری ہے تو یہ لوگ جنہوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے تھے23 سال کے اندر اندر ہلاک کیوں نہ ہوئے؟

تو مرزا قادیانی نے اس کا یہ جواب دیا کہ جن جھوٹوں کے نام آپ پیش کرتے ہیں،آپ ثابت کریں کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا ہو اور اپنے پر وحی نازل ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہو پھر وہ23 سال تک زندہ رہے ہوں۔کیونکہ ہماری تمام تر بحث وحی نبوت میں ہے۔مطلق دعوے میں نہیں۔

(دیکھیئے ضمیمہ اربعین نمبر4 ص11،روحانی خزائن جلد17 ص477،ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص4 تا6 روحانی خزائن جلد17 ص42،44)

3۔ خسوف وکسوف والی دلیل

پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں رمضان المبارک کے مہینہ میں چاند اور سورج گرہن ہوگا۔یہ نشان مرزا قادیانی پر پورا ہوتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی حدیث نبوی کے مطابق سچا مہدی ہے۔

قادیانی دلیل کا اجمالی جائزہ:

مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ خواہ کیسی ہی مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ حدیث کیوں نہ ہو اگر اُس کی مسیحیت اور منشاء کے خلاف ہوتی تو فوڑا رد کردیتا تھا۔اور اس کے بالمقابل خواہ کیسی ہی ضعیف سے ضعیف یا موضوع روایت ہی کیوں نہ مل جائے فوڑا اُسے قبول کر کے اپنی مسیحیت کی تائید میں ڈھنڈورا پیٹنا شروع کردیتا تھا۔چنانچہ دارقطنی کی رمضان المبارک میں خسوف وکسوف کے اجتماع کی روایت اِس کی روشن دلیل ہے۔مرزا قادیانی نے 1891ء میں کتاب ازالہ اوہام تحریر کی۔اُس میں لکھا ہے کہ:"محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے"۔(روحانی خزائن،جلد3،ص344،379)

لیکن جب خود مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو ازالہ اوہام کے تقریباً 5 برس بعد ایک رسالہ انوار الاسلام لکھا جو 6 ستمبر 1894ء کوشائع ہوا۔ اُس میں اپنی مہدویت کی تائید میں دار قطنی کی رمضان المبارک میں خسوف وکسوف والی روایت کوپیش کیا۔
جب 5 برس مزید گزرے تو اپنی مسیحیت کا طلسم 1899ء میں رسالہ حقیقت المہدی لکھ کران الفاظ میں توڑ دیا کہ:
''اس قسم کی تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے بارہ میں ہیں ہرگز قابل وثوق اور قابل اعتبار نہیں ہیں''۔

(حقیقت المہدی صفحہ نمبر الف، روحانی خزائن جلد 14 ص 429)۔

ہم کہتے ہیں کہ جب مہدی کے آنے کے بارے میں تمام حدیثیں قابل اعتبار نہیں ہیں تو پھر مرزا قادیانی آنجہانی نے خود مہدویت کا دعویٰ ہی کیوں کیا؟ اب آگے دیکھئے۔ 1903ء میں ایک کتاب ''تذکرۃ الشہادتین'' لکھی۔ اس کے صفحہ 2 پر یہ لکھ مارا کہ ''وہ آخری مہدی جو تنزلِ اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو (۱۳۰۰) برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی، وہ میں ہی ہوں''۔ (روحانی خزائن، جلد 20، ص 3، 4)

خلاصہ یہ ہوا کہ 1891ء میں مہدی کا انکار کر دیا، 1894ء میں مہدی ہونے کا دعوی کر دیا پھر 1899ء میں مہدی ہونے کا انکار کر دیا اور 1903ء میں پھر مہدی ہونے کا دعوی کر ڈالا۔

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

اب ہم ''دار قطنی'' کی رمضان المبارک میں خسوف وکسوف کی اس روایت کا حال بیان کرتے ہیں جس کو مرزا قادیانی نے اپنے دعویٰ مہدویت کی تائید میں پیش کیا ہے۔

عَنْ عَمْرِ و بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيّ قَالَ اِنَّ لِمَهْدِيِنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْ نَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَ تَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِى النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَامُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ "۔

(سنن دار قطنی جلد 1، جز ثانی ص 45 حدیث نمبر 1777، کتاب العیدین باب صفة صلاة الخسوف و الكسوف و هيئتهما)

ترجمہ: عمرو بن شمر جابر سے اور جابر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے مہدی کے لئے دونشان ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ زمین وآسمان کی پیدائش جب سے ہوئی کبھی ان کا ظہور نہیں ہوا۔ (وہ دونشان یہ ہیں) چاند گرہن ہوگا، رمضان کی پہلی رات میں

(یا قمر کی پہلی رات میں جو مہینہ کی چوتھی شب ہے کیونکہ مہینہ کی راتوں میں یہ پہلی رات ہے۔ جس کے چاند کو محاورہ عرب میں صرف قمر کہا جاتا ہے۔ اس لئے قمر کی پہلی رات چاند کی چوتھی شب ہوئی) اور سورج گرہن رمضان کے نصف میں ہوگا۔ (یعنی چودہ پندرہ تاریخ کو) اور وہ چاند گرہن اور سورج گرہن ایسے ہیں کہ جب سے آسمان و زمین اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں، کبھی ایسے گرہنوں کا ظہور نہیں ہوا۔

''دار قطنی'' کی اس روایت کو مرزا قادیانی نے اپنے اوپر چسپاں کرتے ہوئے رسالہ ''انوار الاسلام'' میں جو 5 ستمبر 1894ء کو تحریر کیا کہ ''دوسرا نشان مہدی موعود کا یہ ہے کہ اس کے وقت میں ماہ رمضان میں خسوف کسوف ہوگا۔ اور پہلے اس سے جیسا کہ منطوق حدیث صاف بتلا رہا ہے۔ کبھی کسی رسول یا نبی یا محدث کے وقت میں خسوف کسوف کا اجتماع رمضان میں نہیں ہوا۔ اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت کے وقت میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن اکٹھے نہیں ہوئے اور اگر کوئی کہے کہ اکٹھے ہوئے ہیں تو بارِ ثبوت اس کے ذمہ ہے''۔ (انوار الاسلام، ص 47 روحانی خزائن جلد 9 ص 48)

خسوف وکسوف کے متعلق قادیانیوں کے متضاد بیانات:

قادیانی جماعت کے مشہور عالم اور مناظر عبدالرحمٰن خادم گجراتی (1910ء ____ 1957ء) اب جو فوت ہو چکے ہیں اُن کی کتاب 'احمدیہ پاکٹ بک' کے تین مختلف ایڈیشن اس وقت ہمارے سامنے موجود ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

مطبوعہ 1934ء

1۔ یہ خسوف وکسوف 1896ء میں ہوا۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص 497)

2۔ یہ خسوف وکسوف 1897ء میں ہوا۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص 94)

مطبوعہ 1938ء

1۔ یہ خسوف وکسوف 1896ء میں ہوا۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص 170)

2۔ یہ خسوف وکسوف 1897ء میں ہوا۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص 855)

مطبوعہ 1952ء

یہ چاند اور سورج گرہن 1894ء بمطابق رمضان 1311ھ میں ظاہر ہوا۔

(احمدیہ پاکٹ بک ص 139، 588، 1020 طبع قدیم، جدید ایڈیشن کا نام تبدیل کر دیا گیا ہے اب یہ صرف ''پاکٹ بک'' ہے۔ پاکٹ بک ص 87 تحت عنوان'' صداقت مسیح اَز روئے بائبل''، ص 366 تحت دلائل صداقت حضرت مسیح موعود، دلیل نمبر 14، ص 636، 637 تحت عنوان ''میرے لئے دو گرہن'')

چاندگرہن کے متعلق متضاد بیانات:

1۔ چاندکو یہ گرہن 21 مارچ 1894ء کولگا تھا۔ (احمدیہ پاکٹ بک ص طبع جدید 366 تحت دلیل مذکور)

2۔ چاندگرہن 22 مارچ 1894ء کولگا تھا۔ (مختصر حالات مسیح موعود، صفحہ ل ملحقہ براہین احمدیہ قدیم)

3۔ چاندگرہن 6 اپریل 1894ء کولگا تھا۔ (احمدیہ پاکٹ بک مطبوعہ 1952ء ص 589)

4۔ چاندگرہن 1894ء میں ہوا۔ (احمدیہ پاکٹ بک، طبع جدید ص 636، 637 تحت عنوان ''میرے لئے دوگرہن'')

نوٹ: مختصر حالات مسیح موعود صفحہ ل ملحقہ براہین احمدیہ قدیم میں سورج گرہن 16 اپریل 1894ء کولگا تھا، درج ہے۔

روایت کا تحقیقی جائزہ:

جس قدر علامتیں امام مہدی کی حدیثوں میں آئی ہیں ان میں سے کوئی ایک علامت بھی مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ اہل بیت رسول اور بنی فاطمہ سے ہوں گے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دنیا فنا نہ ہوگی جب تک کہ ایک شخص میرے اہل بیت سے عرب کا بادشاہ نہ بنے گا پھر اُس کی ایک علامت یہ بیان فرماتے ہیں کہ اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا یعنی عبداللہ۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد تھا اور اُس کے باپ کا نام غلام مرتضٰی تھا۔ قوم کا سیّد نہیں بلکہ مغل تھا۔

حدیثوں میں مہدی موعود کی نسبت ''مِنْ اَهْلِ بَيْتِي، مِنْ عِتْرَتِي، مِنْ وُلْدِ فَاطِمَةَ'' آیا ہے۔ کیونکہ سچے امام مہدی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے۔ اسی بناء پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پوتے امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے مہدی کی دونشانیاں ہیں اور مرزا صاحب فاطمی نہیں تھے۔

آیتین:

پیشگوئی میں دوسرا لفظ آیتین ہے۔ آیت کھلی نشانی کو کہتے ہیں۔ ''جس کی مانند اُس کے اظہار سے پہلے اس کی مثل کوئی چیز واقع نہ ہوئی ہو اور وہ بےنظیر ہو''۔ ورنہ پھر سچے مہدی اور جھوٹے مہدی میں تمیز کرنی مشکل ہو جائے گی۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ چاند کی 13، 14، 15 تاریخیں خسوف کے لئے اور 27، 28، 29 کسوف کے لئے مقرر ہیں اور یہ نظام کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ چنانچہ مرزا صاحب کے زمانہ میں بھی حسب سابق ایسا ہی ہوا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب سچے مہدی نہ تھے۔

اگر سچے مہدی ہوتے تو اُن کے لئے کوئی ایسا مخصوص نشان ظاہر ہوتا جو دوسرے جھوٹے مہدیوں سے اُن کو ممتاز کر دیتا۔ حالانکہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں محمد احمد مہدی سوڈان میں، بہاء اللہ ایران میں اور مسٹر ڈوئی امریکا میں اپنے دعوائے مہدویت کے ساتھ زندہ موجود تھے۔

دارقطنی کی روایت کے جوابات:

جواب نمبر 1:

مرزا قادیانی صاحب جس روایت کو حدیث نبوی بنا کر پیش کرتے ہیں یہ سراسر جھوٹ ہے، پیغمبر خدا پر بہتان عظیم ہے اور صریح دھوکہ ہے۔ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ امام محمد باقر کا قول ہے جو دارقطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

جواب نمبر 2: امام محمد باقرؒ (57ھ۔114ھ) کا یہ قول سند کے لحاظ سے انتہائی ساقط اور مردود ہے۔ یہ قول مع سند یوں ہے:

"عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمْرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ"۔

(سنن الدار قطنی للامام الکبیر علی بن عمرَ الدار القطنی 306ھ---385ھ جلد1، جز ثانی ص45 حدیث نمبر 1777، کتاب العیدین باب صفة صلاة الخسوف و الکسوف و هیئتهما)

اس عبارت میں پہلا راوی عمرو بن شمر ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ "لَيْسَ بِشَيْءٍ ---- زَائِغٌ كَذَّابٌ---- رَافِضِيٌّ يَشْتِمُ الصَّحَابَةَ---- وَيَرْوِي الْمَوْضُوْعَاتِ عَنِ الثِّقَاتِ---- مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ---- لَايُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ----مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ"۔

(میزان الاعتدال ج 3 ص268، 269، راوی نمبر 6384، دار المعرفۃ بیروت لبنان)۔

حاصل عبارت یہ ہے کہ یہ شخص کچھ حیثیت نہیں رکھتا ہے۔۔۔ جادۂ اعتدال سے ہٹا ہوا کذاب ہے۔۔۔ رافضی ہے، صحابہ پر تبرا کرتا ہے۔۔۔ اور موضوع روایات کو ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر کے روایت کرتا ہے (باوجود خود ضعیف ہونے کے ثقہ رواۃ کی مخالفت کرتا ہے)۔۔۔ منکر الحدیث ہے۔۔۔ اس کی روایت کو نہیں لکھا جاتا۔ (بسبب دین کے معلوم ومعروف قواعد کے خلاف روایت کرنے کے)۔۔۔ اس کی حدیث کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

علامہ شمس الدین ذہبیؒ (673ھ۔748ھ) جو فن رجال کے امام ہیں وہ اس راوی کی مذمت میں نو جملے لکھتے ہیں جن سے

واضح ہوتا ہے کہ اس راوی کی روایت ہرگز قابل اعتبار نہیں۔

دوسرا راوی ہے جابر، اس نام کے بہت سے راوی ہیں جن میں ایک جابر جُعفی ہے۔ جس کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (80ھ۔150ھ) فرماتے ہیں کہ مجھے جس قدر جھوٹے لوگ ملے ہیں جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں ملا۔

(تہذیب التہذیب، جلد اول ص554، 555، طبع دارالحدیث قاہرہ)

تیسرا راوی محمد بن علی ہے اس نام کے بہت سے راوی گزرے ہیں اس کی کوئی دلیل نہیں کہ اس محمد بن علی سے مراد محمد باقر ہی ہوں۔ کیونکہ عمرو بن شمر کی عادت تھی "یَرْوِیْ الْمَوْضُوْعَاتِ عَنِ الثِّقَاتِ" کہ وہ موضوع روایت ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر کے روایت کیا کرتا تھا۔ جس روایت کی سند کا یہ حال ہو وہ کیسے قابل حجت ہو سکتی ہے۔

جواب نمبر3:

بفرض محال اگر اسے امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کا صحیح قول مان بھی لیا جائے تو مرزا قادیانی پھر بھی جھوٹا ہے کیونکہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے زمانہ میں رمضان کی تیرہ تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ اس قول کے مطابق مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس زمانہ میں چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو اور سورج گرہن پندرہ تاریخ کو لگے گا۔

مرزائی عذر:

قانون قدرت یہ ہے کہ چاند گرہن ہمیشہ تیرہ، چودہ، پندرہ چاند کی تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ میں لگتا ہے اور سورج گرہن چاند کی ستائیس، اٹھائیس اور انتیس میں سے کسی ایک تاریخ کو لگتا ہے۔ آج تک چاند کی پہلی تاریخ میں چاند گرہن اور پندرہ تاریخ میں سورج گرہن نہیں لگا۔ لہذا امام محمد باقرؒ کے قول میں "لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ" سے مراد گرہن کی ان راتوں میں سے پہلی رات یعنی تیرھویں کی رات مراد ہے اور "فِی النِّصْفِ مِنْہُ" سے سورج گرہن کی تین تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیس (28) مراد ہے اور مرزا صاحب کے زمانہ میں رمضان کی تیرہ (13) کو چاند گرہن اور اٹھائیس (28) کو سورج گرہن لگا تو یہ گرہن امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق ہو گیا۔

جواب نمبر1:

روایت کے الفاظ اس بے ہودہ تاویل کے ہرگز متحمل نہیں ہو سکتے۔ آپ نے فرمایا "لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ"

نہ کہ ''لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ لَیَالِی الْکُسُوْفِ'' تیرہ رمضان کو کوئی احمق بھی اول رمضان نہیں کہتا اور نہ ہی ''فِیْ النِّصْفِ مِنْہُ '' سے مراد اٹھائیس تاریخ مراد لی جا سکتی ہے۔ اٹھائیس تاریخ، ستائیس، اٹھائیس، انتیس تاریخوں میں درمیانی کہلا سکتی ہے، ان تاریخوں کی نصف نہیں ہو سکتی، اور نہ ہی کوئی احمق اٹھائیس تاریخ کو نصف رمضان کہہ سکتا ہے۔

جواب نمبر2: مرزا قادیانی کی یہ تاویل اس لئے بھی باطل ہے کہ اس قول میں دو مرتبہ یہ جملہ آیا ہے کہ ''لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ'' یعنی ہمارے مہدی کے یہ دو نشان ایسے ہوں گے کہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں تب سے ایسے نشان ظاہر نہیں ہوئے ہوں گے۔

یہ قول اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے، ''اَوَّلُ لَیْلَۃٍ '' سے یکم رمضان اور ''نِصْفُ مِّنْہُ'' سے پندرہ رمضان مراد لی جائے کیونکہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں ان تاریخوں میں چاند اور سورج کو کبھی گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا قادیانی سے قبل ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے مرزا سے قبل 45 سال کے عرصہ میں تین مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں گرہن لگ چکا ہے۔

جواب نمبر3:

1829ء میں ایک مشہور انگریز مسٹر کیتھ نے انگریزی زبان میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ''یوز آف دی گلوبس'' تھا۔ یہ کتاب لندن میں طبع ہوئی۔ مسٹر کیتھ نے اس کتاب میں 1801ء سے 1901ء تک کی پورے سو برس کے آئندہ گہنوں کی فہرست درج کی ہے۔ اُس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سو سال کے اندر 5 مرتبہ خسوف و کسوف کا اجتماع رمضان المبارک میں ہوا ہے۔

دوسری کتاب 1256ھ میں ''حدائق النجوم'' فارسی زبان میں مطبع محمدی لکھنو سے چھپی۔ اس کتاب کی فہرست میں 63 برس کے اندر تین گرہنوں کا اجتماع رمضان المبارک میں لکھا ہے اور یہ تین اجتماع ایسے ہیں کہ دونوں کتابوں کے مصنف اس پر متفق ہیں۔

''حدائق النجوم'' ص 702 تا 707 اور ''یوز آف دی گلوبس'' ص 272 تا 276 اور مسٹر نارمن لوکیئر کی کتاب ''اسٹرونومی'' ص 102 جدول خسوف وکسوف کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ 13 صدیوں میں 18ھ سے 1313ہجری تک 60 مرتبہ رمضان المبارک میں اجتماع خسوف وکسوف ہوا۔

اگر 13 تاریخ اور 28 تاریخ کو رمضان میں خسوف وکسوف ہونا نشان ہے تو روایت کے بموجب ہر ایک گرہن کو ہی نشان بننا چاہیے تھا اور ہر ایک کو ہی بے نظیر ہونا چاہیے تھا۔ مگر مذکورہ فہرست سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک سو برس کے عرصہ میں چاند گرہن رمضان کی 13 تاریخ کو پانچ مرتبہ ہوا یعنی 1263ھ، 1267ھ، 1291ھ، 1311ھ، 1312ھ اور سورج گرہن 28 رمضان کو چھیالیس برس میں چھ مرتبہ ہوا۔ اور دونوں کا اجتماع ان تاریخوں میں تین مرتبہ ہوا کیا ایسے گرہنوں کو نشان کہہ سکتے ہیں؟ حالانکہ اس دوران بیسیوں افراد نبوت ومہدویت کے دعویٰ کے ساتھ مخلوق خدا کو گمراہ کرتے رہے۔ مثلاً

صالح بن طریف برغواطی:

1۔ صالح بن طریف نے برغواطہ (شمالی افریقہ) کے اکثر مما لک کا حکمران بن کر 127ھ میں نبوت اور مہدی اکبر ہونے کا دعویٰ کیا اور 174ھ تک تخت نشین بھی رہا۔

2۔ اُس کے زمانہ میں 162ھ میں رمضان المبارک میں خسوف وکسوف ہوا۔

3۔ اُس کے دعویٰ نبوت کی مدت 47 برس ہے۔

4۔ اُس کے خاندان میں قریباً تین سو برس بادشاہت رہی اور ساتھ جھوٹی نبوت بھی چلتی رہی۔

(عبرت خیز صحیفہ رحمانیہ نمبر 8،9، در احتساب قادیانیت جلد 5، ص 137، 138)

ابو منصور عیسیٰ:

1۔ یہ بھی صالح بن طریف کی نسل میں سے تھا اور برغواطہ (شمالی افریقہ) کے اکثر مما لک کا حکمران رہا اور 341ھ میں دعویٰ نبوت کیا۔

2۔ رمضان المبارک 346ھ میں اس کے وقت میں خسوف وکسوف کا اجتماع ہوا۔

3۔ 23 برس دعویٰ نبوت کے بعد 368ھ میں مارا گیا۔ (دوسری شہادت آسمانی، ص 35 در احتساب قادیانیت، جلد 7، ص 331)

علی محمد باب:

1۔ علی محمد باب نے 1240ھ میں ایران میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔

2۔ اُس کے زمانہ میں 1267ھ مطابق 1851ء رمضان میں خسوف وکسوف کا اجتماع ہوا۔

(دوسری شہادت آسمانی، ص 32 در احتساب قادیانیت، جلد 7، ص 328)

پینتالیس برس کی قلیل مدت میں گہنوں کا نقشہ ملاحظہ ہو

نمبر شمار	چاند یا سورج گہن	جزئی یا کلی	عیسوی سن	ہجری سن	انگریزی: مہینہ	انگریزی: تاریخ	عربی: مہینہ	عربی: تاریخ	وقت گہن	
(۱)	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جولائی	۱۳	رمضان	۱۳	رات آٹھ بجے	یہ گہن ہندوستان میں مرزا قادیانی کے دعویٰ سے قبل ہوا جبکہ اس کی عمر گیارہ یا بارہ برس کی ہوگی۔
	سورج		〃	〃	جولائی	۲۸	رمضان	۲۸	دن نو بجے	
(۲)	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۱	مارچ	۲۱	رمضان	۱۳	رات آٹھ بجے	یہ گہن ہندوستان میں ہوا ہی نہیں بلکہ امریکہ میں ہوا جس وقت مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت وہاں موجود تھا۔
	سورج		〃	〃	اپریل	۶	رمضان	۲۸	دن نو بجے	
(۳)	چاند	کلی	۱۸۹۵	۱۳۱۲	مارچ	۱۱	رمضان	۱۳	آٹھ بجے رات	یہ گہن ہندوستان میں ہوا لیکن یہ اس حدیث کا مصداق نہیں کیوں کہ اس سے قبل ایک ہی صدی میں اس گہن کی نظیر موجود ہے
	سورج		〃	〃	〃	۲۶	رمضان	۲۸		

مرزا قادیانی: مرزا قادیانی نے 1311ھ میں رمضان المبارک میں واقع ہونے والے جس خسوف وکسوف کو اپنی صداقت کا نشان ظاہر کیا ہے۔ پہلی بات تو یہی ہے کہ 1311ھ کا خسوف وکسوف ہندوستان میں نہیں ہوا بلکہ امریکا میں ہوا جہاں مسٹر ڈوئی نے مسیح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا ہوا تھا اور سوڈان میں اُنہی دنوں میں محمد احمد نے مہدی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر رکھا تھا۔ اگر 1311ھ کا خسوف وکسوف مرزا قادیانی کے لئے نشان بن سکتا ہے تو پھر محمد احمد سوڈانی اور مسٹر ڈوئی کے لئے کیوں نہیں بن سکتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ تین دعوے داروں میں سے دو کو جھوٹا ٹھہرایا جائے اور تیسرے کے لئے صداقت کی دلیل ٹھہرائی جائے۔ نیز صالح بن طریف، ابومنصور عیسیٰ اور علی محمد باب کے لئے یہ خسوف وکسوف نشان کیوں نہیں بن سکتا۔ مَاهُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔

خلاصہ کلام:

1- مرزا نے 1894ء کے اجتماعِ کسوف وخسوف کو اپنی صداقت کی دلیل بنایا ہے جبکہ یہ اس کے کذب پر دلالت کر رہی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس تاریخ کو جس کیفیت کے ساتھ گہن لگے بالکل اُس تاریخ کو اُسی کیفیت کے ساتھ اُس سے 223 سال قبل بھی گہن لگ چکا ہوتا ہے اور اس کے 223 سال بعد پھر اسی کیفیت سے لگنا ہوتا ہے۔ چنانچہ جب 1894ء میں اجتماع ہوا تو اس سے 223 سال پہلے بھی لگ چکا تھا اور 223 سال بعد پھر لگے گا۔ یہ بات ''لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ'' کے خلاف ہے۔

2- 1894ء کے 223 سال قبل یا بعد تو مکمل طور پر اسی کیفیت سے اجتماع ہوا یا ہوگا جس کیفیت سے 1894ء میں ہوا لیکن صرف ایک سال بعد 1895ء میں پھر اجتماع ہوا جو کامل طور پر اس کیفیت کا تو نہ تھا مگر بہر حال ان ہی تاریخوں میں یہ اجتماع ہوا یہ بھی ''لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ'' کے خلاف ہے اس سے پہلے یعنی 1894ء سے 45 سال قبل 1849ء میں بھی ایسا ہی ناقص اجتماع ہوا تھا تو ''لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ'' کیسے رہا؟؟؟

3- 1849ء کے اجتماع کے وقت محمد علی باب مدعی مہدی موجود تھا۔ کیا وہ سچا تھا اگر سچا تھا اُس کے لیے یہ گرہن نشان کیوں نہ بنا اور مرزا کے لیے کیوں بن گیا جب کہ بابی اس کی صداقت کی اہم دلیل یہی گرہن پیش کرتے ہیں۔ نیز بابی اور بہائی 1872ء میں بھی یہ اجتماع مانتے ہیں اور اسے بہاء اللہ کی صداقت کی دلیل مانتے ہیں۔ کیا وجہ ہے ایسے خسوف وکسوف کے اجتماع بہائیوں اور بابیوں کے لیے دلیل نہ ہوں اور مرزائیوں کے لیے ہوں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس اجتماع کے وقت مرزا قادیانی قریباً 9 یا 10 سال کا بچہ تھا۔

﴿باب پنجم﴾

بحث ثانی رفع ونزول مسیح علیہ السلام

تنقیح موضوع:

مرزائی عموماً عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق حیات و وفات کے عنوان پر بحث کرتے ہیں حالانکہ یہ عنوان بالکل غلط ہے قادیانیوں نے بڑی مکاری وعیاری سے کام لیتے ہوئے اس غلط عنوان کوموضوع بحث بنا رکھا ہے موضوع بحث درحقیقت رفع و نزول عیسےٰ علیہ السلام کے عنوان سے ہونا چاہیے۔اس لیے کہ رفع ونزول کے لیے حیات ووفات لازم ہے۔لیکن حیات وفات کے لئے رفع وعدمِ رفع لازم نہیں۔

☆ایک اہم اصول اور عسل مصفٰی کی اہمیت:

مرزائیوں کے ساتھ بحث کرنے سے پہلے یہ طے کرلینا چاہیے کہ فریقین اگر آیات قرآنی کی تفسیر وتشریح اپنی مرضی و رائے سے کریں گے تو بحث کا کوئی فائدہ نہ ہوگا،تم اپنے معنی بیان کروگے اور ہم اپنا معنی بیان کریں گے اور بحث کا حاصل کچھ نہ نکلے گا،اسلئے مناسب ہے کہ تیرہ صدیوں میں سے چند ایسے مفسرین ومجددین کا انتخاب کرلیں جن کی بات ہر دوفریق تسلیم کریں۔

چودھویں صدی کے مفسّرین ومجدّدین کی بات بے شک نہ مانو، تیرہ صدیوں میں سے ایک مفسّر ومجدّد کا انتخاب کرلو جس کا بیان کیا ہوا معنی اور تفسیر معتبر اور قول آخری مانا جائے۔اور مجددین میں سے ان مجدّدین کا انتخاب کرتے ہیں جو فریقین کے نزدیک مسلّم ہیں اور مرزائیوں کے مسلّم مجدّدین کی فہرست کتاب ''عسل مصفّٰی'' میں موجود ہے۔یہ بھی واضح ہو کہ یہ کتاب عسل مصفّٰی وہ کتاب ہے جو مرزا صاحب کے مریدِ خاص مرزا خدا بخش نے لکھی۔اور وہ خود کتاب کی تمہید میں لکھتا ہے کہ:

''جب عاجز نے بوقتِ اوّل ایڈیشن کتاب عسلِ مصفّٰی بحضور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پیش کی تو وہ کتاب کو دیکھ کر بہت مسکرائے۔بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا کہ آپ ہی ہر روز بعد نماز مغرب اس کو سنا دیا کریں۔چنانچہ بہ تعمیلِ ارشاد کئی ماہ تک مغرب سے عشاء تک سناتا رہا اور بعض دفعہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ بعض صاحبان نے مجھے مغرب سے پہلے کہہ دیا کہ آج ہم کچھ بحضور مسیح علیہ السلام سننا چاہتے ہیں تو میں کتاب ہمراہ نہ لے جاتا مگر،حضرت اقدس کو اس قدر دلچسپی اس کتاب سے ہوگئی تھی کہ جب میرے ہاتھ میں کتاب نہ دیکھتے تو فرماتے کیوں کتاب نہیں لائے جاؤ،لاؤ اور سناؤ۔''

(عسل مصفّٰی ج 1 ص 7 ایڈیشن دوم)

اس سے واضح ہوا کہ یہ کتاب مرزا صاحب کی مصدّ قہ ہے اور اس کے اندر جو مجدد ین کی فہرست ہے وہ مرزا غلام احمد کے نزدیک بھی مسلّم مجدد ین ہیں اب ہم کتاب عسلِ مصفیٰ سے فہرست نقل کرنے سے پہلے مرزا قادیانی کی زبانی مجدّد کی تعریف پیش کرتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

مجدّد کی تعریف:

''جولوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدّدیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اللہ ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اور ان کی باتیں از قبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض از قبیل کوشیدن اور وہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرد قال سے اور خدا تعالیٰ کے الہام کی تجلّی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کیوقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اور ان کی گفتار و کردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ بکلی مصفّا کئے گئے اور بتمام وکمال کھینچے گئے ہیں''۔

(فتح اسلام ص9،10 برحاشیہ روحانی خزائن جلد3 ص7)

نیز مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب شہادت القرآن میں لکھتا ہے کہ ''یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گم شدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں، خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے''۔ (شہادت القرآن ص48 روحانی خزائن ج6 ص344)

''وہ مجدد خدائے تعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لَدُنِیَّہ وآیاتِ سماویہ کے ساتھ''۔

(ازالہ اوہام حصہ اول ص154 روحانی خزائن جلد3 ص179)

تیرہ صدیوں کے مجدّ دین کی فہرست

یہاں پر عسل مصفّٰی سے تیرہ صدیوں کے مجددین کے نام درج کیے جا رہے ہیں۔ان میں کسی قسم کی غلطی قادیانیوں کی قلم کاری کا شاخسانہ ہوگی، ہم اس سے بری الذمہ ہیں:

پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدّد تسلیم کئے گئے ہیں:

(1) عمر بن عبدالعزیز (2) سالم (3) قاسم (4) مکحول

علاوہ ان کے اور بھی اس صدی کے مجدد مانے گئے ہیں چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنٰی ہوتا ہے وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہ مانا جاتا ہے اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں جیسے انبیاء بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا تو دوسرے اس کے تابع ہو کر کارروائی کرتے تھے چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجمیع صفات حسنٰی حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔

دوسری صدی کے مجدّد اصحاب ذیل ہیں:

(1) امام محمد ادریس ابوعبداللہ شافعی (2) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (3) یحیٰ بن معین بن عون غطفانی (4) اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (5) ابوعمرو مالکی مصری (6) خلیفہ مامون رشید بن ہارون (7) قاضی حسن بن زیاد حنفی (8) جنید بن محمد بغدادی صوفی (9) سہل بن ابی سہل بن رنحلہ الشافعی (10) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبی ابوعبداللہ صوفی بغدادی (11) اور بقول قاضی القضاۃ علامہ عینی احمد بن خالد الخلال ابوجعفر حنبلی بغدادی۔

تیسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں:

(1) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (2) ابوالحسن اشعری متکلم شافعی (3) ابوجعفر طحاوی ازدی حنفی (4) احمد بن شعیب (5) ابوعبدالرحمٰن نسائی (6) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی (7) حضرت شبلی صوفی (8) عبیداللہ بن حسین (9) ابوالحسن کرخی وصوفی حنفی (10) امام بقی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجدّد اصحاب ذیل ہیں:

(1) امام ابوبکر باقلانی (2) خلیفہ قادر باللہ عباسی (3) ابوحامد اسفرائنی (4) حافظ ابونعیم (5) ابوبکر خوارزمی حنفی (6) بقول شاہ ولی اللہ ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری (7) امام بیہقی (8) حضرت ابوطالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیاء سے

ہیں (9) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (10) ابو اسحاق شیرازی (11) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ ومحدث۔

پانچویں صدی کے مجدّ داصحاب ذیل ہیں:

(1) محمد بن محمد ابو حامد امام غزالی (2) بقول عینی و کرمانی حضرت راعونی حنفی (3) خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی باللہ عباسی (4) عبداللہ بن محمد انصاری ابواسماعیل ہروی (5) ابو طاہر سلفی (6) محمد بن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی

چھٹی صدی کے مجدّ داصحاب ذیل ہیں:

(1) محمد بن عمر ابوعبداللہ فخر الدین رازی (2) علی بن محمد (3) عزالدین بن عبدالسلام[1] (4) امام رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (5) یحیٰی بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت (6) یحیٰی بن اشرف بن حسن محی الدین نووی (7) حافظ عبدالرحمٰن ابن جوزی۔ (8) حضرت عبدالقادر جیلانیؒ سرتاج طریقہ قادری۔

ساتویں صدی کے مجدّ داصحاب ذیل ہیں:

(1) احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (2) تقی الدین ابن دقیق العید (3) شاہ شرف الدین مخدوم بھائی سندی (4) حضرت معین الدین چشتی (5) حافظ ابن القیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی درعی دمشقی حنبلی (6) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابومحمد عفیف الدین یافعی شافعی (7) قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ الشبلی حنفی دمشقی

آٹھویں صدی کے مجدّ داصحاب ذیل ہیں:

(1) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (2) حافظ زین الدین عراقی شافعی (3) صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (4) علامہ ناصر الدین شازلی بن سنت میلی

نویں صدی کے مجدّ داصحاب ذیل ہیں:

(1) عبدالرحمٰن بن کمال الدین شافعی معروف بہ امام جلال الدین سیوطی (2) محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی (3) سید محمد جونپوری مہتدی اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں۔ (4) حضرت امیر تیمور صاحبِ قرآن، فاتح عظیم الشان۔

---

[1] عسل مصفّٰی کے ان مجددین کے ناموں میں املاء کی کافی غلطیاں ہیں جنہیں ہم نے درست نہیں کیا مگر اب چند ایک مقام پر اصلاح ناگزیر تھی۔ یہاں بھی 'عزالدین بن کثیر' لکھا ہوا تھا حالانکہ اصل میں 'عزالدین بن عبدالسلامؒ' ہیں۔ ان کی پیدائش 577ھ اور وفات 660ھ میں ہوئی۔ جبکہ حافظ عمادالدین ابن کثیر آٹھویں صدی ہجری کے بزرگ ہیں اور قادیانیوں نے انہیں مجددین کی فہرست میں شامل نہیں کیا۔ ان کی پیدائش 700ھ اور وفات 774ھ میں ہوئی ہے۔

دسویں صدی کے مجدّد اصحاب ذیل ہیں:

(1) ملاعلی قاری (2) محمد طاہر فتنی گجراتی، محی الدین محی السنہ (3) حضرت علی بن حسام الدین معروف بہ علی متقی ہندی مکی

گیارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں:

(1) عالم گیر پادشاہ غازی اورنگ زیب (2) حضرت آدم بنوری صوفی (3) شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف بامام ربانی مجدد الف ثانی

بارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں:

(1) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (2) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (3) سید عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکیانی (4) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (5) امام شوکانی (6) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر یمن (7) محمد حیات بن ملازیہ سندھی مدنی۔

تیرھویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں:

(1) سید احمد بریلوی (2) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (3) مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی (2) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (5) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے، ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض مما لک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو اور ہمیں اطلاع نہ ملی ہو۔ (عسل مصفٰی جلد اوّل ص 162 تا 165 ایڈیشن دوم)

نوٹ ﴾ مرزا خدا بخش کی اس دی گئی فہرست میں تیرہ صدیوں کے مجددین کی تعداد تراسی (۸۳) بنتی ہے۔

کتاب عسل مصفّٰی کی تائید وتوثیق: واضح ہو کہ مولوی خدا بخش مصنف کتاب عسلِ مصفّٰی اپنی اس کتاب کے صفحہ 6 اور 7 پر لکھتا ہے کہ حکیم نور الدین بھیروی، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مولوی محمد احسن امروہی نے اس رسالہ کو نہایت ہی پسند فرمایا۔ آگے لکھتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رئیس قادیان مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام (نَعُوْذُبِاللّٰہِ) نے بھی اس ناچیز رسالے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے سننے سے اظہار خوشی فرمایا۔........ سو دوسری وجہ جو اس کتاب کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ یہی ہے کہ خود ہادی امام میری ناچیز خدمت کو نظر قبولیت سے دیکھتے ہیں۔ (دیکھئے کتاب عسل مصفّٰی جلد 1 ص 43 ایڈیشن دوم)

مرزائی سوال: مرزائی عموماً سوال کرتے ہیں کہ چودھویں صدی کا مجدّد کون ہے کیونکہ ان کے نزدیک آنجہانی مرزا غلام احمد

قادیانی ہی چودھویں صدی کا مجدّ د ہے۔

جواب: ہم جواب میں **چودھویں صدی کے مجدّ دین کے ضمن میں یہ نام** پیش کرتے ہیں:

1) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی (1833ء--1880ء) بانی دارالعلوم دیوبند۔ 2) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (1863ء--1943ء)۔ 3) حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی (86-1885ء--1944ء) بانی تبلیغی جماعت۔ 4) سید المحدثین حضرت مولانا سید علامہ انور شاہ کشمیری (1875ء---1933ء)

مجدّ دیت کے متعلق چند ضروری وضاحتیں

مرزائی ناواقف مسلمانوں سے اس انداز میں پوچھتے ہیں کہ چودھویں اور تیرھویں صدی کے مجدّ د کون ہیں؟ کہ وہ سوچنے لگ جاتے ہیں کہ شاید اس کے جانے بغیر ہمارا ایمان ناقص رہ جائے گا قادیانیوں کی اس دھوکہ دہی سے بچنے کے لیے یہ جاننا چاہیے کہ:

1- مجدد پر ایمان لانا ضروری نہیں ہے۔

2- مجدد کو بھی اپنے مجدد ہونے کا علم ہونا ضروری نہیں ہے، ہوسکتا ہے کہ ایک شخص مجدد ہو لیکن اسے اپنے اس مقام کا علم نہ ہو۔

3- ایک وقت میں ایک مجدد ہونا ضروری نہیں ہے، بیک وقت مختلف دینی شعبوں کے حوالہ سے کئی مجدد بھی ہوسکتے ہیں۔

4- مجدد ایک اعلیٰ درجہ کا عالم اور بزرگ ہی ہوسکتا ہے، مرزا قادیانی اس معیار پر پورا اترنے کی اہلیت نہ رکھتا تھا نہ وہ بزرگ تھا نہ ہی عالم تھا۔

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کی ایک لاجواب دلیل

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ قرآن حکیم اہل کتاب کے تمام بنیادی اختلافات کے لئے بطور حَکَم آیا ہے جیسا کہ قرآن کریم کا خود دعویٰ ہے: "وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ "۔(النحل :64)

ترجمہ: "اور ہم نے تم پر یہ کتاب اسی لئے اتاری ہے تاکہ تم ان کے سامنے وہ باتیں کھول کھول کر بیان کردو جن میں انہوں نے مختلف راستے اپنائے ہوئے ہیں، اور تاکہ یہ ایمان لانے والوں کے لئے ہدایت اور رحمت کا سامان ہو"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے: ''ہم نے اس کو اس لئے تجھ پر اتارا ہے کہ تا امور متنازعہ فیہ کا اس سے فیصلہ کر دیں اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت کا سامان طیار کر دیں''۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم 655، روحانی خزائن جلد 3 ص 454)

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کے عقائد: اب ہم عیسائیوں کے عقائد کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق درج ذیل عقائد رکھتے ہیں۔ 1- تثلیث 2- الوہیت مسیح 3- ابنیت 4- صلیب اور کفارہ 5- رفع جسمانی اور نزول جسمانی۔ اسی طرح یہود کے بھی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق چند خیالات پائے جاتے ہیں رفع اور نزول کے علاوہ یہودیوں اور عیسائیوں کے تمام غلط عقائد کی قرآن مجید نے بڑے صریح الفاظ میں تردید کی ہے ملاحظہ ہو:

عیسائیوں اور یہودیوں کے غلط عقائد کا قرآن مجید سے رد:

ردِّ تثلیث:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (المائدہ :73)

ترجمہ: البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے''۔

ردِّ الوہیت مسیح:

'' لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ.''(المائدہ:72)

ترجمہ: ''وہ لوگ یقیناً کافر ہو چکے ہیں جنھوں نے یہ کہا ہے کہ اللہ مسیح ابنِ مریم ہی ہے''۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

ردِّ ابنیت:

'' وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔''(توبہ:30)

ترجمہ: ''اور نصرانی یہ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہ سب ان کی منہ کی بنائی ہوئی باتیں ہیں۔ یہ ان لوگوں کی سی باتیں کر رہے ہیں جو ان سے پہلے کافر ہو چکے ہیں۔ اللہ کی مار ہو ان پر! یہ کہاں اوندھے بہکے جا رہے ہیں''۔ (آسان ترجمہ قرآن)

ردِّ صلیب: ''وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ ''۔(النساء:157)

ترجمہ: ''اور نہیں قتل کیا انہوں نے اس کو اور نہ سولی دیا اس کو''۔

ردِّ کفارہ: ''وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ''۔(بنی اسرائیل:15، فاطر:18)

ترجمہ: ''اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا''۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

اب رہا عیسائیوں کا عقیدہ رفع ونزول، تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس کی قرآن مجید نے کہاں تردید کی ہے۔ اگر یہ عقیدہ بھی دوسرے عقائد کی طرح غلط اور باطل تھا تو قرآن مجید کو صریح الفاظ میں جیسے ''مَا رُفِعَ، لَمْ يُرْفَعْ، لَا يَنْزِلُ'' وغیرہ صریح الفاظ سے تردید کرنی چاہیے تھی جب کہ ہم بلا خوف وتردّد یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی ایسا اشارہ تک نہیں پایا جاتا اور نہ حدیث کے ذخیرہ میں کوئی ایک حدیث اس مضمون کی ملتی ہے بلکہ اس کے برعکس قرآن اور حدیث نے بڑے زوردار الفاظ میں ان کے اس عقیدہ کی تائید کی ہے اگر قرآن مجید اس عقیدہ کی تائید نہ بھی کرتا بلکہ صرف سکوت اختیار کرتا تو بھی ان کا یہ عقیدہ درست اور صحیح ماننا پڑتا۔ قادیانیوں نے خود اس اصول کو تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے۔ ''اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعی صلیب کے متعلق قرآن شریف کیا کہتا ہے اگر یہ خاموش ہے تو پتہ چلا کہ یہود ونصاریٰ اپنے خیالات میں حق پر ہیں''۔

(ریویو آف ریلیجنز اپریل 1919ء ج18 شمارہ نمبر 4 ص149، 150 بمطابق رجب 1337ھ)

رفع ونزول کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ

حوالہ نمبر 1:

''یہ کہہ کر وہ اُنکے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھالیا گیا اور بدلی نے اُسے اُنکی نظروں سے چھپالیا۔ اور اُسکے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے اُنکے پاس آ کھڑے ہوئے۔ اور کہنے لگے اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو؟ یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھایا گیا ہے اِسی طرح پھر آئیگا جس طرح تم نے اسے آسمان پر جاتے دیکھا ہے''۔ (رسولوں کے اعمال 1:9،10،11)

حوالہ نمبر 2:

''پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں۔ اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے۔ ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جنکا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے اسکی سننا۔ اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنیگا، وہ امت میں سے نیست ونابود کر دیا جائیگا بلکہ سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے

کلام کیاان سب نے ان دنوں کی خبر دی ہے"۔(رسولوں کے اعمال3:19 تا25)

حوالہ نمبر3:

"غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیااور خدا کی دہنی طرف بیٹھ گیا"۔(مرقس16:19)

حوالہ نمبر4:

"جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا"۔(لوقا24:51)

حوالہ نمبر5:

"یسوع نے اس سے کہا مجھے نہ چھو کیونکہ میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں"۔(یوحنا20:17)

حوالہ نمبر6:

"اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دیگا۔اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی"۔(متی24 : 30)

حوالہ نمبر7: "۔۔۔اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اسکے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے"۔(متی 63:26،64)

مرزا قادیانی کا اعتراف:

1۔ "آنحضرت ﷺ کے زمانے میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول ص419 روحانی خزائن جلد3 ص318)

2۔ "وَاِنَّ عَقِیْدَةَ حَیَاتِہٖ قَدْ جَاءَ تْ فِیْ الْمُسْلِمِیْنَ مِنَ الْمِلَّةِ النَّصْرَانِیَّةِ."

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص39 روحانی خزائن جلد22 ص660)

ترجمہ:"اور یہ کہ اس کی (عیسیٰ علیہ السلام کی) حیات کا عقیدہ ملت نصرانیہ سے مسلمانوں میں آیا ہے"۔[1]

---

[1] قادیانی ترجمہ:اوران کے حیات کا عقیدہ عیسائی مذہب سے مسلمانوں میں در کر آیا ہے۔(اردو ترجمہ الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص 94)

مرزائی عذر نمبر 1:

قرآن مجید نے جب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کر دیا تو اس سے عیسائیوں کے رفع اور نزول کا عقیدہ خود بخود باطل ہو گیا قرآن مجید میں تیس سے زائد آیات وفاتِ عیسیٰ کے بارے میں موجود ہیں۔[1]

جواب: تیس آیات نہیں اگر تیس پارے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کر دیں تو اس سے عیسائیوں کے رفع اور نزول کے عقیدہ کی تردید نہیں ہو گی کیونکہ خود عیسائی موت کے تو قائل ہیں لیکن ساتھ ساتھ موت کے تین دن بعد زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بہ جسد عنصری نازل ہونے کے بھی قائل ہیں اگر عیسائیوں کا رفع و نزول کا یہ عقیدہ غلط ہے تو ضرورت اس کی تردید کی ہے، صرف موت سے اس عقیدہ کی تردید نہیں ہوگی۔ (عقیدہ موت کیلئے دیکھو لوقا 23:46 تا 53، 24:1 تا 10)

مرزائی عذر نمبر 2:

''اور یہ بیان بھی صحیح نہیں ہے کہ عیسائیوں کا ''مُتَّفَقٌ عَلَيه'' یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ دنیا میں پھر آئیں گے کیونکہ بعض فرقے ان کے حضرت مسیح کے فوت ہو جانے کے قائل ہیں اور حواریوں کی دونوں انجیلوں نے یعنی متی اور یوحنا نے اس بیان کی ہرگز تصدیق نہیں کی کہ مسیح درحقیقت آسمان پر اٹھایا گیا۔ (ازالہ اوہام حصہ اول ص 419، 420 روحانی خزائن ج 3 ص 319)

جواب نمبر 1: غلط بالکل غلط یہ مرزا کی یا تو صریح کذب بیانی ہے یا اس کی جہالت کیونکہ ان دونوں کتابوں میں اس عقیدہ کا ذکر موجود ہے اس کے حوالے ماقبل گزر چکے ہیں۔

جواب نمبر 2: دروغ گو را حافظہ نہ باشد کے مصداق مرزا قادیانی اپنی اسی کتاب ازالہ اوہام حصہ اول ص 248 روحانی خزائن جلد 3 ص 225 پر تحریر کر چکا ہے کہ:

''کیونکہ تمام فرقے نصاریٰ کے اسی قول پر متفق نظر آتے ہیں کہ تین دن تک حضرت عیسیٰ مرے رہے اور پھر قبر میں سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور چاروں انجیلوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے''۔ اس عبارت میں مرزا خود تسلیم کر چکا ہے کہ عیسائیوں کے تمام فرقے اور چاروں انجیلیں اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ لہٰذا اعتراض ہی ختم ہو گیا اور ہمارا سوال علیٰ حالہ قائم رہا جس کا مرزائیوں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

---

[1] مرزا قادیانی نے ازالۂ اوہام حصہ دوم صفحہ 598 تا 627 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 423 تا 438 پر لکھی ہیں۔

مرزائی عذر نمبر 3:

ایلیا نبی کے متعلق یہودیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھایا گیا ہے اور پھر دوبارہ نازل ہوگا جس طرح عیسائیوں کا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عقیدہ ہے تو کیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا غلط؟؟ اگر غلط ہے تو قرآن وحدیث سے اس کی تردید دکھائیں اور اگر تردید نہ پائی جائے اور قرآن وحدیث خاموشی اختیار کریں تو تمہارے اصول کے مطابق ثابت ہوا کہ یہودیوں کا ایلیا کے بارے میں یہ عقیدہ ٹھیک ہے جیسا کہ تم ہمیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہو۔

جواب نمبر 1:

یہ اصول صرف ہمارے نزدیک ہی مسلّم ۔۔۔نہیں ہے بلکہ یہ اصول قادیانیوں نے بھی تسلیم کیا ہے جیسا کہ ریویو آف ریلیجنز کا حوالہ گزر چکا ہے۔

لہذا تمہارے اس تسلیم شدہ اصول کے مطابق اگر قرآن مجید نے ایلیا علیہ السلام کی آمد ثانی کی تردید نہیں کی تو ثابت ہوا کہ ان کا یہ عقیدہ درست ہے بقول شخصے:

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جواب نمبر 2:

یہودیوں کے اس عقیدہ کی تردید کا مطالبہ قرآن وحدیث سے کرنا صریح حماقت اور جہالت ہے اس لیے کہ ایلیا کا تذکرہ ایجابی یا سلبی رنگ میں قرآن وحدیث میں مذکور نہیں لہذا ان کا محض بائبل یا تورات میں ذکر ہونا کافی نہیں بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ان کا ذکر قرآن وحدیث میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ ایلیا کو عیسیٰ علیہ السلام پر قیاس کرنا غلط ہے یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔ [1]

اعتراض: یہودی ایلیا کے بجسدہ آنے کے منتظر تھے حالانکہ ایلیا سے مراد ان کا مثیل یوحنا نبی تھا اسی طرح عیسیٰ سے مراد بھی ان کا مثیل مراد ہے نہ کہ بعینہ عیسیٰ بن مریم۔

---

[1] مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''حضرت ایلیا علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور یہودیوں کے دلوں کو مسیح موعود سے پہلے آکر درست کرنا بدیہی البطلان ہوا۔ ہاں یہ مسئلہ بغیر قرآن کریم پر ایمان لانے کے سمجھ میں نہیں آتا اور اگر توریت پر ہی حصر رکھا جائے تو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسیح ہرگز نبی صادق نہیں تھا۔ (ضیاء الحق ص 42 روحانی خزائن ج 9 ص 305)

جواب: اس ساری کہانی کا دارومدار بھی بائبل وغیرہ پر ہے جو عقلاً اور نقلاً محرف ہے قرآن وحدیث سے اس کی کوئی نظیر ہو تو پیش کیجئے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق قرآن وحدیث میں ہے۔مرزا قادیانی بھی اس کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ''تمام فیضوں کا سرچشمہ قرآن ہے، نہ انجیل نہ تورات۔جو قرآن کو چھوڑ کر ان کی طرف جھکتا ہے وہ مرتد ہے اور کافر۔

(ملفوظات ج3 ص208 طبع قادیان زیرعنوان ''مسیح کو آنحضرتؐ پر فضیلت نہ دو'' ملفوظات ج5، ص283، طبع لندن، زیرعنوان ''مسلمانوں کی دینی حالت، آنحضرتؐ اور مسیح کا مقابلہ''3 اپریل 1903ء)

اسی طرح مزید لکھتا ہے کہ ''بلکہ سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک رڈی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ ان میں ملائے گئے تھے۔جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبدّل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں۔چنانچہ اس واقع پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔پس جبکہ بائبل محرف مبدل ہو چکی تھی۔۔۔۔۔'' (چشمہ معرفت ص255 روحانی خزائن ج23 ص266، مزید دیکھئے روحانی خزائن ج1 ص393، ج15 ص142، ج18 ص239، 240، ج20 ص4، ج23 ص225)

خلاصہ کلام: کلام سابق سے یہ بات روز روشن سے زیادہ واضح ہوگئی کہ اصل بحث رفع ونزول کی ہے نہ کہ حیات ووفات کی جس کو مرزائیوں نے اپنی چالاکی اور عیاری سے موضوع بحث بنا رکھا ہے۔

اثبات رفع ونزول باقوال مرزا قادیانی اَزرُوئے قرآن مجید

مرزا قادیانی خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ونزول قرآن مجید سے ثابت کرتا ہے۔چند ایک حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ نمبر1:

''اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانہ میں آنے کی قرآن شریف میں پیشگوئی موجود ہے''۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص675 روحانی خزائن جلد3 ص464)

حوالہ نمبر2: ''هُوَ الَّذِيَ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ.''(الصف:10)

(اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا)۔

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا......خداوند کریم نے مسیح کی پیش گوئی میں ابتدا سے اس عاجز کو بھی شریک

کررکھا ہے یعنی حضرت مسیح پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی طور پر اس کا محل اور مورد ہے''۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ در حاشیہ ص499,500، روحانی خزائن جلد 1 ص593، 594، مثلہٗ ازالہ اوہام حصہ دوم ص675 در روحانی خزائن جلد 3، ص464، چشمہ معرفت صفحہ 83، روحانی خزائن جلد 23 ص 91)

حوالہ نمبر3: مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

''عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَ **عَلَيْكُمْ** وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا۔ [1]

خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنّم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا میں اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کردیں گے''۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم بر حاشیہ 505، 506 روحانی خزائن جلد 1 ص601-602)

مرزائی عذر:

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا نے براہین احمدیہ کے ان حوالوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے عقیدہ کو صراحتاً تسلیم کیا ہے لیکن یہ محض رسمی طور پر لکھ دیا گیا ہے جیسا کہ مرزا نے اعجاز احمدی ص7 روحانی خزائن جلد 19 ص113، پر اعتراف کیا ہے۔

جواب نمبر1:

یہ عقیدہ رسمی نہیں بن سکتا اس لئے کہ مرزا نے اس کے ثابت کرنے میں آیات قرآنیہ پیش کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ رسمی طور پر نہیں لکھا بلکہ یہ قرآنی طور پر لکھا ہے۔ (یہ بھی واضح رہے کہ عقیدہ رسمی یا غیر رسمی نہیں ہوتا۔ یہ بھی مرزا قادیانی کی من گھڑت اصطلاح ہے۔)

---

[1] مرزا قادیانی نے آیت قرآنی غلط لکھی ہے۔ بطور حوالہ ہم نے اسے اسی طرح لکھا ہے۔ صحیح آیت مبارکہ اس طرح ہے۔ عَسَىٰ رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا۔۔۔ الخ (بنی اسرائیل:8)

جواب نمبر2:

مرزا قادیانی نے جس کتاب میں یہ عقیدہ لکھا ہے وہ بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کی گئی ہے۔مرزا قادیانی اُس وقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے (خودساختہ) ملہم، ماموراور مجدد تھا اوراس کتاب پردس ہزار کا اشتہار بھی دیا گیا تھا۔

(دیکھیے روحانی خزائن جلد1 ص24 تا52، روحانی خزائن جلد5 ص657،سرمہ چشم آریہ جدید، روحانی خزائن جلد2 ص319 مجموعہ اشتہارات جلد1 ص20، اشتہار نمبر10، طبع 1986ء ص25، اشتہار نمبر13 طبع 1989ء ص30 اشتہار نمبر13 طبع لندن 2018ء، بعنوان ''اعلان دربارہ معموریت من اللہ نیز بغرض اہتمام حجت اشاعت خط، ایضاً طبع قادیان 2019ء)

نوٹ: مجدّ د کی تعریف آپ اس بحث کی ابتدامیں پڑھ چکے ہیں،اُس کی روشنی میں درج بالا عبارت کو ذہن نشین کرلیں۔

جواب نمبر3: یہ رسمی عقیدہ یا اجتہادی غلطی اس لئے بھی نہیں ہوسکتی کہ یہ کتاب بقول مرزا صاحب نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہےاوراس کا نام ''قطبی'' بتایا گیا ہے یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔

(دیکھیے براہین احمدیہ حصہ سوم درحاشیہ ص,248/249 روحانی خزائن جلد1 ص274،275)

تو اگراس کے اس عقیدہ کورسمی عقیدہ یا اجتہادی غلطی کہہ کرغلط قرار دیا گیا تو یہ قطبی نہیں رہے گی اوراس کے دلائل مستحکم اورغیر متزلزل نہیں ہوں گے خصوصاً جب کہ (بقولِ مرزا) نبی اکرم ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں آچکی اورآپ کی مبارک نظر سے گذرچکی تو آپ نے ایسی فاش غلطی جو مرزا صاحب کے نزدیک شرک عظیم ہے اس کو آپ نے کس طرح نظرانداز کردیا۔

دیکھو مرزا کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا شرک عظیم ہے:

"فَمِنْ سُوْءِ الْاَدَبِ اَنْ يُّقَالَ اِنَّ عِيْسٰى مَامَاتَ وَاِنْ هُوَ اِلَّا شِرْكٌ عَظِيْمٌ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ وَيُخَالِفُ الْحِصَاةَ بَلْ هُوَ تُوُفِّيَ كَمَثَلِ اِخْوَانِهٖ وَمَاتَ كَمَثَلِ أَهْلِ زَمَانِهٖ وَاِنَّ عَقِيْدَةَ حَيَاتِهٖ قَدْ جَاءَ تْ فِيْ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمِلَّةِ النَّصْرَانِيَّةِ"۔(الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص39، روحانی خزائن جلد22 ص660)

ترجمہ: ''پس یہ کہنا بے ادبی ہوگی کہ عیسیٰ فوت نہیں ہوئے اور یہ شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔اور یہ ہے بھی عقل کے خلاف۔ بلکہ وہ (عیسیٰ) اپنے دوسرے (رسول) بھائیوں کی طرح فوت ہوگئے اوراپنے ہم عصر لوگوں کی طرح وفات پاگئے اور ان کی حیات کا عقیدہ عیسائی مذہب سے مسلمانوں میں درکرآیا ہے''۔(اردو ترجمہ، الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی، ص94)

جواب نمبر4: یہ اجتہادی غلطی اس لیے بھی نہیں بن سکتی کہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب میں کوئی دعویٰ اورکوئی دلیل اپنے قیاس سے نہیں لکھی۔(دیکھیے براہین احمدیہ، جلد دوم صفحہ 99 روحانی خزائن، جلد1، ص88)

اثبات رفع ونزول اَزرُوئے احادیث باقوال مرزا قادیانی

مرزا قادیانی خودرفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام احادیث سے ثابت کرتا ہے۔چند ایک حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

حوالہ نمبر 1:

''مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے بالاتفاق قبول کرلیا ہے جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے انجیل بھی اُس کی مصدّق ہے۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص557 روحانی خزائن جلد3 ص400)

تواتر کا حکم بھی مرزا صاحب کی تحریر سے ملاحظہ فرمائیں: ''تواتر ایک ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کی رُو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے''۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص556 روحانی خزائن جلد3 ص399)

حوالہ نمبر 2:

''اب پہلے ہم صفائی بیان کیلئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کیساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کررہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے انہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں''۔ (توضیح مرام ص3، روحانی خزائن جلد3 ص52)

حوالہ نمبر 3:

''وَالنُّزُوْلُ اَیْضاً حَقٌّ نَظَرًا عَلٰی تَوَاتُرِ الْاٰثَارِ۔وَقَدْ ثَبَتَ مِنْ طُرُقٍ فِی الْاَخْبَارِ۔

"و نزول از روئے تواتر آثارهم راست است. چراکه از طرق متعدده ثابت گشته"۔

(انجام آتھم ص158، روحانی خزائن ج11، ص158)

یعنی ''اور عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا بھی حق ہے کیوں کہ احادیث اس بارہ میں متواتر ہیں اور یہ امر مختلف طرق سے ثابت ہے''۔

حوالہ نمبر 4:

''صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا''

(ازالہ اوہام حصہ اول ص81، روحانی خزائن جلد3 ص142)

نوٹ: یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں بلکہ کنز العمال میں مذکور ہے۔قادیانیوں کیلئے چونکہ مرزا قادیانی کی تحریرات حجت ہیں اس لئے الزامی طور پر مذکورہ حوالہ لکھا جاتا ہے۔اور یہ حوالہ مرزا قادیانی کے جھوٹوں میں بھی شمار ہوسکتا ہے۔ہمارا مطالبہ ہے کہ آسمان کا لفظ صحیح مسلم سے دکھاؤ۔

اثباتِ رفع ونزول مسیح از روئے اجماع امت باقوالِ مرزا قادیانی

اب ہم مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں سے ثابت کرتے ہیں کہ رفع ونزول کا عقیدہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے۔

1۔ ''ہاں تیرہویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے''۔

(ازالۂ اوہام حصہ اوّل ص185 ،روحانی خزائن جلد3 ،ص189)

2۔ ''**تمام مسلمانوں کا اِس بات پر اتفاق ہے** کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسٰی علیہ السلام ابنِ مریم ہوگا اور یہ پیشگوئی بخاری اور مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے اور بالضرورت اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ ایک مسیح موعود آنے والا ہے''۔

(شہادۃ القرآن ص2 روحانی خزائن جلد6 ،ص298)

3۔ ''مسیح موعود کے بارہ میں جو احادیث میں پیش گوئی ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ جس کو صرف آئمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو وبس، بلکہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ **یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آتی ہے**۔ گویا جس قدر اُس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے اسی قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اُس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے''۔(شہادۃ القرآن ص8 روحانی خزائن جلد6 ص304)

4۔ ''**اس پر اتفاق ہوگیا ہے** کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہوجائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی''۔(ایام الصلح ،ص136 ،روحانی خزائن جلد14 ،ص381)

5۔ ''ایک دفعہ ہم دلّی میں گئے تھے۔ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مدفون اور حضرت عیسٰیؑ کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔یہ نسخہ تمہارے لئے مفید ہوا یا مضر؟

(ملفوظات جلد10 ص300 بوقت 2 مئی 1908ء بعد نماز عصر طبع جدید جلد پنجم ص579 بعنوان وفات مسیح کا نسخہ)

دلائل اثبات رفع ونزول از روئے قرآن مجید

آیت نمبر 1:

"وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۖ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ." ﴿آل عمران:54﴾

ترجمہ: "اور اِن کافروں نے (عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف) خفیہ تدبیر کی، اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی۔ اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔" (آسان ترجمۂ قرآن)

طرزِ استدلال:

یہود نامسعود کی تدبیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی تھی اور انہوں نے آپ کو قتل کرنے کی پوری کوشش کی جس کا اللہ تعالیٰ نے وَمَكَرُوْا میں ذکر فرمایا ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر کا ذکر فرمایا اور اپنی تدبیر کو بہتر بتایا ان کی تدبیر ناکام ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب ہوگئی، چنانچہ **"یہوداہ اسکریوتی"** جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے تھا، تیس روپے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوانے کیلئے اس مکان میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ کی شکل میں تبدیل کردیا اور عیسیٰ کو اپنی کمال قدرت سے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا کہ تم میں سے کون ہے جو میری جگہ گرفتاری پیش کرے ایسا کرنے والے کے لئے میں جنت کا ضامن ہوں۔ **"یہوداہ اسکریوتی"** نے اپنے آپ کو عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ پیش کیا اور وہ سولی پر لٹکا دیا گیا جبکہ عیسیٰ علیہ السلام ملائکہ کے ذریعہ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ دونوں اقوال میں سے جو قول بھی معتبر مانا جائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع بہر صورت ثابت ہے۔

مذکورہ بالا آیت کی تمام مفسرین نے یہی تفسیر بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس تدبیر کا ذکر کیا ہے۔ کوئی ایک مفسر رمجدد پیش نہیں کیا جا سکتا جس نے یہاں پر عیسائیوں اور مرزائیوں کی تدبیر بیان کی ہو۔

نکتہ:

"مــکـــر" کہتے ہیں لطیف خفیہ تدبیر کو۔ اگر اچھے مقصد کیلئے ہو تو اچھا ہے اور برائی کیلئے ہو تو برا ہے۔ اسی لئے "وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ." (فاطر:43) میں مکر کے ساتھ سَيِّئُ کی قید لگائی ہے اور یہاں خدا تعالیٰ کو "خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ" کہا۔ مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کردیں حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیے کہ یہ شخص (مَعَاذَ اللہ) ملحد ہے، تورات کو بدلنا چاہتا ہے، سب کو بد دِین بنا کر چھوڑے گا۔ اس نے مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم دے دیا ادھر یہ ہو رہا تھا اور ادھر حق تعالیٰ کی لطیف اور خفیہ تدبیر ان کے توڑ میں اپنا کام

کررہی تھی جس کا آگے ذکر آئے گا۔ بے شک خدا کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے جسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔

﴿تفسیر عثمانی از علامہ شبیر احمد عثمانی ص 71﴾

آیت نمبر 2:

" اِذْقَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ."

(آل عمران:55)

ترجمہ: (اِس کی تدبیر اُس وقت سامنے آئی) جب اللہ نے کہا تھا کہ "اے عیسیٰ! میں تمہیں صحیح سالم واپس لے لوں گا، اور تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا، اور جن لوگوں نے کفر اپنالیا ہے اُن (کی ایذا) سے تمہیں پاک کردوں گا۔ اور جن لوگوں نے تمہاری اتباع کی ہے، اُن کو قیامت کے دن تک ان لوگوں پر غالب رکھوں گا، جنہوں نے تمہارا انکار کیا ہے۔ پھر تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ اس وقت میں تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف کرتے تھے۔" (آسان ترجمۂ قرآن)

چار وعدوں کا خلاصہ: یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور رفع جسمانی کی صریح دلیل ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی تدبیر کے بالمقابل عیسیٰ علیہ السلام کو اس وقت تسلی دی جب یہود ان کے گھر کا گھیراؤ کر چکے تھے۔ اور ان کو گرفتار اور قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ چار وعدے فرمائے ہیں:

1- یہ کہ تمہیں اپنے قبضے میں لوں گا، یہودی گرفتار یا قتل نہیں کر سکیں گے۔
2- قبضے کی صورت یہ ہے کہ تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔
3- کفار یعنی یہود کے ناپاک ہاتھوں سے تمہیں پاک رکھوں گا۔
4- تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

یہ چار وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے اس وقت کئے جب یہود نامسعود آپ کے قتل کا منصوبہ تیار کر چکے تھے یہاں پر "رَافِعُكَ" میں جو رفع کا وعدہ ہے وہ باتفاق تمام مجددین ومفسرین رفع جسمانی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب سے قبل جس قدر مجددین گذرے ہیں کوئی ایک مجدد بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا جس نے یہاں رفع سے مراد رفع درجات یا رفع روحانی لیا ہو البتہ "مُتَوَفِّیْكَ" کے معنی میں علماء کرام کی دو رائے ہیں۔ اکثر علماء نے اس کا معنی "پورا پورا لینے کا" کیا ہے یعنی جسد مع الروح کیونکہ یہی "تَوَفِّی" کا حقیقی معنی ہے۔ بعض علماء نے "مُتَوَفِّیْكَ" کا معنی "مُمِیْتُكَ" لیا

ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے لیکن یہ بھی ہمیں مضر نہیں ہے اس لئے کہ جن حضرات نے تَوَفِّی کا معنی موت کا لیا ہے وہ اس میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں یعنی

مُمِیْتُكَ فِیْ وَقْتِكَ بَعْدَ النُّزُوْلِ مِنَ السَّمَآءِ وَرَافِعُكَ اَلْاٰ نَ۔

﴿تفسیر المدارک مصری بہامش تفسیر خازن جلد 1 ص 234، تفسیر ابی سعود مصری بہامش تفسیر کبیر جلد 2، ص 420﴾

یعنی اب تو تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور آسمان سے اترنے کے بعد تیری موت کے وقت تجھے ماروں گا۔

تفسیر ابنِ عباس بھی ملاحظہ فرمائیں: ﴿اِذْقَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ ﴾ ۔ مُقَدَّمٌ وَ مُؤَخَّرٌ یَقُوْلُ اِنِّیْ رَافِعُكَ ۔۔۔ ثُمَّ مُتَوَفِّیْكَ قَابِضُكَ بَعْدَالنُّزُوْلِ۔ (تفسیر ابن عباس تحت سورۃ ال عمران آیت نمبر ۵۵)

حاصل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ قول ﴿اِذْقَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ ﴾ مقدم و مؤخر کی قبیل سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔۔۔ پھر تجھے وفات دوں گا یعنی تیری روح قبض کروں گا نزول کے بعد۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں تقدیم و تاخیر کا ذکر یوں فرماتے ہیں: عَنْ اِبْنِ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ: ھٰذَا مِنَ الْمُقَدَّمِ وَالْمُؤَخَّرِ اَیْ: رَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُتَوَفِّیْكَ۔ (تفسیر ابن ابی حاتم تحت سورۃ ال عمران آیت نمبر ۵۵)

حاصل یہ ہوا کہ ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کی ہے کہ یہ مقدم اور مؤخر کی قبیل سے ہے یعنی رَافِعُكَ کا پہلے اور مُتَوَفِّیْكَ بعد میں ہے۔

وجہ اس کی یہی ہے کہ واؤ مطلق جمع کیلئے آتا ہے اس میں ترتیب ملحوظ نہیں ہوتی۔ یہاں بھی واؤ کے ذریعے عطف کیا گیا ہے اس لئے ترتیب کا ہونا ضروری نہیں۔

اعتراض: مرزا قادیانی کے پاس جب کوئی جواب نہ بن آیا نہایت جھنجھلاہٹ کے ساتھ کہتا ہے کہ واؤ ترتیب کے لیے ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن مجید کی ترتیب کو الٹنا یہ مسلمان کا کام نہیں ہے کیا اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم نہ تھا۔ وہ صحیح ترتیب سے کلام فرما دیتے۔ اے مسلمان مولویو! تمہیں اللہ تعالیٰ کے کلام میں تغیر و تبدّل کرنے سے شرم نہیں آتی۔

(مفہوم از الہ اوہام حصہ دوم ص 602، 929 تا 931، روحانی خزائن جلد 3 ص 425، 611، 612، ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 178، 179 روحانی خزائن ج 21 ص 347 تا 349، مثلہٗ پاکٹ بک ص 189 تحت عنوان ''مفسرین کو غلطی لگی ہے'' تالیف ملک عبدالرحمٰن خادم)

جواب نمبر 1:

تمام علماءِ نحو اس بات پر متفق ہیں کہ واؤ ترتیب کیلئے نہیں ہوتی بلکہ مطلق جمع کیلئے ہوتی ہے بخلاف ثم اور فاء کے۔ 'شرح مائۃ عامل' کا طالب علم بھی اس سے آگاہ ہے۔

جواب نمبر 2:

قرآن مجید میں اس طرح کی کئی مثالیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ واؤ ہمیشہ ترتیب کیلئے نہیں ہوتی جیسا کہ حضرت مریمؑ کو فرمایا:

"وَاسْجُدِیْ وَارْکَعِیْ"۔﴿آل عمران:43﴾ یعنی "اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر"۔

"فَاَخَذَہُ اللّٰہُ نَکَالَ الْاٰخِرَۃِ وَالْاُوْلٰی"۔﴿النازعات :25﴾

یعنی "پس اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔"

جواب نمبر 3:

اس پوری آیت میں مرزائیوں کے نزدیک بھی ترتیب ٹھیک نہیں ہے کیونکہ مرزائیوں کی تفسیر کے مطابق آیت کا معنی یوں ہوگا: "اے عیسیٰ میں تجھے پہلے موت دینے والا ہوں اس کے بعد تیرا روحانی رفع یا رفع درجات کروں گا اس کے بعد تجھے کافروں سے پاک کروں گا اور اس کے بعد تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر غالب کروں گا۔"

اب مرزائیوں کے خیال کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کشمیر کی طرف ہجرت کرنے کے بعد واقعہ صلیب سے 87 سال بعد کشمیر میں ہوئی تو اب مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (میں تجھے کافروں سے پاک کروں گا) پہلے ہوگیا اور وفات اور رفع 87 برس بعد ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ترتیب مرزائیوں کے نزدیک بھی قائم نہ رہی واقعہ کے طور پر تطہیر پہلے ہوئی اور اس کے بعد وفات پھر رفع اور پھر غلبہ۔

اُلجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

جواب نمبر 4:

کئی ایک مفسرین نے یہاں ترتیب کو الٹ کر تفسیر کی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس کی تفسیر میں گزر چکا ہے۔

جواب نمبر 5:

عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق افراط کا شکار ہوئے اور انہیں الٰہ تک بنا دیا اور یہود تفریط کے قائل ہوئے تو درجہ نبوت

سے بھی نیچے گرادیا۔ خدا تعالیٰ کو دونوں کی تردید کرنا مقصود تھی عیسائیوں نے شرک کیا تھا اور یہود نے گستاخی رسول، چونکہ شرک بہر حال گستاخی رسول سے بڑا جرم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے اس کی تردید کی لفظ "مُتَوَفِّيكَ" سے کہ میں تجھے موت دوں گا۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ جس پر موت آتی ہے وہ الٰہ اور معبود نہیں ہوسکتا اس کے بعد یہود کی تردید "وَرَافِعُكَ اِلَىّ" سے کی یعنی تم نے میرے رسول کی شان میں کمی کی میں نے تو ان کو اوپر اٹھالیا اور اوپر اٹھانے سے ان کی رفعت شان ظاہر ہوئی۔

بحث لفظ 'تَوَفِّی'

اس لفظ کا مادہ ہے "وَفَیَ" یعنی جب یہ مادہ باب تفعل میں چلا جائے تو اس کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہوں گے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: "أَتَوَفَّيْتَ الثَّمَنَ؟" (صحیح مسلم كتاب المساقاة والمزارعة باب بيع البعير و استثناء ركوبه، حدیث نمبر 4101 طبع مكتبة البشرىٰ، کراچی) یعنی "کیا تم نے قیمت پوری وصول کر لی؟"

ہاں البتہ اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو مجازاً موت اور نیند کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے:

"وَهُوَ الَّذِیْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ"۔ ﴿الانعام:60﴾ یعنی "اور وہی ہے جو رات کے وقت (نیند کی حالت) میں تمہاری روح قبض کر لیتا ہے"۔ اسی طرح:

"اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا"۔ ﴿الزمر:42﴾

ترجمہ: "اللہ تمام روحوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے، اور جن کو ابھی موت نہیں آئی ہوتی، ان کو بھی ان کی نیند کی حالت میں قبض کر لیتا ہے"۔ ﴿آسان ترجمۂ قرآن﴾

یہ آیات اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ "تَوَفِّی" کا حقیقی معنی موت نہیں ہے اگر اس کا حقیقی معنی موت ہوتا تو موت اور تَوَفِّی کا تقابل درست نہ تھا یہاں آیت میں تَوَفِّی کے ساتھ موت اور عدم موت دونوں جمع ہو رہی ہیں۔

تَوَفِّی کا معنی از کتب سلف:

﴿1﴾ "مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ اَیْ عَلَى التَّقْدِيْمِ وَالتَّاخِيْرِ وَقَدْ يَكُوْنُ الْوَفَاتُ قَبْضاً لَيْسَ بِمَوْتٍ."

(مجمع البحار۔ ص454 ج2، منقول از عسل مصفی 244 ج1)

یعنی "مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ مقدم و موخر ہیں اور لفظ "وفات" قبضہ (بھر لینا) یعنی پورا پورا لے لینے کے معنی میں ہوتا ہے نہ کہ موت کے (معنی میں)۔"

2﴾ ''فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ اَلتَوَفِّيْ اَخْذُ الشَّيْءِ وَافِياً وَالْمَوْتُ نَوْعٌ مِّنْهُ.''
یعنی''توفی کا معنی کسی شئے کا پورا لے لینا اور موت بھی اس کی ایک قسم ہے''۔(تفسیر صافی جلد 1، منقول از عسل مصفی جلد 1 ص 263)

3﴾ ''يُسْتَعْمَلُ التَّوَفِّيْ فِيْ أَخْذِ الشَّيْئِ وَافِيًا اَيْ كَامِلاً وَالْمَوْتُ نَوْعٌ مِّنْهُ.''
یعنی''توفی کسی چیز کے پورا لینے کے وقت استعمال ہوتا ہے اور موت بھی اس کی ایک قسم ہے۔''
(حاشیہ شیخ احمد صاوی مالکی علی جلالین ص 315 منقول از عسل مصفی ص 263)

تَوَفِّی کے معنی پر مرزا قادیانی کا چیلنج

حوالہ نمبر 1:

اور علم نحو میں صریح یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ **تَوَفِّی** کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اس جگہ **تَوَفِّی** کے معنی مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔(تحفہ گولڑویہ 45 روحانی خزائن جلد 17 ص 162)

جواب نمبر 1: جاہلِ مطلق مرزا قادیانی کو یہ بھی علم نہیں کہ لفظ کے معنی کی بحث علم النحو میں ہوتی ہے یا علم لغت میں، یہ محض مرزا کا من گھڑت قاعدہ ہے کسی امام لغت نے یہ قاعدہ تحریر نہیں کیا اگر کوئی قادیانی کسی امام لغت سے یہ قاعدہ دکھا دے تو ہم اسے دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔

جواب نمبر 2: مرزا کا یہ من گھڑت قاعدہ اسکی اپنی تحریر سے ٹوٹ رہا ہے۔

الف:۔ براہین احمدیہ حصہ چہارم ص 520 درحاشیہ روحانی خزائن جلد 1 ص 620 میں''مُتَوَفِّيْكَ'' کا معنی لکھا ہے''میں تجھے پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔''

ب:۔ براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی يَاعِيْسٰى اِنِّي مُتَوَفِّيْكَ جو سترہ(۱۷) برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اسوقت خوب معنے کھلے ہیں یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اسوقت بطور تسلّی ہوا تھا جب یہود ان کو مصلوب کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود، ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنے ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی مَوتوں سے بچاؤں گا۔
(سراج منیر حاشیہ ص 20 روحانی خزائن جلد 12 ص 23)

جواب نمبر 3: قرآن مجید میں بھی ایسی آیات موجود ہیں جن میں قادیانی شرط پائی جاتی ہے یعنی تَوَفِّی باب تَفَعُّل، اللہ فاعل اور انسان یعنی ذی روح مفعول ہے مگر اس کا معنی موت نہیں ہے۔ لیجئے ہم قرآن کریم سے مرزا قادیانی کے اصول کو توڑ کر اس کے کذاب ہونے پر مہر ثبت کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

آیت نمبر 1: ''وَهُوَ الَّذِیْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ''۔﴿الانعام:60﴾

ترجمہ: ''اور وہی ہے جو رات کے وقت (نیند کی حالت) میں تمہاری روح قبض کر لیتا ہے''۔﴿آسان ترجمۂ قرآن﴾

آیت نمبر 2: ''اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا''۔﴿الزمر:42﴾

ترجمہ: ''اللہ تمام روحوں کو ان کی موت کے وقت قبض کر لیتا ہے، اور جن کو ابھی موت نہیں آئی ہوتی، ان کو بھی ان کی نیند کی حالت میں قبض کر لیتا ہے''۔﴿آسان ترجمۂ قرآن﴾

حوالہ نمبر 2: ایک جگہ اور مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ''میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کسی ایک صحیح حدیث میں بھی کوئی ایسا تَوَفّی کا لفظ نہیں ملے گا جس کے کوئی اور معنے ہوں۔ میں نے معلوم کیا ہے کہ اسلام میں بطور اصطلاح کے قبض روح کیلئے یہ لفظ مقرر کیا گیا ہے تا روح کی بقا پر دلالت کرے''۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص 601 روحانی خزائن ج 3 ص 424، 425)

جواب نمبر 1: ہم مرزا قادیانی کی یہ خواہش بھی پوری کرتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ثابت کرتے ہیں کہ **تَوَفّی** بطور اصطلاح ''قبضِ روح'' کیلئے مقرر کرنے کا دعویٰ بھی جھوٹ پر مبنی ہے۔ چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

1﴾۔ امام حافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن القوی المنذری رحمہ اللہ (المتوفّٰی 656ھ) اپنی تصنیف ''الترغیب و الترہیب'' میں ارشاد خاتم الانبیاء ﷺ رقم فرماتے ہیں۔ وَعَنْ اِبْنِ عُمَرَ ۔۔۔ وَ اِذَا رَمَى الْجِمَارَ لَا يَدْرِی اَحَدٌ مَالَهٗ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَالطَّبْرَانِیُّ وَابْنُ حِبَّانٍ فِیْ صَحِيْحِهٖ، وَاللَّفْظُ لَهٗ۔ (الترغیب والترهیب جلد دوم ص 132، کتاب الحج باب الترغیب فی الوقوف بعرفة والمزدلفة وفضل یوم عرفة۔ طبع دار الکتب علمیہ بیروت)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک طویل روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب (حاجی) رمی جمار کرتا ہے (جمرات کو کنکر مارتا ہے) تو کوئی نہیں جانتا کہ اسے کیا اجر ملنے والا ہے یہاں تک کہ اللہ اسے قیامت کے دن پورا پورا اجر دیں گے۔

فائدہ: حافظ منذری رحمہ اللہ نے دو حدیثوں کے بعد اس باب کی تکمیل کی ہے۔ نئے باب کے شروع میں گزشتہ باب کی احادیث پر تبصرہ کرتے ہوئے مذکورہ بالا حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: تَقَدَّمَ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ فِیْ حَدِيْثِ اِبْنِ عُمَرَ الصَّحِيْحِ، وَ اِذَا رَمَى الْجِمَارَ لَا يَدْرِی اَحَدٌ مَالَهٗ حَتّٰى يَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَفْظُ اِبْنِ حِبَّانٍ۔ (الترغیب والترهیب جلد دوم ص 132، کتاب الحج باب الترغیب فی رمی الجمار، وما جاء فی رفعها۔ طبع دار الکتب علمیہ بیروت)

حاصل یہ ہے کہ اس باب سے پہلے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح حدیث گزری ہے کہ جب (حاجی) رمی جمار کرتا ہے (جمرات کو کنکر مارتا ہے) تو کوئی نہیں جانتا کہ اسے کیا اجر ملنے والا ہے یہاں تک کہ اللہ عز وجل اسے قیامت کے دن پورا پورا

اجر دیں گے۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

2﴾ امام سراج الدین ابی جعفر عمر بن علی بن احمد المعروف بابن النحوی والمشہور بابن الملقن (المتوفی 804ھ) اپنی تصنیف "عجالة المحتاج الی توجیه المنهاج" میں ارشاد نبوی ﷺ تحریر فرماتے ہیں۔

وَ اِذَا رَمَی الْجِمَارَ لَا یَدْرِی اَحَدٌ مَالَهٗ حَتّٰی یَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

(عجالة المحتاج الی توجیه المنهاج۔ ص 568، کتاب الحج، طبع دار الکتاب الاردن)

ترجمہ: جب (حاجی) رمی جمار کرتا ہے (جمرات کو کنکر مارتا ہے) تو کوئی نہیں جانتا کہ اسے کیا اجر ملنے والا ہے یہاں تک کہ اللہ اسے قیامت کے دن پورا پورا اجر دیں گے۔

3﴾۔ امام جلال الدین سیوطی (849ھ۔۔۔911ھ) جو مرزا قادیانی کے ہاں نویں صدی ہجری کے مجدد ہیں، اپنی تالیف جمع الجوامع المعروف بالجامع الکبیر میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

وَ اِذَا قَضٰی رَمْیَ الْجِمَارِ لَا یَدْرِی اَحَدٌ مَالَهٗ حَتّٰی یَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (جمع الجوامع جلد 21، ص 258، طبع مصر)

ترجمہ: اور جب (حاجی) رمی جمار پوری کر چکا ہوتا ہے تو کوئی نہیں جانتا کہ اسے کیا بدلہ ملنے والا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن پورا پورا اجر دیں گے۔

4﴾۔ قادیانیوں کے ہاں دسویں صدی ہجری کے مجدد مشہور محدث شیخ علی متقی بن حسام الدین بن عبد المالک بن قاضی خان متقی ہندی (875ھ۔۔۔975ھ) نے اپنی تصنیف کنز العمال میں اس روایت کو درج فرمایا ہے:

وَ اِذَا رَمَی الْجِمَارَ لَا یَدْرِی اَحَدٌ مَالَهٗ حَتّٰی یَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

(کنز العمال جلد 8، ص 79، حدیث نمبر 22389، کتاب الصلاة، فصل جامع الأرکان۔ طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: جب (حاجی) رمی جمار کرتا ہے (جمرات کو کنکر مارتا ہے) تو کوئی نہیں جانتا کہ اسے کیا اجر ملنے والا ہے یہاں تک کہ اللہ اسے قیامت کے دن پورا پورا اجر دیں گے۔

دیکھئے مذکورہ بالا روایات میں آنحضرت ﷺ کے فرمان مبارک میں کس وضاحت کے ساتھ تَوَفّٰی باب تَفَعُّل اور اس کا فاعل اللہ تعالیٰ اور مفعول انسان ذی روح موجود ہے لیکن اس کا ترجمہ موت کوئی بھی نہیں کر رہا۔ اور اسی طرح مرزا قادیانی کا "اسلام میں بطور اصطلاح کے "قبض روح" کے لئے یہ لفظ مقرر کیا گیا ہے" کا دعویٰ بھی مردود اور باطل ہو گیا۔

ہمارا چیلنج

1۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر **تَوَفّی** باب تَفَعُّل سے ہو، اللہ اس میں فاعل ہو اور ایسا ذی روح اس کا مفعول ہو جو بن باپ پیدا ہوا ہو وہاں پر **تَوَفّی** کا معنی پورا پورا لینا اور اٹھانا ہوگا موت کا معنی نہیں ہے کوئی مرزائی مرد میدان ہے جو ہمارے اس قاعدے کو توڑ کر منہ مانگا انعام حاصل کرے اگر مرزائی کہیں کہ آپ کا یہ قاعدہ کہاں لکھا ہوا ہے تو جواب یہ ہے کہ "علم النحو" کی جس کتاب میں مرزا کا قاعدہ لکھا ہوا ہے اسی کتاب میں ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے۔

2۔ قادیانی ان دو آیات قرآنی میں **تَوَفّی** کا معنی موت کر کے دکھائیں۔

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ.(البقرة :281)

ترجمہ: "پھر ہر ہر شخص کو جو کچھ اس نے کمایا ہے پورا پورا دیا جائے گا، اور ان پر کوئی ظلم نہیں ہوگا۔" (آسان ترجمۂ قرآن)

وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ-(آل عمران :185)

ترجمہ: "اور تم سب کو (تمہارے اعمال کے) پورے پورے بدلے قیامت ہی کے دن ملیں گے۔" (آسان ترجمۂ قرآن)

آیت نمبر3:

"وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙO بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا" O ﴿النساء:158,157﴾

ترجمہ: اور یہ کہا کہ "ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا تھا" حالانکہ نہ انہوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل کیا تھا، نہ انہیں سولی دے پائے تھے، بلکہ انہیں اشتباہ ہو گیا تھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اِس بارے میں اختلاف کیا ہے، وہ اس سلسلے میں شک کا شکار ہیں، انہیں گمان کے پیچھے چلنے کے سوا اِس بات کا کوئی علم حاصل نہیں ہے، اور یہ بالکل یقینی بات ہے کہ وہ عیسیٰ (علیہ السلام) کو قتل نہیں کر پائے بلکہ اللہ نے انہیں اپنے پاس اٹھا لیا تھا اور اللہ بڑا صاحبِ اقتدار، بڑا حکمت والا ہے۔"

(آسان ترجمۂ قرآن)

حکیم نور الدین نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا"۔ (فصل الخطاب بمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم برحاشیہ ص314)

یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور حیات کی صریح دلیل ہے۔

☆نکتہ:

یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا فعل واقع نہیں ہوا تھا بلکہ یہ محض ان کا ایک جھوٹا دعویٰ تھا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ملعون ہونے کے من جملہ اسباب میں سے ان کے اس قول کو لعنتی ہونے کا سبب بتایا ہے نہ کہ فعل کو اس لئے وَقَتۡلِهِمۡ نہیں فرمایا بلکہ؛

وَقَوۡلِهِمۡ فرمایا۔

مرزائی عذر:

اس آیت میں رفع سے مراد رفع روحانی اور رفع درجات ہے کیونکہ یہودیوں کے نزدیک صلیب کی موت لعنتی شمار ہوتی ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے جواب میں فرمایا کہ وہ ان کو ذلیل نہیں کر سکے بلکہ ہم نے ان کے درجات بلند کر دیے۔

جواب نمبر 1:

یہ غلط، بالکل غلط ہے ہم پورے دعویٰ سے کہتے ہیں بلکہ ہمارا امت مرزائیہ کو چیلنج ہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ صدیوں کے مسلّمہ بین الفریقین جس قدر مجدد اور مفسر گزرے ہیں ان میں سے کسی ایک نے بھی یہاں رفع سے مراد رفع درجات یا روحانی رفع نہیں لیا سب نے بالاتفاق یہاں رفع سے مراد اسی جسم عنصری سے آسمانوں پر اٹھایا جانا مراد لیا ہے۔

''هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صَادِقِيۡن''

جواب نمبر 2:

یہ تمہارا مفروضہ کہ صلیب کی موت لعنتی موت ہوتی ہے سراسر غلط اور یہودیانہ نظریہ ہے **اول** یہ ہے کہ اس کا دارومدار بائبل پر ہے جو محرف ہے **دوم** اس لئے کہ انہوں نے اپنے رائج طریقہ سے کئی ایک انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَيَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ.(اٰلِ عمران:112)۔ ''اور وہ انبیاء کو ناحق مار ڈالتے تھے'' اور یہ ظاہر ہے کہ ان انبیاء کو جنہیں وہ برحق نہیں مانتے تھے اپنے رائج طریقہ یعنی صلیب کے ذریعہ ختم کرتے تھے یعنی قتل کرتے تھے تو وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کا رفع کیوں نہیں بیان کیا بلکہ ان کے رفع کا ذکر تک بھی نہیں کیا جبکہ انکا قتل وقوع میں آ چکا ہے اور یہ قتل وقوع میں بھی نہیں آیا محض یہودیوں کا قتل کا قول ہے۔

جواب نمبر3:

یہاں رفع روحانی اس لئے بھی نہیں ہوسکتا کہ یہاں پر چار جگہ واحد مذکر غائب کی ضمیر آئی ہے جن میں تین ضمیروں کا مرجع بالاتفاق عیسیٰ بن مریم جسد مع الروح ہے ان ضمیروں کا مرجع نہ صرف جسد ہے اور نہ صرف روح کیونکہ قتل اور صلیب کا فعل تبھی واقع ہوسکتا ہے جب جسد اور روح اکٹھے ہوں تو لامحالہ رفع کی ضمیر کا مرجع بھی جسد مع الروح ہی ہوگا نہ کہ فقط روح نیز یہاں پر ''کَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا'' کا جملہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہاں رفع جسمانی ہی ہے ورنہ رفع روحانی کیلئے ان صفات کے لانے کی ضرورت نہیں تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں زائد جملہ ہو جائے گا۔

مرزائی عذر:

عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیسے جاسکتے ہیں اول تو اس میں کئی ناری کرّے ہیں، دوم اسلئے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرکین نے کہا کہ آپ آسمانوں پر جائیں تب ہم آپ پر ایمان لائیں گے ......الخ۔ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا هَلْ كُنتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا (میں تو صرف بشر رسول ہوں) ﴿بنی اسرائیل:93﴾

جواب نمبر1:

عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح چلے گئے جیسے موسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔

(بحوالہ نور الحق ص51 روحانی خزائن جلد8 ص69,68) ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

ایٹم بم نمبر1

''هٰذَا هُوَ مُوْسٰى فَتَى اللّٰهِ الَّذِىْ أَشَارَ اللّٰهُ فِىْ كِتَابِهٖ اِلٰى حَيَاتِهٖ وَفَرَضَ عَلَيْنَا اَنْ نُؤْمِنَ اَنَّهٗ حَيٌّ فِى السَّمَاءِ وَلَمْ يَمُتْ وَلَيْسَ مِنَ الْمَيِّتِيْنَ.''۔

ترجمہ:

یہ وہی موسیٰ مردِ خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے، اور مُردوں میں سے نہیں۔'' (ترجمہ مرزا قایانی بقلم خود)

(نور الحق ص50 روحانی خزائن جلد8 ص69,68)

مرزائی اعتراض: مرزائی عموماً اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہاں ''حَيٌّ فِي السَّمَاءِ'' سے مراد روحانی حیات ہے اور آگے ''لَمْ يَمُتْ'' سے نفی روحانی موت کی ہو رہی ہے۔

جواب نمبر 1:

کیا کوئی شخص ان کی روحانی موت کا قائل ہے جس کو مرزا ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے؟؟ روحانی حیات تو انس و جن، مسلمان اور کفار سب کو حاصل ہے۔ مرزا قادیانی اس بات کا خود بھی اقرار کرتا ہے کہ:

1 ''کیونکہ قرآن شریف یہ نہیں سکھلاتا کہ انسانی ارواح اپنی ذات کے تقاضا سے ابدی ہیں بلکہ وہ یہ سکھلاتا ہے کہ ابدیت انسانی روح کیلئے محض عطیہ الٰہی ہے''۔ (نسیم دعوت ص 19 در حاشیہ روحانی خزائن ج 19 ص 382)

2 چونکہ خدائے تعالیٰ کو اپنے کلام عزیز میں یہ منظور ہے کہ کھلے کھلے طور پر یہ ظاہر کرے کہ انسان ایک جاندار ہے کہ جس کی موت کے بعد بکلّی اس کی فنا نہیں ہوتی بلکہ اس کی روح باقی رہ جاتی ہے''۔

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص 235، 236 روحانی خزائن ج 3 ص 271)

3 ''بلکہ مذہب صحیح جو قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے، یہی ہے کہ مخلوقات ارضی میں سے بجز جن اور انس کے اور کسی چیز کو ابدی روح نہیں دیا گیا''۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص 943 روحانی خزائن ج 3 ص 621)

جواب نمبر 2:

مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''حمامة البشریٰ'' میں اسی کو مزید واضح کرتے ہوئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام تو بے شک زندہ ہیں مگر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ہمیں آیات سے ثبوت ملتا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں جس طرح کہ آگے ''ایٹم بم نمبر 2'' میں مذکور ہے '' وَلَا تَجِدُ مِثْلَ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ فِيْ شَانِ عِيْسٰى ''۔ یعنی ''اور تو اس قسم کی آیات عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں نہیں پائے گا''۔

(اردو ترجمہ حمامة البشریٰ ص 113)

اس تقابل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پر روحانی موت آ گئی حالانکہ روحانی موت کسی پر بھی واقع نہیں ہوتی تقابل تب ہی درست بن سکتا ہے جبکہ موسیٰ علیہ السلام کی جسمانی حیات مراد لی جائے۔ مرزا قادیانی خود تسلیم کرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام روحانی حیات ابدی کے مالک ہیں۔ چنانچہ ازالہ اوہام حصہ دوم میں لکھتا ہے کہ ''اور ان احادیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ وہ

نبی اگر چہ دنیوی زندگی کی رُو سے مر گئے اور اس جسم کثیف اور اس کے حیات کے لوازم کو چھوڑ گئے لیکن اس عالَم میں ایک نئی زندگی جس کو روحانی کہنا چاہئے رکھتے ہیں۔۔۔۔راستبازوں کے لئے ایک موت کے بعد پھر حیات ابدی ہے"۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 897 روحانی خزائن ج3 ص590)

ایٹم بم نمبر 2

"بَلْ حَيَاةُ كَلِيْمِ اللّٰهِ ثَابِتٌ بِنَصِّ الْقُرْآنِ الْكَرِيْمِ أَلَا تَقْرَءُ فِيْ الْقُرْآنِ مَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَزَّوَجَلَّ وَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ، وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيْ مُوْسٰى فَهِيَ دَلِيْلٌ صَرِيْحٌ عَلٰى حَيَاةِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لِأَنَّهٗ لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَالْأَمْوَاتُ لَا يُلَاقُوْنَ الْأَحْيَاءَ وَلَا تَجِدُ مِثْلَ هٰذِهِ الْآيَاتِ فِيْ شَانِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ نَعَمْ جَاءَ ذِكْرُ وَفَاتِهٖ فِيْ مَقَامَاتٍ شَتّٰى فَتَدَبَّرْ فَإِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَدَبِّرِيْنَ."

(حمامۃ البشریٰ ص35، روحانی خزائن جلد 7 ص221)

ترجمہ: "بلکہ کلیم اللہ کی حیات تو نص قرآن کریم سے ثابت ہے کیا تو قرآن میں اللہ تعالیٰ عزوجل کا فرمان **فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهٖ** (کہ تو اُس کی ملاقات کے بارہ میں شک نہ کر۔ السجدۃ:24) نہیں پڑھتا اور تو جانتا ہے کہ یہ آیت (حضرت) موسیٰ کے بارے میں اُتری ہے۔ پس یہ موسیٰ علیہ السلام کی زندگی پر ایک واضح دلیل ہے۔ کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ملے اور مردے زندوں سے نہیں ملتے اور تو اس قسم کی آیات عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں نہیں پائے گا۔ ہاں البتہ اُن کی وفات کا ذکر متفرق مقامات پر آیا ہے۔ پس تدبر کر، کیونکہ اللہ تدبر کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"۔ (اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ ص112، 113)

جواب نمبر 2: یہاں پر بحث جانے کی نہیں بلکہ لیجانے کی ہے ہم بھی مانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تو کیا کوئی نبی بھی آسمانوں پر بذات خود نہیں جاسکتا، سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ لے جاسکتے ہیں یا نہیں۔ جناب نبی کریم ﷺ نے زیادہ سے زیادہ اس جواب میں اپنی بشریت کے اقرار میں خود جانے کی نفی کی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے لے جانے کی۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کے لے جانے کا ذکر فرماتے ہیں سُبْحٰنَ الَّذِيْ أَسْرٰى بِعَبْدِهٖ ......الخ (بنی اسرائیل :1)

مرزائی اعتراض: آیت مذکورہ میں "بَلْ" ابطالیہ مراد لینا بالکل غلط ہے کیونکہ قرآن مجید کلام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں "بَلْ" ابطالیہ نہیں آسکتا۔

جواب: جن نحویوں نے یہ بات کہی ہے انہوں نے اس بات کی بھی تصریح کر دی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کفار کا قول نقل کریں تو ان کی تردید میں "بل" ابطالیہ آتا ہے جیسا کہ احمدیہ پاکٹ بک والے مرزائی نے خود لکھا ہے۔

(دیکھئے احمدیہ پاکٹ بک ص373، مکمل تبلیغی پاکٹ بک، ص206، 207)۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پر بَلْ ابطالیہ استعمال کیا گیا ہے۔مثلاً:

"وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ لَّهٗ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ" O (البقرہ:116)

ترجمہ: "اور یہ لوگ کہتے ہیں اللہ نے کوئی بیٹا بنایا ہوا ہے، (حالانکہ) اُس کی ذات (اس قسم کی چیزوں سے) پاک ہے، بلکہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اُسی کا ہے۔ سب کے سب اُس کے فرماں بردار ہیں"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

"وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ"۔(الانبیاء:26)

ترجمہ: "اور یہ لوگ کہتے ہیں "خدائے رحمٰن (فرشتوں کی شکل میں) اولاد رکھتا ہے" سبحان اللہ! بلکہ (فرشتے تو اللہ کے) بندے ہیں، جنہیں عزت بخشی گئی ہے"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

"اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ"۔ (السجدہ:3)

ترجمہ: "کیا یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود گھڑ لیا ہے؟ نہیں! (اے پیغمبر!) یہ تو وہ حق ہے جو تمہارے پروردگار کی طرف سے آیا ہے"۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

☆**فائدہ:** بَلْ ابطالیہ یا اضرابیہ جس کلام میں آتا ہے اس میں بَلْ کے ماقبل اور مابعد والے مضمون میں منافات ہوتی ہے ورنہ "بل" ابطالیہ بے سود ہے اب مذکورہ بالا آیت میں اس کے مابعد سے اگر رفع درجات مراد لیا جائے تو اس کی ماقبل سے منافات نہیں ہاں رفع حیاً اور قتل میں منافات ہے۔

مرزائی اعتراض: اِلَيْهِ سے آسمان مراد لینا درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ" ﴿البقرہ :115﴾۔ یعنی پس جدھر کو منہ کرو اُدھر ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ (الزخرف:84)۔ یعنی "اور اللہ ہی کی ذات ہے جو زمینوں میں بھی معبود ہے اور آسمانوں میں بھی معبود ہے"۔

جواب نمبر1: اِلَيْهِ سے مراد اِلَى السَّمَاءِ ہے جیسا کہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ: "ہر یک نبی اپنے درجہ کے موافق آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اپنے قرب کے انداز کے موافق رفع سے حصہ لیتا ہے اور انبیاء اور اولیاء کی روح اگرچہ دنیوی حیات کے زمانہ میں زمین پر ہو مگر پھر بھی اُس آسمان سے اُسکا تعلق ہوتا ہے جو اس کی روح کیلئے حد رفع ٹھہرایا گیا ہے اور موت کے بعد وہ روح اس آسمان میں جا ٹھہرتی ہے جو اس کیلئے حد رفع مقرر کیا گیا ہے"۔

(ازالہ اوہام حصہ اول ص345 روحانی خزائن جلد3 ص276)

اب اس حوالہ سے ثابت ہو گیا کہ اِلَيْهِ سے مراد آسمان ہے لہذا حد رفع میں قادیانیوں کا اور ہمارا کوئی اختلاف نہ ہوا

بلکہ اختلاف مرفوع شے میں ہے کہ اٹھائی کون سی چیز گئی ہے فقط روح یا جسد مع الروح۔اس کا جواب ''بـــل'' ابطالیہ میں موجود ہے کیونکہ ''بل'' کے ماقبل اور مابعد میں ضدیت ہے اور ضدیت کیلئے وحدت زمانی ضروری ہے لہٰذا عدم موت اور رفع کا زمانہ بھی ایک ہونا چاہیے اور آپ کے نزدیک عدم موت اور رفع کے درمیان 87 برس کا طویل فاصلہ ہے۔

جواب نمبر2:

اصل بات یہ ہے کہ بلندی کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی طرف کرتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بلند اور ارفع ہے جیسا کہ فرمایا'' اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ ''۔(فاطر:10) ترجمہ:اچھا کلمہ اُسی کی طرف چڑھتا ہے'' یہاں بھی اِلَیۡہِ سے مراد آسمان ہی ہے۔

جواب نمبر3: قرآن خود گواہی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے ' ءَ اَمِنۡتُم مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ الۡاَرۡضَ ......الخ'' ﴿الملک:16﴾۔یعنی کیا تم نڈر ہو اس ذات سے جو آسمان میں ہے کہ تم سب کو زمین میں دھنسا دے۔

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود اس کا ترجمہ یوں لکھتا ہے:''کیا تم آسمان میں رہنے والی ہستی سے اس بات سے امن میں آ گئے ہو کہ وہ تم کو دنیا میں ذلیل کر دے''۔(تفسیر صغیر تحت آیت مذکور از مرزا بشیر الدین محمود)

جواب نمبر4:

مرزا قادیانی ذات باری تعالیٰ کو آسمان پر تسلیم کرتا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

1﴾ ''لیکن وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دل کے خیالات کو جانتا ہے''۔(ضمیمہ نمبر 3 منسلکہ کتاب تریاق القلوب صفحہ ش روحانی خزائن ج15 ص499)

2﴾ ''ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے''۔
(حقیقت الوحی ص150 روحانی خزائن ج22 ص154)

3﴾ مرزا قادیانی کا الہام ہے:

فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظۡهَرُ الۡاَوَّلِ وَالۡاٰخِرِ
مَظۡهَرُ الۡحَقِّ وَالۡعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

ترجمہ:فرزند دلبند گرامی۔بزرگ اور اقبال مند حق اور رفعت کا مظہر۔گویا کہ خدا آسمان سے اتر آیا ہے۔
(تذکرہ ص144 طبع دوم 1956ء ص139 طبع سوم 1969ء ص110 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 20 فروری 1886ء، مثلہ از الہ اوہام حصہ اول ص156 روحانی خزائن جلد 3 ص180)

دیکھئے مرزا قادیانی کتنی صراحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کو آسمانوں پر تسلیم کر رہا ہے۔

جواب نمبر5:

خودمرزا کا قول ہے "اَلَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسِیْحَ یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ بِجَمِیْعِ عُلُوْمِہٖ."
(آئینہ کمالات اسلام ص409 روحانی خزائن جلد5 ص409)

ترجمہ: "کیا لوگ نہیں جانتے کہ مسیح آسمان سے تمام علوم کے ساتھ اتریں گے۔"

آیت نمبر4:

"وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا." ﴿النساء:159﴾

ترجمہ: اور کوئی اہل کتاب سے ایسا فرد نہیں رہے گا جو اُس کی موت سے قبل اُس پر ایمان نہ لے آوے اور وہ قیامت کے روز اُن پر گواہ ہوگا۔"

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے تفسیر: آیت مذکورہ میں "بِہٖ" اور "مَوْتِہٖ" دونوں ضمیروں کا "مَرْجَعْ" عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور آیت کا مطلب ہے کہ آئندہ زمانہ میں جس قدر اہل کتاب موجود ہونگے تمام کے تمام عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے قبل ان پر ایمان لائیں گے۔ یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اب تک فوت نہیں ہوئے اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ تشریف لائیں گے۔ تمام مفسرین نے آیت مذکورہ کا یہی معنی بیان کیا ہے۔ دیکھئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی:

" وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِكَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ فِیْكُمُ ابْنُ مَرْیَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَیَكْسِرُ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعُ الْجِزْیَةَ وَیُفِیْضُ الْمَالَ حَتّٰی لَا یَقْبَلَهٗ اَحَدٌ ،وَحَتّٰی تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَ اقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ ......الخ.﴾"

(صحیح بخاری کتاب أحادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام حدیث نمبر3448۔ صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ بن مریم)

فرمایا "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ یقیناً وہ زمانہ قریب ہے جب کہ ابنِ مریم تمہارے درمیان اتریں گے وہ ایک منصف فیصلہ کرنے والے کی حیثیت سے آئیں گے، صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور سور کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کردیں گے اور ان کے دور میں مال اس طرح بہہ پڑے گا کہ کوئی شخص اس کو قبول کرنے والا نہ ملے گا اور لوگوں کی نظروں میں ایک سجدہ کی قدر و قیمت دنیا و مافیھا سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔ یہ مضمون روایت فرما کر حضرت ابوہریرہ (عبدالرحمٰن بن صخر المتوفی 58ھ) رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اگر تم اس مضمون کو قرآن کی روشنی میں دیکھنا چاہو تو سورۃ النساء کی یہ آیت پڑھ لو وَاِنْ مِّنْ

أَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ ......الخ "۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ﷺ نے حدیثِ رسول بیان کرنے کے بعد یہ آیت بطور استشہاد پیش کی جس سے آیت کی تفسیر واضح ہوگئی۔ صحابی رسول ﷺ کی اس تفسیر کے بعد کسی انسان کی تفسیر جو اس کے خلاف ہو اس کی کوئی وقعت نہیں اور درحقیقت یہ تفسیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نہیں بلکہ یہ حضور ﷺ کی تفسیر ہے کیونکہ ایسے مقامات میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے قیاس سے کچھ نہیں کہہ سکتے ان کی اکثر عادت شریفہ یہ تھی کہ کسی حدیث کے بیان کرنے کے بعد وہ استشہاد کے طور پر کبھی تو فرماتے "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنْ شِئْتُمْ فَاقْرَؤُوْا" اور کبھی "قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ" نہیں کہتے تھے صرف "اِنْ شِئْتُمْ" کہہ دیتے تھے۔ نیز دیکھئے اکابرین سلف نے بھی نزولِ عیسیٰ علیہ السلام پر آیت مذکورہ کو دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

حوالہ نمبر 1۔ شرح فقہ اکبر کا اہم حوالہ

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابتؒ (80ھ ___ 150ھ) کی مشہور کتاب "فقہ اکبر" کی شرح میں ملا علی قاریؒ (الشیخ نورالدین ابو الحسن علی بن سلطان محمد الهروی القاری ،التوفی 1014ھ) عقیدہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی وضاحت میں آیت مذکور سے استدلال فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

"﴿وَنُزُوْلُ عِيْسٰى مِنَ السَّمَاءِ﴾ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى " ﴿وَاِنَّهٗ﴾ اَىْ عِيْسٰى ﴿لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾" اَىْ عَلَامَةُ الْقِيَامَةِ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى "﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾" اَىْ قَبْلَ مَوْتِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامِ بَعْدَ نُزُوْلِهٖ عِنْدَ قِيَامِ السَّاعَةِ فَيَصِيْرُ (وَفِى نُسْخَةٍ فَتَصِيْرُ) الْمِلَلُ مِلَّةً وَّاحِدَةً." (فقہ اکبر مع شرح ملا علی قاری ص 136 طبع دہلی اور ص 112 طبع مکتبہ حقانیہ ملتان)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بقول اللہ تعالیٰ کہ وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی نشانی ہیں۔ نیز یہ کہ اہلِ کتاب ان کی آسمان سے تشریف آوری کے بعد ان کی موت سے پہلے قیامت کے قریب اُن پر ایمان لائیں گے۔ پس ساری ملّتیں ایک ہو جائیں گی۔

حوالہ نمبر 2۔ امام شعرانیؒ کا حوالہ

امام شعرانیؒ (الشیخ عبدالوھاب بن احمد بن علی الشعرانیؒ 898ھ ___ 973ھ) آیت مذکور سے استدلال کرتے ہوئے

تحریر کرتے ہیں کہ:

''(فَاِنْ قِیْلَ) فَمَا الدَّلِیْلُ عَلٰی نُزُوْلِ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ مِنَ الْقُرْآنِ (فَالْجَوَابُ) الدَّلِیْلُ عَلٰی نُزُوْلِهٖ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔''

(الیواقیت والجواہر ج2 ص146 المبحث الخامس والستون فی بیان ان جمیع اشراط الساعۃ التی اخبرنا بہا الشارع حق لا بد ان تقع کلہا قبل قیام الساعۃ۔ للعلامہ شعرانی مطبوعہ مصر)

یعنی کہ اگر کوئی قرآن سے نزول عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل مانگے تو یہی آیت ان کے نزول کی دلیل ہے' کہ اہل کتاب ان کی وفات سے پہلے ان پر بالضرور ایمان لائیں گے۔

مرزائی اعتراض:

بعض مفسرین نے ''قَبْلَ مَوْتِهٖ'' کی ضمیر کا مرجع اہل کتاب کو بنایا ہے اور یہ قراءۃ شاذہ کے موافق بھی ہے۔ قراءۃ شاذہ 'قَبْلَ مَوْتِهِمْ' ہے۔

جواب نمبر 1: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تفسیر قرأۃ متواترہ کے موافق ہے اور قرأۃ متواترہ کی موجودگی میں کسی قرأۃِ شاذہ کی ضرورت وحاجت نہیں۔

جواب نمبر 2:

جن حضرات نے ضمیر کا مرجع اہل کتاب کو بنایا ہے وہ اس کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور آمد ثانی کے تمام امت کی طرح قائل ہیں لہٰذا ان کا اہل کتاب کو مرجع بنانا ہمیں مضر نہیں ہے۔

جواب نمبر 3:

حکیم نورالدین بھیروی نے مذکورہ بالا آیت کا ترجمہ اپنی کتاب 'فصل الخطاب بمقدمہ اہل الکتاب' حصہ دوم ص 237 میں یوں کیا ہے: ''اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔'' ملاحظہ فرمائیے ان دونوں جگہوں میں کس صراحت کے ساتھ مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا گیا ہے۔

آیت نمبر 5:

''وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌO'' ﴿زخرف:61﴾

ترجمہ: اور یقین رکھو کہ وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی ایک نشانی ہیں، اس لئے تم اس میں شک نہ کرو، اور میری بات مانو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ (آسان ترجمۂ قرآن)

یہ آیت بھی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے قرب قیامت کے وقت نازل ہونے کی صریح دلیل ہے جیسا کہ تمام مفسرین نے ''اِنَّــہٗ'' کی ضمیر کا مرجع عیسٰی علیہ السلام کو قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے سب سے بڑی نشانی عیسٰی علیہ السلام کا دوبارہ آنا ہے۔ اسی طرح شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ (المتوفٰی 1230ھ) نے جو مرزا کے نزدیک بھی تیرھویں صدی کے مجدد ہیں، یہ ترجمہ کیا کہ ''حضرت عیسٰی کا آنا نشانِ قیامت ہے'' اور اسی طرح ملا علی قاریؒ نے فقہ اکبر مع شرح ص 112 (طبع مکتبہ حقانیہ ملتان) پر اس آیت کو نزول عیسٰی علیہ السلام پر بطور دلیل پیش کیا ہے اور مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتاب اعجاز احمدی میں ضمیر کا مرجع عیسٰی علیہ السلام ہی کو بنایا ہے۔ (دیکھیے اعجاز احمدی بنام ضمیمہ نزول مسیح ص 21 روحانی خزائن جلد 19 ص 130)

آیت نمبر 6:

''وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ......الخ.'' ﴿آل عمران :46﴾

ترجمہ: اور وہ (عیسٰی علیہ السلام) لوگوں سے کلام کریں گے گود میں بھی اور بڑھاپے میں بھی۔

واقعہ رفع یا صلیب یا قتل بالا تفاق قبل الکہولت عالم جوانی میں ہوا ہے پس ضروری ہے کہ وہ دوبارہ نازل ہوں تا کہ زمانہ کہولت کی گفتگو بھی صحیح ہو جائے اب مہد میں کلام کرنا خارق عادت ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے تریاق القلوب ص 41 حاشیہ ص 41 روحانی خزائن جلد 15 ص 218,217 میں تسلیم کیا ہے اور کہا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام نے مہد میں کلام کی تو میرے بیٹے نے دو مرتبہ ماں کے پیٹ میں باتیں کیں تو مہد کی طرح زمانہ کہولت کی کلام بھی خارق عادت ہونی چاہیے اور وہ تب ہی ہو سکتا ہے جب ان کا دوبارہ نزول مانا جائے ورنہ زمانہ کہولت میں ہر ایک بات کرتا ہے تو پھر احسان کیسے ہوا۔

امام رازیؒ اور امام علاؤ الدینؒ، صاحب خازن کا حوالہ

امام فخر الدین رازیؒ (543ھ ___ 606ھ) جو قادیانیوں کے نزدیک چھٹی صدی ہجری کے مجدد ہیں اپنی تفسیرِ کبیر اور علامہ علاء الدینؒ (علی ابن محمد بن ابراہیم البغدادی الصوفی 678ھ ___ 741ھ) تفسیر خازن میں اس کی یوں وضاحت فرماتے ہیں:

''اِنَّ الْـمُـرَادَ بِـقَوْلِهٖ وَ كَهْلًا اَنْ يَّكُوْنَ كَهْلًا بَعْدَ اَنْ يَّنْزِلَ مِنَ السَّمَاءِ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ وَيُكَلِّمُ الـنَّـاسَ وَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ قَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ وَفِيْ هٰذِهِ الآيَةِ نَصٌّ فِيْ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَيَنْزِلُ اِلَى الْاَرْضِ''۔ (تفسیر کبیر، جلد 2 ص 472 تحت آیت مذکور طبع مصر، خازن جلد 1 ص 235 تحت آیت مذکور طبع مصر)

ترجمہ: ''اللہ تعالٰی کے قول (کھلاً) سے مراد یہ ہے کہ آخر زمانہ میں آسمان سے اترنے کے بعد بڑھاپے کو پہنچیں گے اور لوگوں سے ہم کلام ہوں گے نیز دجال کو قتل کریں گے، حسین بن فضل کے بقول یہ آیت ان کی زمین پر دوبارہ تشریف آوری پر واضح دلیل ہے۔'' كَمَا قِيْلَ

دندان تو جملہ در دھانند

چشمان تو زیر آبرو ہانند

یہ کلام کسی نے اپنے محبوب کی تعریف میں کہا تھا کہ تیرے سارے دانت منہ کے اندر ہیں اور تیری آنکھیں ابروؤں کے نیچے ہیں تو یہ کوئی خاص تعریف کی بات نہیں ہے اور جس طرح یہ کلام تعریف نہیں بن سکتا اسی طرح اگر ''وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلاً'' کو خارق عادت نہ مانا جائے تو وہ بھی اسی طرح بے معنی ہوجائے گا کیونکہ کہولت اگر پہلے کی مراد لی جائے تو پھر ہر ایک انسان کہولت کے زمانہ میں کلام کرتا ہے پھر یہ احسان خدا نے کا ہے کو جتلایا احسان تب ہی بنتا ہے جبکہ اسے خارق عادت مانا جائے اور خارق عادت تب ہی ہوسکتا ہے جبکہ نزول کے بعد کہولت کے زمانہ میں ان کا کلام مانا جائے جیسا کہ مفسرین نے صراحت کردی ہے۔

آیت نمبر 7:

''اِذْ كَفَفْتُ بَنِيٓ اِسْرَآءِ يْلَ عَنْكَ ......الخ''﴿المائدہ:110﴾

ترجمہ: اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو تجھے (نقصان پہنچانے) سے روک دیا۔

یہ بھی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے احسانات گنواتے ہوئے فرمائیں گے، اگر رفع اور نزول نہ مانا جائے تو ''کَف''، نہیں ہوسکتا کیا ''کَف'' ایسا ہوا کہ ان کو اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہوگئے پسلی چھیدی گئی، کانٹوں کا تاج پہنایا گیا حتیٰ کہ سولی پر چڑھا دیا گیا لہٰذا ماننا پڑے گا کہ ان کو بالکل دشمنوں سے محفوظ رکھ کر آسمانوں پر اٹھا کر بنی اسرائیل سے بچالیا۔

آیت نمبر 8:

''وَاِذْعَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَوَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ......الخ.''﴿المائدہ110﴾

ترجمہ: اور جب (اے عیسیٰ علیہ السلام!) میں نے تجھے کتاب وحکمت اور تورات وانجیل کی تعلیم دی تھی۔

یہاں بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن احسان جتلاتے ہوئے یہ یاد دلائیں گے کہ میں نے تجھے قرآن کریم اور سنت کی تعلیم دی بلکہ عیسیٰ علیہ السلام سے پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کی والدہ کو بطور بشارت یہ بات فرمادی تھی کہ تیرے بیٹے کو قرآن کریم کی تعلیم دوں گا اگر انہوں نے دوبارہ قربِ قیامت نہیں آنا تھا تو انہیں قرآن سکھانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا انبیاء سابقین میں سے کسی اور نبی کو بھی قرآن کی تعلیم دی گئی ہے؟ لہٰذا اس سے صاف واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ اس

امت محمدیہ میں تشریف لانی ہے اور حضور ﷺ کی شریعت کی تابعداری کرنی ہے اس لئے خصوصیت سے آپ کو قرآن کی تعلیم دی اور پھر قیامت کے روز بطور احسان ذکر فرمائیں گے بلکہ پیدا ہونے سے پہلے بھی اس احسان عظیم کو ان کی والدہ کے سامنے بطور پیش گوئی بیان فرمایا۔

فائدہ عظیمہ:

اس آیت سے قادیانیوں کے ایک وسوسہ اور شبہ کا ازالہ ہو گیا جو وہ کہا کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بقول تمہارے اس امت میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو کیا وہ کسی مولوی کے پاس قرآن پڑھنے بیٹھیں گے یا ان کیلئے جبرائیل امین نازل ہوں گے کیونکہ انہوں نے زمین پر تو قرآن پڑھا نہیں تو آیت مذکورہ سے اس شبہ کا ازالہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن مجید کی تعلیم دیں گے جیسا کہ تورات وانجیل کی خود اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی۔

رفع ونزول کا اثبات احادیث نبویہ سے

حدیث نمبر 1:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِيْ فِيْ كِتَابِ الْوَفَا."

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام زمین پر اتریں گے، وہ نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ دنیا میں ان کی مدتِ قیام پینتالیس برس ہوگی، پھر ان کی وفات ہو جائے گی اور وہ میری قبر یعنی میرے مقبرہ میں میرے پاس دفن کیے جائیں گے۔ (چنانچہ قیامت کے دن) میں اور عیسیٰ (علیہ السلام) دونوں ایک مقبرہ سے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان اٹھیں گے۔ اس روایت کو ابن جوزیؒ نے کتاب الوفا میں نقل کیا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ فصل ثالث ص480)

نوٹ: مرزا قادیانی کی تصدیق شدہ کتاب "عسلِ مصفّٰی" میں بھی یہ حدیث موجود ہے اور اس سے استدلال بھی کیا گیا ہے۔ (دیکھئے عسلِ مصفّٰی، جلد 2، ص 441، 440، ایڈیشن دوم)

مرزا اس کی تائید میں لکھتا ہے کہ "اور اُس کے معنی کو ظاہر پر ہی حمل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی مثیلِ مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو"۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص470، روحانی خزائن جلد 3 ص352)

مرزا کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ قبر سے مراد یہاں پر روضہ ہے لہذا مرزائیوں کا اعتراض رفع ہو گیا دوسری بات یہ بھی واضح ہو گئی کہ مرزا نے اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

"اس پیش گوئی کی تصدیق کیلئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ "يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ" یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔" (ضمیمہ انجام آتھم برحاشیہ ص53، روحانی خزائن جلد 11 ص337)

قادیانی بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیوی کہاں ہے اور ان کی کتنی اولاد ہوئی؟

حدیث نمبر 2:

"فَبَيْنَمَاهُوَ كَذٰلِكَ اِذْ بَعَثَ اللّٰهُ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقِ

بَينَ مَهرُودَتَينِ وَاضِعًا كَفَّيهِ عَلٰى اَجنِحَةِ مَلَكَينِ ...... فَيَطلُبُهٗ حَتّٰى يُدرِ كَهٗ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقتُلُهٗ "۔

(صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجال حدیث نمبر 2937، جامع ترمذی، باب فی فتنۃ الدجال، حدیث نمبر 2240، عسل مصفٰی جلد دوم، ص 155، 156 ایڈیشن دوم)

ترجمہ: ....ادھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ مسیح بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے مشرقی منارہ پر اتریں گے اور دو زرد زعفرانی چادریں اوڑھے ہوئے دو فرشتوں کے بازؤوں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہوں گے۔......وہ دجال کا پیچھا کریں گے اور بابِ لُد (بیت المقدس میں ایک مقام ہے) پر اس کو پکڑ لیں گے اور یہاں اس کو قتل کر دیں گے۔

(ترجمان السنۃ جلد سوم ص 537 طبع مکتبہ رحمانیہ لاہور)

مرزائی "لُــد" کا مطلب لدھیانہ لیتے ہیں یہاں پر مرزا صاحب نے خود لد سے مراد بیت المقدس کے دیہات سے ایک گاؤں تسلیم کیا ہے۔ (دیکھئے ازالہ اوہام حصہ اول ص 220 روحانی خزائن جلد 3 ص 209)

حدیث نمبر 3:

" عَـنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ يُقَاتِلُوْنَ عَلَى الْـحَـقِّ ظَـاهِرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ قَالَ: فَيَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيَقُوْلُ اَمِيْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَيَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَكْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ"۔ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ بن مریم حدیث نمبر 395)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ "میری امت میں سے ہمیشہ کوئی جماعت حق کے واسطے لڑتی رہی گی اور غالب آئے گی (اپنے دشمنوں پر) قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ فرمایا، عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر اُن سے کہیں گے کہ آئیے نماز پڑھائیے وہ فرمائیں گے نہیں تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں یہ اللہ کا اس امت کیلئے اعزاز ہے"۔

اس حدیث کے لفظ "عیسیٰ بن مریم" نے مرزائیوں کی تمام تاویلات واہیہ اور خیالات باطلہ کا بخوبی قلع قمع کر دیا اور روز روشن کی مانند واضح کر دیا کہ آنے والا مسیح وہی اسرائیلی نبی ہے نہ کہ اس امت کا کوئی اور شخص یعنی مثیلِ مسیح۔ نیز مہدی اور عیسیٰ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں نہ کہ ایک جس طرح قادیانی کہتے ہیں، مسیح اور مہدی ایک ہی شخص کے نام ہیں جو مرزا ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں "لَا مَہْدِیَ اِلَّا عِیْسٰی "اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے جو سند کے اعتبار سے بالکل ساقط اور غیر معتبر ہے اس لیے اس سے استدلال درست نہیں ہے۔

علاوہ ازیں خود مرزا نے لکھا ہے "اس لیے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔" (تحفہ گولڑویہ ص 47 روحانی خزائن جلد 17 ص 167) لفظ تینوں سے پتہ چلتا ہے کہ مہدی اور مسیح دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں اور سابقہ

حدیث بذاتِ خود اس بات کا علیحدہ ثبوت ہے کہ یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں۔

نوٹ: اس حدیث سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد امیر المؤمنین کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔۔۔تو مرزا قادیانی نے اپنی امیر محترمہ ملکہ وکٹوریہ جس کی تائید میں پچاس الماریوں کے برابر کتابیں لکھیں اس کے پیچھے کتنی نمازیں پڑھیں؟؟

حدیث نمبر 4:

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلْيَهُوْدِ اِنَّ عِيْسٰى لَمْ يَمُتْ وَاِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 1 ص 366 طبع مصر، تفسیر الطبری، جلد 6 ص 455 طبع مصر، درمنثور جلد 2 ص 36 تحت آیت انی متوفیك)

ترجمہ: ''حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو فرمایا بے شک عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے اور بے شک وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹیں گے۔''

یہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عدم موت اور مراجعت کا قطعی ثبوت ہے۔

اعتراض: یہ حدیث حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے اور درمیان میں کسی صحابی کا واسطہ نہیں ہے لہذا مرسل ہے اسلئے اس درجہ کی نہیں کہ استدلال کیا جاسکے۔

جواب نمبر 1: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (21ھ۔۔۔110ھ) کی مرسلات حجت ہیں اور حکم میں مرفوع متصل ہیں ان کے استاد حضرت علی رضی اللہ عنہ (التوفی 40ھ) ہیں اس سلسلے میں ایک روایت ملاحظہ فرمائیں: عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ الْحَسَنَ قُلْتُ: يَا أَبَا سَعِيْدٍ اِنَّكَ تَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاِنَّكَ لَمْ تُدْرِكْهُ؟ قَالَ يَابْنَ أَخِيْ لَقَدْ سَأَلْتَنِيْ عَنْ شَيْءٍ مَا سَأَلَنِيْ عَنْهُ أَحَدٌ قَبْلَكَ وَلَوْ لَا مَنْزِلَتُكَ مِنِّيْ مَاأَخْبَرْتُكَ، اِنِّيْ فِيْ زَمَانٍ كَمَاتَرٰى، وَكَانَ فِيْ عَمَلِ الْحَجَّاجِ۔ كُلُّ شَيْءٍ سَمِعْتَنِيْ أَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَهُوَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، غَيْرَ أَنِّيْ فِيْ زَمَانٍ لَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَذْكُرَعَلِيًّا۔ (تهذيب الكمال فى اسماء الرجال.للحافظ المتقن جمال الدين ابى الحجاج يوسف المزى (654ھ۔۔۔742ھ) جلد 6 ص 124 طبع مؤسسة الرسالة مثلهٔ تدريب الرّاوى فى شرح تقريب النواوى از علامہ جلال الدین سیوطی جلد اوّل ص 231 طبع مکتبہ کوثر)

حاصل عبارت یہ ہے کہ ''حضرت یونس بن عمیرؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ اے ابوسعید! آپ تو یقیناً یوں کہا کرتے ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (اللہ کے رسول نے فرمایا) حالانکہ آپ نے ان کا زمانہ نہیں پایا؟ تو حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا اے بھتیجے! تو نے ایک ایسے معاملہ کے بارے میں پوچھا ہے جس کے بارے میں تجھ سے پہلے کسی اور نے مجھ سے سوال نہیں کیا اور اگر میرے ساتھ تیرا یہ خصوصی (اہمیت کا حامل) تعلق نہ ہوتا تو میں تجھ کو (اس حقیقت

سے) آگاہ نہ کرتا۔ جس دَور سے میں گزر رہا ہوں وہ تیری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور وہ حجاج کی عملداری کا دَور تھا (اے میرے عزیز!)۔ ہر وہ چیز جس کے بارے میں مجھ سے یہ سنو" قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ " (اللہ کے رسول نے فرمایا) تو وہ حضرت علی بن ابو طالبؓ کے واسطے سے ہوگی مگر میں ایک ایسے زمانے میں ہوں جس میں حضرت علیؓ کے تذکرہ پر قدرت نہیں رکھتا ہوں"۔۔۔ گویا حضرت حسن بصریؒ نے حالات کے نشیب و فراز کی وجہ سے انتہائی احتیاط سے کام لیا۔

جواب نمبر 2:

تم اس کے مخالف کوئی مرفوع حدیث دکھادو جس میں ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو" اِنَّ عِیْسٰی مَاتَ " بلکہ ضعیف ہی دکھادو جس میں موت کی تصریح موجود ہو۔

حدیث نمبر 5: امام المفسرین ابو جعفر محمد بن جریر الطبریؒ (224ھ-310ھ) نے اپنی تفسیر "تفسیر الطبری جامع البیان عَن تاویل آیِ القرآن "میں اور اسی طرح امام حافظ عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس الرازی ابنِ ابی حاتمؒ (240ھ-327ھ) نے اپنی تفسیر "تفسیر القرآنِ العظیم عن الرسول اللہ والصحابة والتابعین "اور صاحبِ دُرّ منثور امام سیوطیؒ (849ھ-911ھ) بھی اپنی تفسیر میں امام ابن ابی حاتمؒ کے حوالے سے اور علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین القمی النیشاپوری (النیسابوری، المتوفّٰی 850ھ) اپنی تفسیر "غرائب القرآن و رغائب الفرقان "میں علامہ ابوالحسن علی بن احمد بن محمد بن علی الواحدی النیسابوری الشافعی (نیشاپوری، المتوفّٰی 468ھ) کی تصنیف "اسبابِ نزول القرآن" کے حوالہ سے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 2 کی تفسیر کے ذیل میں یہ حدیث لائے ہیں۔ جس میں آپ ﷺ نے وفد نجران کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ وَاَنَّ عِیْسٰی یَأْتِیْ عَلَیْهِ الْفَنَاءُ"۔

(غرائب القرآن و رغائب الفرقان جلد دوم ص 99، 100، تفسیر الطبری جلد 6 ص 154 طبع مصر تفسیر ابن ابی حاتم جلد 1 ص 585 مکتبہ نزار مصطفٰی الباز، مکہ مکرمہ، الریاض 1997ء، تفسیر الدُّر المنثور جلد 3 ص 443، طبع قاہرہ 2003ء، تحت آیت نمبر 2 سورہ آل عمران)

ترجمہ: کیا یہ تم نہیں جانتے کہ ہمارا پروردگار زندہ ہے، نہیں مرے گا اور بیشک عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی۔

یہ حضور ﷺ نے اسوقت فرمایا جبکہ عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ ہوا آپ نے فرمایا کہ تم عیسیٰ کو کس طرح اُلوہیت کا درجہ دیتے ہو؟ جبکہ ان پر فنا آئے گی۔ اس میں آپ نے مضارع کا صیغہ استعمال فرمایا جو استقبال پر دال ہے اگر واقعی فوت ہو چکے ہوتے تو حضور ﷺ فرماتے "أَتٰی عَلَیْهِ الْفَنَاءُ"۔ یعنی "وہ فنا ہو چکے ہیں" یا "وفات پا گئے ہیں"۔

اعتراض: علامہ واحدی نیشاپوری کی اسباب النزول میں "أَتٰی عَلَیْهِ الْفَنَاءُ" موجود تھا جسے حذف کر دیا گیا ہے۔

("اسلامی لٹریچر میں خوفناک تحریف" از دوست محمد شاہد ص 63، 64 و "قندیل صداقت" ص 72)

جواب: قادیانیوں نے یہاں بھی اپنے روایتی دجل اور دروغ گوئی سے کام لیا ہے۔ جب ہم نے آج سے قریباً 591 سال قبل کے صاحب تفسیر علامہ نظام الدین نیشاپوری (صاحب تفسیر غرائب القرآن) کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے علامہ واحدی نیشاپوری سے اس روایت کو اسی طرح یعنی **يَأْتِي عَلَيْهِ الْفَنَاءُ** کے ساتھ نقل کیا ہے جو 591 سالوں تک مختلف نسخوں میں موجود رہا ہے۔ انیسوی صدی کے پچاس اور ساٹھ کے عشرہ میں مصر کے ادارے سے طباعت میں غلطی ہوگئی۔ جسے قادیانیوں نے مرزا قادیانی کی صداقت کا نشان بنالیا ہے۔ جبکہ علامہ واحدی نیشاپوری نے اسے بغیر سند اور حوالہ کے رقم کیا ہے۔

قادیانیو! اگر جرأت ہے تو کسی مفسر یا محدث سے صحیح سند کے ساتھ ''اَتٰی عَلَیْہِ الْفَنَاءُ'' والی روایت پیش کرو۔

قادیانی شگوفہ: قادیانی مؤرخ دوست محمد شاہد اپنی تصنیف ''اسلامی لٹریچر میں خوفناک تحریف'' میں لکھتا ہے کہ 26 دسمبر 1978ء سالانہ جلسہ چناب نگر (ربوہ) تقریر کرنے کا موقع ملا جس میں اس نے یہ حوالہ پیش کیا اور 1979ء میں اس تقریر کو شائع کیا گیا۔ جس کے ٹھیک چھ سال بعد 1985ء میں اس روایت کو حذف کر دیا گیا۔ جبکہ قندیل صداقت میں ہے کہ اسے 1990ء میں حذف کیا گیا۔ قادیانیوں کی اس بے بسی اور مشکلات پر ہمیں حیرانگی ہوتی ہے جب وہ مرزا قادیانی کی بارش کی طرح وحی سے اپنا عقیدہ ثابت نہ کر سکے اور اب طباعت کی غلطیوں کا سہارا لے کر اپنے خود ساختہ عقیدے کو ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کر رہے ہیں۔ حالانکہ 1987ء بمطابق 1404ھ میں جدہ سے اسباب نزول کا ایڈیشن چھپا جس کے مقدمہ میں تفصیل کے ساتھ مختلف طباعتوں کی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی۔ اسی طرح 1990ء کی طباعت کی غلطی کے بعد 1992ء میں پھر قادیانی مزاج اور مذاق کے موافق پھر وہی الفاظ شامل طباعت ہوئے جو کہ آج کل نیٹ پر بھی موجود ہیں۔

ہم اب پوری روایت کو مع ترجمہ کے درج کر رہے ہیں۔ قارئین خود ملاحظہ فرمالیں گے کہ اس میں طباعت کی غلطی کوئی انہونی بات نہیں ہے۔ اردو ترجمہ پروفیسر عبدالرزاق مغل، طبع دارالاشاعت کراچی کا رقم کیا جا رہا ہے۔ یاد رہے کہ مولانا خالد محمود صاحب نے بھی اس کا ترجمہ کیا ہے جو کہ بیت العلوم لاہور والوں نے شائع کیا ہے، ان کے ترجمہ میں يَأْتِي عَلَيْهِ الْفَنَاءُ کو مدنظر رکھنے کی بجائے أَتٰی عَلَيْهِ الْفَنَاءُ کو پیش نظر رکھا گیا ہے جو ان کی غلطی ہے۔ اس موضوع پر کام کرنے والے احباب خصوصی طور پر نوٹ فرمالیں:

" فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ۔۔۔: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ لَا يَكُوْنُ وَلَدٌ إِلَّا وَهُوَ يُشْبِهُ أَبَاهُ؟ نَعَمْ، قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَبَّنَا حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ وَأَنَّ عِيْسٰى يَأْتِي عَلَيْهِ الْفَنَاءُ؟ قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ

رَبَّنَا قَيِّمٌ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ یَکْلُوْهُ وَیَحْفَظُهٗ وَیَرْزُقُهٗ؟ قَالُوْا: بَلٰی، قَالَ: فَهَلْ یَمْلِكُ عِیْسٰی مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا؟
قَالُوْا: لَا، قَالَ: اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ؟ قَالُوْا: بَلٰی،
قَالَ: فَهَلْ یَعْلَمُ عِیْسٰی مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا اِلَّا مَاعُلِمَ ؟، قَالُوْا: لَا ، قَالَ: فَاِنَّ رَبَّنَا صَوَّرَ عِیْسٰی فِی الرَّحْمِ
کَیْفَ شَاءَ، قَالَ: اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَبَّنَا لَا یَاْکُلُ الطَّعَامَ وَلَا یَشْرَبُ الشَّرَابَ وَلَا یَحْدُثُ الْحَدَثَ؟،
قَالُوْا: بَلٰی، قَالَ : اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْن أَنَّ عِیْسٰی حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ کَمَا تَحْمُلُ الْمَرْاَةُ ثُمَّ وَضَعَتْهُ کَمَا تَضَعُ الْمَرْاَةُ
وَلَدَهَا، ثُمَّ غُذِیَ کَمَا یُتَغَذّٰی الصَّبِیُّ ثُمَّ کَانَ یَطْعَمُ الطَّعَامَ وَ یَشْرَبُ الشَّرَابَ وَیَحْدُثُ الْحَدَثَ؟۔
قَالُوْا: بَلٰی۔ قَالَ: فَکَیْفَ یَکُوْنُ هٰذَا کَمَا زَعَمْتُمْ؟۔ قَالَ : فَعَرِفُوْا ثُمَّ اَبَوْا اِلَّا جُحُوْدًا "۔

(اسباب نزول القرآن ص99، 100 طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ: ”نبی اکرم ﷺ نے ان سے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ بیٹا ہر حال میں باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں، کیوں نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب ”حَیٌّ لَا یَمُوْت“ ہے، یعنی وہ زندہ جاوید ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری ہوگی انہوں نے جواب دیا کہ، ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب ہر چیز کا نگران ہے اس کی حفاظت کرتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے۔ انہوں نے کہا، ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رحم مادر میں جس طرح چاہا صورت پذیر کر دیا۔ نیز ہمارا رب نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ قضائے حاجت کرتا ہے۔ (یعنی عام انسانوں کی طرح)۔ انہوں نے کہا کہ ہاں کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو ان کا حمل اسی طرح رہا جس طرح عام عورت اپنا بچہ جنتی ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح غذا کھائی جس طرح دوسرے بچے غذا کھاتے ہیں۔ پھر وہ خود کھاتے پیتے تھے اور قضائے حاجت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارا خیال کیسے صحیح ہوا۔ اس پر وہ خاموش ہو گئے“۔

(اردو ترجمہ اسباب النزول ص88 تحت آیت نمبر 2 سورۃ آل عمران از پروفیسر عبدالرزاق مغل طبع دارالاشاعت کراچی)

ناظرین! دیکھئے ”اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْن“ چھ دفعہ آیا ہے۔ اگر کسی طباعت میں یہ چیز حذف ہوگئی ہے تو یقیناً کتابت کی غلطی تصور کی جائے گی۔

اہم نکتہ: بر سبیل تنزیل یعنی بفرض محال اگر ہم قادیانیوں کی اس بات کو تسلیم کرلیں کہ اَتٰی عَلَیْهِ الْفَنَاءُ ہی موجود تھا تو پھر بھی ان کا موقف ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ انہیں کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ کیوں کہ امر یقینی کیلئے جو ابھی تک وقوع پزید نہ ہوا ہو اس کیلئے

ماضی کا صیغہ استعمال کر کے استقبال کا معنی مرادلیا جاتا ہے۔قرآن کریم میں اس کے نظائر موجود ہیں خصوصاً قیامت کا ذکر اکثر ماضی کے صیغوں میں آیا ہے۔حالانکہ قیامت ابھی واقع نہیں ہوئی۔چونکہ یہ امر یقینی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے ماضی کے صیغوں میں ذکر فرمایا ہے۔مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کو قاعدہ تسلیم کیا ہے۔چنانچہ اربعین نمبر 4 کے تتمہ میں لکھتا ہے کہ:

’’لیکن پیش گوئی کے طور پر جہاں کہ خدا کے کلام میں کسی کو کہا جاتا ہے کہ وہ ضرور مر جائے گا تو وہاں بھی یہ لفظ بول کر ماضی سے استقبال کا کام لیتے ہیں۔یعنی اگرچہ وہ موت ابھی وقوع میں نہیں آئی تاہم اس کا واقع ہونا ایسا یقینی ہے کہ گویا وہ مر گیا ہے یا مرا ہوا ہے اور اس قسم کے محاورے ہر زبان میں ہوتے ہیں‘‘۔(تتمہ اربعین نمبر 4 ص 8 روحانی خزائن جلد 17 ص 475،476)

مزید برآں ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:’’جس شخص نے کافیہ یا ہدایت النحو بھی پڑھی ہوگی وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنوں پر بھی آجاتی ہے۔بلکہ ایسے مقامات میں جب کہ آنے والا واقع متکلم کی نگاہ میں یقنی الوقوع ہو مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں تا کہ اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو اور قرآن شریف میں اس کی بہت ساری نظیریں ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ وَ اِذَا هُمْ مِنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْن (یٰسٓ :52) اور جیسا کہ فرماتا ہے۔وَاِذْقَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِىْ وَ اُمِّىَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ(المائدہ :117)۔ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ(المائدہ:120)۔اور جیسا کہ فرماتا ہے۔ وَنَزَعْنَا مَا فِىْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ(الحجر :48)۔اور جیسا کہ فرماتا ہےوَ نَادٰٓى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ (الاعراف :45)۔اور جیسا کہ فرماتا ہے تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ۔ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ (اللھب: 3،2) اور جیسا کہ فرماتا ہے وَلَوْتَرٰٓى اِذْوُقِفُوْا عَلَى النَّارِ(الانعام :28)اور جیسا کہ فرماتا ہے وَلَوْتَرٰٓى اِذْوُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْ بَلٰى وَرَبِّنَا(الانعام :31)۔اب معترض صاحب فرمادیں کہ کیا یہ قرآنی آیات ماضی کے صیغے ہیں یا مضارع کے۔اور اگر ماضی کے صیغے ہیں تو ان کے معنے اس جگہ مضارع کے ہیں یا ماضی کے۔جھوٹ بولنے کی سزا تو اس قدر کافی ہے کہ آپ کا حملہ صرف میرے پر حملہ نہیں بلکہ یہ تو قرآن شریف پر بھی حملہ ہو گیا۔گویا وہ صرف ونحو جو آپ کو معلوم ہے خدا کو معلوم نہیں اسی وجہ سے خدا نے جا بجا غلطیاں کھائیں اور مضارع کی جگہ ماضی کو لکھ دیا‘‘۔(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 6،7 روحانی خزائن جلد 21 ص 159،160)

قادیانیوں سے سوال: قادیانی اسباب نزول کے طبع مصر 1968ء کی طباعت میں غلطی کے بعد 70 کے عشرے میں

اسے وفات مسیح کی دلیل اور مرزا کی صداقت کا نشان کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے پہلے مرزا قادیانی اور اس کے جانشینوں وغیرہ نے اسے بطور دلیل کیوں پیش نہیں کیا؟ بلکہ عبدالرحمٰن خادم اپنی پاکٹ بک میں اس حدیث کی سند پر بحث کر کے اسے ضعیف اور موضوع ثابت کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارتا رہا۔ قادیانیو! کب تک دنیا کو اس طرح دھوکہ دے کر مرزا قادیانی کی سچائی ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتے رہو گے؟

حدیث نمبر6: ''یُحَدِّثُ اَبُوْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُهِلَّنَّ ابْنُ مَرْیَمَ بِفَجِّ الرَّوْحَاءِ حَاجًّا اَوْ مُعْتَمِرًا اَوْلَیَثْنِیَنَّهُمَا.'' (صحیح مسلم کتاب الحج باب احلال النبی ﷺ وھدیہ حدیث نمبر 1252)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ابن مریم ضرور ضرور فج روحا سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے۔

اس حدیث میں حضور ﷺ نے قسم کھا کر یہ مسئلہ بیان فرمایا اور قسم کے متعلق مرزا صاحب کا حوالہ گزر چکا ہے کہ اس میں تاویل نہیں چل سکتی اور ظاہر پر محمول ہوتی ہے۔

حدیث نمبر7: ''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: لَیْسَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهٗ یَعْنِیْ عِیْسٰی (عَلَیْهِ السَّلَامُ) نَبِیٌّ، وَاِنَّهٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ......الخ''۔ (سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال حدیث نمبر 4324)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اور عیسیٰ (علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ پس جب تم ان کو دیکھو تو انہیں پہچان لینا......الخ۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) چند علامات ذکر فرمائیں۔ جن میں سے کوئی علامت بھی مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔

حدیث نمبر8: ''اَلْاَنْبِیَاءُ اِخْوَۃٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی وَ دِیْنُهُمْ وَاحِدٌ وَ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ لِاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهٗ نَبِیٌّ وَاِنَّهٗ نَازِلٌ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَاعْرِفُوْهُ......الخ.''

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 ص 406 مطبوعہ بیروت بحوالہ حقیقۃ النبوۃ حصہ اول در انوار العلوم جلد 2 ص 508)

ترجمہ: انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے اور میں (محمد ﷺ) عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیوں کہ اس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اور وہ (عیسیٰ بن مریم علیہما السلام) نازل ہونے والے ہیں۔ پس جب انہیں دیکھو تو انہیں پہچان لو......الخ۔ (یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ صاحبِ عسلِ مصفّٰی نے بھی اس حدیث کو اپنی کتاب میں ذکر کرتے ہوئے اِس سے اِستدلال پکڑا ہے۔ دیکھیئے عسلِ مصفّٰی جلد دوم، ص 158، 159، ایڈیشن دوم)

☆ ہمارا چیلنج ☆

مذکورہ بالا ارشادات نبوی ﷺ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول آسمانی کے متعلق یَـنْـزِلُ، یَـمُـوْتُ، یُـدْفَنُ، یَأتِی عَلَیْهِ الْفَنَاء اور ''یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ'' وغیرہ کے الفاظ موجود ہیں جو تمام مضارع مستقبل کے صیغے ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی اور عدم موت پر صریح دلیل ہیں۔ نیز اکثر کتب احادیث میں ''بابِ نزول عیسیٰ علیہ السلام'' موجود ہے۔ اگر یہ درست نہیں تو ہم روئے زمین کے تمام مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان الفاظ کے برعکس ان کی نفی اور ضد لائیں، جیسے یَنْزِلُ کے مقابلہ میں لَا یَنْزِلُ، یَمُوْتُ کے بجائے مَاتَ، یُدْفَنُ کی جگہ دُفِنَ، یَأتِی عَلَیْهِ الْفَنَاء کی جگہ أتٰی عَلَیْهِ الْفَنَاء، لَمْ یَمُتْ کی جگہ مَاتَ، رَفَعَهٗ کی جگہ مَا رَفَعَهٗ یا لَمْ یُرْفَعْ، ''یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ'' کی جگہ ''اِنَّهٗ تَزَوَّجَ وَوُلِدَ لَه'' وغیرہ جیسے الفاظ میں سے کوئی ایک بھی لفظ حضور ﷺ کی صحیح حدیث سے ثابت کریں۔۔۔اور حدیث کی کسی بھی ایک کتاب سے ''باب وفات عیسیٰ علیہ السلام'' دکھائیں۔۔۔اور منہ مانگا انعام حاصل کریں۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔

رفع اور نزول حضرت مسیح علیہ السلام پر اجماعِ امت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسدِ عنصری کے ساتھ رفع الی السماء اور پھر قیامت کے قریب نزول، امتِ محمدیہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ یہ امت چودہ سو سال سے اس عقیدہ پر چلی آرہی ہے۔ وہ بھی کوئی عقیدہ ہے جو دین مکمل ہونے کے چودہ سو سال بعد طے ہو۔ اسلام کے تمام اصول وعقائد طے شدہ ہیں۔ ذیل میں کچھ حوالہ جات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول پر اجماعِ امت کے پیش کیے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

1۔ امام ابوالحسن الاشعریؒ (علی بن اسماعیل بن اسحاق بن سلام الاشعری (260ھ۔۔۔324ھ) جو مرزا قادیانی کے نزدیک تیسری صدی ہجری کے مجدد ہیں، تحریر فرماتے ہیں کہ:

''وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰی أَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَفَعَ عِیسٰی إِلَی السَّمَاءِ''۔ (کتاب الابانة عن اصول الدیانة ص46)

ترجمہ: اور امت کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا ہے۔

2۔ امام المفسرین علامہ اندلسیؒ (ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسیؒ، 654ھ۔۔۔745ھ) اپنی تفسیر البحر المحیط میں امام ابنِ عطیہ مالکی غرناطی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (481ھ۔۔۔542ھ) کا اجماع نقل کرتے ہیں کہ:

''وَأَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلٰى مَاتَضَمَّنَهُ الْحَدِيْثُ الْمُتَوَاتِرُ مِنْ : أَنَّ عِيْسىٰ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) فِي السَّمَآءِ حَيٌّ، وَ أَنَّهٗ يَنْزِلُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ''۔(تفسیر البحر المحیط جلد2،ص756 تحت آیت یا عیسیٰ انی متوفیك طبع مکتبہ معروفیہ کوئٹہ)

ترجمہ: حدیثِ متواتر کے اس مضمون پر امت کا اجماع اور اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہ آخری زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔

3۔ امام المفسرین علامہ اندلسیؒ (ابوحیان محمد بن یوسف الاندلسیؒ ،654ھ---745ھ) تحریر کرتے ہیں کہ:

''وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى أَنّ عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيٌّ فِي السَّمَاءِ وَسَيَنْزِلُ اِلَى الْاَرْضِ''۔

(تفسیر النهر الماد بهامش تفسیر البحر المحیط۔جلد2،ص473)

ترجمہ: ''اور امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ ہیں اور عنقریب زمین پر اتریں گے''۔

4۔ عمدۃ المسفرین الحافظ عماد الدین ابوالفدا اءاسماعیل بن کثیر القرشیؒ الدمشقی (700ھ---774ھ) اپنی مشہور زمانہ تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''وَ قَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَحَادِيْثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهٗ أَخْبَرَ بِنُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِمَاماً عَادِلًا وَحَكَماً مُقْسِطًا''۔(تفسیر ابن کثیر جلد 4 ص132،133 تحت آیت و انہٗ لعلم للساعۃ)

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ سے متواتر حدیثیں وارد ہیں جن میں آپ ﷺ نے قیامت سے پہلے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے امامِ عادل اور منصف حاکم بن کر نازل ہونے کی خبر دی ہے''۔

5۔ علامہ شہاب الدین حافظ احمد بن علی حجر عسقلانی شافعیؒ (773ھ___852ھ) جو مرزا قادیانی کے نزدیک آٹھویں صدی ہجری کے مجدد ہیں، اپنی کتاب اَلتَّلْخِيْصُ الْحَبِيْرُ کتاب الطّلاق میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''وَالْاِجْمَاعُ عَلٰى أَنَّهٗ حَيٌّ فَاتَّفَقَ أَصْحَابُ الْأَخْبَارِ وَالتَّفْسِيْرِ عَلٰى أَنَّهٗ رُفِعَ بِبَدَنِهٖ حَيًّا''۔

(التلخیص الحبیر کتاب الطلاق جلد2،ص214)

ترجمہ: تمام محدثین اور جملہ مفسرین کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بجسدہٖ العنصری زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں۔

6۔ امام سیوطیؒ (ابوالفضل جلال الدین ابوبکر السیوطیؒ (849ھ---911ھ) جو کہ مرزا قادیانی کے نزدیک نویں صدی کے مجدد ہیں، اپنی کتاب ''كِتَابُ الْاِعْلَام بِحُكْمِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَام'' میں لکھتے ہیں کہ:

''أَنَّهٗ يَحْكُمُ بِشَرْعِ نَبِيِّنَا لَا بِشَرْعِهٖ نَصَّ عَلٰى ذٰلِكَ الْعُلَمَاءُ وَوَرَدَتْ بِهِ الْاَحَادِيْثُ وَ انْعَقَدَ عَلَيْهِ

الْاِجْمَاعُ ''۔(الحاوی للفتاوی جلد دوم ص155، کتاب الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام)

ترجمہ: ''عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی ﷺ کی شرع کے مطابق حکم کریں گے نہ کہ اپنی شرع سے جیسا کہ نص کیا اس پر علمائے امت نے، اور اس کی تاکید میں حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور اس پر امتِ محمدی کا اجماع بھی قائم ہو چکا ہے''۔

7۔ امام البکریؒ (ابوالحسن محمد بن عبدالرحمٰن البکری الصدیقی الشافعی (التوفی 905ھ) اپنی تفسیر الواضح الوجیز میں لکھتے ہیں:

''وَالْاِجْمَاعُ عَلٰی اَنَّہٗ حَیٌّ فِی السَّمَاءِ یَنْزِلُ وَ یَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَیُؤَیِّدُالدِّیْنَ''۔

(بحوالہ تفسیر جامع البیان جلد2 ص52 تحت آیت انی متوفیك للشیخ نورالدین السید معین بن السید صفی الدین التوفی 889ھ)

ترجمہ: اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں وہ نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور دین (اسلام) کی تائید کریں گے۔

8۔ مشہور متکلم امام السفارینیؒ (محمد بن احمد بن سلیمان السفارینیؒ، 1114ھ۔۔۔1188ھ) رقم طراز ہیں کہ:

''وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی نُزُوْلِہٖ وَلَمْ یُخَالِفْ فِیْہِ اَحَدٌ مِنْ اَھْلِ الشَّرِیْعَۃِ وَ اِنَّمَااَنْکَرَذٰلِکَ الْفَلَاسِفَۃُ وَالْمَلَاحِدَۃُ مِمَّا لَایُعْتَدُّبِخِلَافِہٖ ''۔(شرح عقیدہ سفاریہ جلد2، ص90)

ترجمہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر امت کا اجماع ہے اور اہلِ شریعت (اسلام) میں سے کسی ایک نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی اور نزول حضرت مسیح علیہ السلام کا انکار صرف فلاسفہ، ملاحدہ اور بے دین لوگوں نے کیا ہے کہ جن کی مخالفت ناقابلِ التفات ہے''۔

9۔ رئیس المتکلمین علامہ سید محمود آلوسیؒ (التوفی 1270ھ) ختم نبوت کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''وَلَا یَقْدَحُ فِیْ ذٰلِکَ مَا اُجْمِعَتِ الْاُمَّۃُ عَلَیْہِ وَ اشْتَھَرَتْ فِیْہِ الْاَخْبَارُ وَلَعَلَّھَا بَلَغَتْ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ الْمَعْنَوِیِّ وَنَطَقَ بِہِ الْکِتَابُ عَلٰی قَوْلٍ وَوَجَبَ الْاِیْمَانُ بِہٖ وَاُکْفِرَ مُنْکِرُہٗ کَالْفَلَاسِفَۃِ مِن نُّزُوْلِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ ''۔(روح المعانی۔جلد22، ص290 تحت آیت ماکان محمد ابا احد طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ: ''اور اس بات سے ختم نبوت کے عقیدہ پر کوئی زد نہیں پڑتی جس پر امت کا اجماع ہے اور اِس پر مشہور روایات موجود ہیں اور شاید کہ یہ تواترِ معنوی کو پہنچی ہوئی ہوں اور ایک تفسیر کی رُو سے یہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے اور اس پر ایمان لانا واجب ہے اور اس کے منکر جیسے فلاسفہ وغیرھم کافر ہیں اور وہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نازل ہونا ہے''۔

10۔ علامہ محدث محمد بن جعفر الکتانیؒ (1274ھ۔۔۔1345ھ) تحریر کرتے ہیں کہ:

"وَقَدْ ذَكَرُوْا أَنَّ نُزُوْلَ سَيِّدِنَا عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثَابِتٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ۔۔۔ الخ"۔

(نظم المتناثر من الحدیث المتواتر،ص147)

ترجمہ: "اور تحقیق علماء نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے"۔

قادیانیوں کے دلائل وفات مسیح علیہ السلام کی تردید

قرآن مجید سے غلط استدلال اور ان کے جوابات

مرزائیوں نے زمانہ ماضی میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لئے موتِ اجل کے آچکنے پر اپنے زعم میں قرآن پاک سے بھی کچھ دلائل دیئے ہیں۔ذیل میں ان کے اہم دلائل کے جواب ملاحظہ ہوں۔

آیت نمبر1:

"فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕوَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ." ﴿المائدہ:117﴾

ترجمہ: "پھر جب آپ نے مجھے اُٹھالیا تو آپ خود اُن کے نگران تھے، اور آپ ہر چیز کے گواہ ہیں"۔(آسان ترجمۂ قرآن)

مرزائی استدلال: قادیانی کہتے ہیں کہ تَوَفَّيْتَنِيْ کا معنی ہے کہ "جب تو نے مجھے موت دے دی"، تو اس طرح یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اگر ہم فوت شدہ تسلیم نہ کریں تو یہ اعتراض لازم آئے گا کہ اب جو عیسائی بگڑے ہوئے ہیں ان کے وہ ذمہ دار ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ جب تک کہ میں ان میں زندہ تھا میں ذمہ دار تھا لیکن جب تو نے مجھے وفات دی تو میں ذمہ دار نہیں رہا اس جواب سے معلوم ہوا کہ وہ اب فوت ہو چکے ہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ وہ موجودہ بگڑے ہوئے تمام عیسائیوں کے ذمہ دار ہیں کیونکہ وہ صاف صاف فرماتے ہیں کہ تَوَفِّي سے پہلے کی زندگی کا میں ذمہ دار ہوں اور تَوَفِّي کے بعد کا ذمہ دار نہیں۔نیز جب بقول تمہارے عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اپنی بگڑی ہوئی امت میں آئیں گے اور ان کو بگڑے ہوئے دیکھیں گے تو قیامت کے روز اللہ کے سامنے کس طرح لاعلمی کا اظہار کرسکیں گے یہ تو نعوذ باللہ جھوٹ بنتا ہے۔

جواب نمبر1:

آیت مذکورہ میں تَوَفَّیۡتَنِیۡ کا معنی وفات اور موت نہیں بلکہ رَفَعۡتَنِیۡ وَقَبَضۡتَنِیۡ کے معنی ہیں اور اکثر مفسرین نے آیت مذکور کے یہی معنی کئے ہیں۔ کوئی مفسر یا مجدد ایسا نہیں ملتا جو بین الفریقین مسلّم ہو اور اس نے اس آیت سے صریحاً وفات مسیح ثابت کر کے رفع ونزول کے عقیدہ سے انکار کیا ہو۔

لہٰذا آیتِ مذکورہ میں تقابل موت وحیات کا نہیں بلکہ موجودگی اور عدم موجودگی کا ہے۔ جس پر مَادُمۡتُ فِیۡهِمۡ کے الفاظ صریح دلیل ہیں کہ مَادُمۡتُ حَیًّا نہیں فرمایا، معلوم ہوا کہ وہ اپنے زمانہ موجودگی کے ذمہ دار ہیں اور عدم موجودگی کے ذمہ دار نہیں بلکہ یہ الفاظ اس بات پر بھی دلیل ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات میں کوئی زمانہ ایسا بھی ہونا چاہیے کہ جس میں آپ ان کے اندر موجود نہ ہوں اور زندہ ہوں۔

جواب نمبر 2:

مرزائیوں کا یہ دعویٰ بھی بے دلیل ہے کہ بگاڑ اور عدمِ بگاڑ میں حدِ فاصل موت ہے۔ بلکہ موجودگی اور عدم موجودگی ہے جیسا کہ مرزائی تحریرات اس پر شاہد ہیں کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کشمیر چلے جانے کے بعد اُن کی وفات سے قبل ہی عقائدِ باطلہ اختیار کر چکے تھے۔ (دیکھیے چشمۂ معرفت، روحانی خزائن، جلد 23، ص 266، تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن، جلد 17، ص 311)

مرزائی اعتراض:

بقول آپ کے جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں اپنی بگڑی ہوئی قوم کے اندر تشریف لائیں گے اور ان کی زبوں حالی ملاحظہ فرمائیں گے تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے کس طرح لاعلمی کا اظہار کر سکیں گے یہ تو غلط بیانی اور صریح جھوٹ ہوگا جو ان کی شان رفیع سے بعید ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور انہیں اپنی بگڑی ہوئی امت کا کوئی علم نہیں ہوگا۔

جواب نمبر 1:

عیسیٰ علیہ السلام سے سوال علم یا لاعلمی کا نہیں ہوگا بلکہ کہنے یا نہ کہنے کا ہوگا یہ مرزائیوں کا صریح دھوکہ اور غلط بیانی ہے ذرا قرآن مجید کی یہ آیت ملاحظہ فرمائیں:

''وَاِذۡ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیۡسَی ابۡنَ مَرۡیَمَ ءَ اَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِیۡ وَاُمِّیَ اِلٰهَیۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبۡحٰنَكَ مَایَكُوۡنُ لِیۡۤ اَنۡ اَقُوۡلَ مَالَیۡسَ لِیۡ بِحَقٍّ ؕ......الخ''۔﴿المائدہ :116﴾

ترجمہ: اور (اس وقت کا بھی ذکر سنو) جب اللہ کہے گا کہ ''اے عیسیٰ ابنِ مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں

کواللہ کے علاوہ دومعبود بناؤ؟'' وہ کہیں گے ''ہم تو آپ کی ذات کو(شرک سے) پاک سمجھتے ہیں۔میری مجال نہیں تھی کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں ۔۔۔۔الخ''۔(آسان ترجمۂ قرآن)

دیکھئے یہاں پر کیسی تصریح موجود ہے کہ سوال کہنے کے متعلق ہے جواب میں بھی کہنے کی نفی ہے نہ یہاں علم کا سوال ہے اور نہ علم کی نفی ہے۔

جواب نمبر2:

اگر عیسیٰ علیہ السلام کے جواب میں علم کی نفی پائی جائے تو بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے آپ اس مکالمے سے پہلے مذکور مکالمے کو بھی ملاحظہ فرمائیں جو تمام انبیاء سے ہورہا ہے کہ جب تمام نبی اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں اپنی ذات کی لاعلمی کا اظہار کررہے ہیں۔حالانکہ تمام نبی اچھی طرح جانتے ہیں کہ انکی امتوں نے انہیں کیا جواب دیا تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْب''۔﴿المائدہ :109﴾

ترجمہ: جس دن اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو اکٹھا فرمائیں گے پس فرمائیں گے تم کیا جواب دیے گئے تھے عرض کریں گے کہ ہمیں علم نہیں بے شک تو ہی غیبوں کا جاننے والا ہے۔

جواب نمبر3:

مرزا صاحب خود تسلیم کررہے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت سے قبل ہی اپنی امت کے بگاڑ کا علم ہوجائے گا لہٰذا اب آپ بتائیں جب انہیں قیامت سے قبل علم ہو چکا تو ان کا نفی علم کا جواب کیسے درست ہوگا؟

فَمَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا(جو تمہارا جواب ہے وہی ہمارا جواب ہے)

حوالہ نمبر1: ''میرے پر یہ کشفاً ظاہر کیا گیا کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دی گئی''۔(آئینہ کمالات اسلام ص254 روحانی خزائن جلد5 ص254)

حوالہ نمبر2: ''خدائے تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری امت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے۔''(آئینہ کمالات اسلام ص268 درحاشیہ روحانی خزائن جلد5 ص268)

یہاں مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر موجود ہونا بھی خود تسلیم کررہا ہے۔

مرزائی اعتراض:

یہاں تَوَفَّیْتَنِیْ کا معنی موت ہی ہے جیسا کہ بخاری شریف میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے جب چند لوگوں کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو آپ نے فرمایا میں اس وقت کہوں گا جیسا کہ عبد صالح نے کہا تھا۔ "اَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ" جب حضور ﷺ تَوَفَّیْتَنِیْ کا لفظ بولیں گے تو یہاں بالاتفاق مراد موت ہے اسی سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مقولہ میں بھی اس سے مراد موت ہے۔

جواب نمبر1:

یہاں بھی مرزائیوں نے اپنی روایتی بے ایمانی، دجل یا اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے یہاں عیسیٰ علیہ السلام اور حضور ﷺ دونوں غیر غیر ہیں جس پر "کَمَا" کا لفظِ تشبیہ دلالت کر رہا ہے کیونکہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مغایرت ضروری ہے اگر حضور ﷺ کا مقولہ بھی وہی مقولہ ہوتا تو آپ "کَمَا" کی بجائے مَا کا لفظ استعمال فرماتے، حضور ﷺ نے جو حدیث میں فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ پڑھا ہے وہ آپ کا مقولہ نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ "کَمَا" کا لفظ تغائر چاہتا ہے ورنہ "کَمَا" کا مفہوم باطل ہو جاتا ہے جیسے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ٥ (المزمل:15)

یعنی "بے شک ہم نے تمہارے پاس ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر (قیامت کے روز) گواہی دیں گے جیسا ہم نے فرعون کے پاس ایک رسول بھیجا تھا"۔

جواب نمبر2:

اگر عیسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی اکرم ﷺ کا مقولہ ایک مان بھی لیا جائے تب بھی تشبیہ کی وجہ سے ان کے معنی میں مغایرت پیدا کرنی پڑے گی لہذا عیسیٰ علیہ السلام جب بولیں گے تو معنی رفع ہوگا اور حضور ﷺ بولیں گے تو معنی موت ہوگا۔ مرزا بھی یہ قاعدہ مانتا ہے کہ: "مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ مغائرت ضروری ہے"۔ (تحفہ گولڑویہ ص63 روحانی خزائن جلد 17 ص193)

جواب نمبر3:

کیا یہ ضروری ہے کہ جب ایک لفظ دو مختلف شخصیتوں پر بولا گیا ہو تو اس کا معنی ایک ہی لیا جائے؟ کیوں نہ دونوں شخصیتوں کیلئے علیحدہ علیحدہ ان کے مناسب معنی لیا جائے ایک ہی لفظ جب دو مختلف اشخاص پر بولا جائے تو حسب حیثیت و شخصیت اسکے جدا جدا معنی ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے عیسیٰ علیہ السلام اپنے حق میں نفس کا لفظ بولتے ہیں اور خدا کیلئے بھی "تَعْلَمُ مَا

فِیۡ نَفۡسِیۡ وَلَا اَعۡلَمُ مَا فِیۡ نَفۡسِکَ'' (المائدہ :١١٦) یعنی آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اس کو نہیں جانتا'' تو کیا خدا اور مسیح کا نفس ایک طرح کا ہے؟ ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کی تَـوَفِّی ، اَخۡذُالشَّیۡءِ وَافِیًا ہے کیونکہ اگر موت مراد لی جائے تو دیگر نصوص صریحہ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا ذکر ہے ان کے خلاف ہوگا۔

جواب نمبر4:

ہم پیچھے براہین احمدیہ اور سراج منیر کے حوالہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ یہاں تـوفـی کا معنی موت نہیں بلکہ پوری نعمت دینے یا ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچانے کے ہیں تو مرزا کے اس معنی کے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ ''اے اللہ جب تو نے مجھے اپنی غالب تدبیر سے ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچالیا اور انکی تدبیروں کو خاک میں ملا دیا یعنی مجھے آسمانوں پر اٹھالیا تو پھر اس کے بعد تو نگران ہے اور میں تو اس وقت تک نگران اور ذمہ دار ہوں جب تک ان میں موجود رہا۔''

آیت نمبر2:

''مَاالۡمَسِیۡحُ ابۡنُ مَرۡیَمَ اِلَّا رَسُوۡلٌ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ''۔ (المائدہ:75)

ترجمہ: مسیح ابن مریم صرف رسول ہیں اور آپ سے پہلے رسول گزر چکے۔

آیت نمبر3:

''وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ''۔(آل عمران:144)

ترجمہ: ''اور محمد (ﷺ) نرے رسول ہی تو ہیں، آپ سے پہلے اور بھی بہت رسول گزر چکے ہیں۔''

ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں اسی طرح نبی اکرم ﷺ سے پہلے بھی تمام رسول فوت ہو چکے ہیں جس سے نتیجہ نکلا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں۔

جواب نمبر1:

کسی مفسر یا مجدد نے یہ معنی مراد نہیں لئے کہ حضور ﷺ سے پہلے تمام نبی فوت ہو چکے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں اگر ہمت ہے تو کسی ایک مجدد کا نام پیش کرو جس نے اس آیت کا مطلب یہ لکھا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

جواب نمبر2: یہاں خَـلَتۡ کے معنی مَـضَـتۡ ہیں جیسا کہ تمام مفسرین نے اس کے یہی معنی کئے ہیں۔قرآن میں اس

کے نظائر موجود ہیں جن میں معنی موت کے نہیں مثلاً:

''وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭقُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ'' ﴿آل عمران:119﴾

ترجمہ: اور (منافقین) جب علیحدہ ہوتے ہیں تو اپنی انگلیاں غصے سے کاٹتے ہیں آپ فرمادیجئے کہ اپنے غصے میں مرجاؤ۔

''كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ'' ﴿الرعد:30﴾۔

ترجمہ: (اے پیغمبر! جس طرح دوسرے رسول بھیجے گئے تھے) اسی طرح ہم نے تمہیں ایک ایسی امت میں رسول بنا کر بھیجا ہے جس سے پہلی بہت سی امتیں گزر چکی ہیں۔ (آسان ترجمہ قرآن)

حالانکہ اس وقت بھی بگڑی ہوئی امتیں موجود ہیں یعنی یہود و نصاریٰ موجود ہیں۔ یہاں بھی قادیانی ذرا ''خَلَوْا'' کا معنی موت کر کے دکھائیں۔

اعتراض:

ہم مانتے ہیں کہ ''خَلَتْ'' کا معنی ''مَضَتْ'' ہے لیکن قرآن مجید نے خود اس کی تصریح کردی ہے فرمایا ''اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ'' اس میں موت اور قتل میں حصر کیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے قبل بھی تمام انبیاء علیہم السلام کا ان دو صورتوں ہی میں حصر ہے یعنی وہ قتل ہوئے ہیں یا مر گئے ہیں نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے موقع پر خطبہ پڑھ کر متعین فرمادیا کہ یہاں خَلَتْ کا معنی موت ہے۔ فرمایا:

''مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اِلٰهَ مُحَمَّدٍ فَاِنَّهٗ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ''۔

ترجمہ:

اور ابوبکر نے کہا کہ جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا ہے تو وہ ضرور فوت ہو گئے ہیں اور جو شخص محمد ﷺ کے خدا کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے نہیں مرے گا۔ (تحفہ غزنویہ ص 49-48، روحانی خزائن جلد 15 ص 581)

جواب:

ہم کہتے ہیں کہ معنی بحال ہے کیونکہ جو خطبہ اس وقت پڑھا گیا ہے اس میں تو رفع مسیح کا ذکر ہے مرزا لکھتا ہے:

''اس قصہ کے متعلق یہ عبارت ہے: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) مَنْ قَالَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَاتَ فَقَتَلْتُهٗ بِسَيْفِيْ هٰذَا وَاِنَّمَا رُفِعَ اِلَى السَّمَاءِ كَمَا رُفِعَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۔۔۔۔ دیکھو ملل نحل جلد ثالث۔'' (تحفہ غزنویہ ص 48 روحانی خزائن جلد 15 ص 580 تا 581)

ترجمہ: عمر بن خطاب کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت ﷺ فوت ہو گئے تو میں اپنی اسی تلوار سے اس کو قتل کر دوں گا بلکہ وہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں جیسا کہ عیسیٰ بن مریم اٹھائے گئے"۔

چیلنج: قادیانی احادیث اور تاریخ کے مجموعہ سے یہ دکھا دیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ کے اس قول کہ "حضرت عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں" کی تردید کسی ایک بھی صحابیؓ نے کی ہو۔۔۔۔تو منہ مانگا انعام حاصل کریں۔

☆ہمارا طریق استدلال

حضرت عمر رضی اللہ عنہ (المتوفٰی 24ھ) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کو مقیس علیہ بنایا ہے جو کہ امر مسلّم تھا اور حضور ﷺ کے رفع کو مقیس بنایا اب جواب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (المتوفٰی 13ھ) نے تردید صرف مقیس کی ہے حالانکہ اگر مقیس علیہ غلط ہوتا تو پہلے اس کی تردید کرتے مقیس کی خود بخود تردید ہو جاتی ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقیس علیہ کی تردید نہ کرنا اور تمام صحابہ کا اس پر سکوت کرنا رفع عیسیٰ علیہ السلام پر تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت کرتا ہے۔نیز یہاں پر اختلاف بھی رفع جسمانی میں تھا کیونکہ حضور ﷺ کا روحانی رفع تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مانتے تھے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو حضور ﷺ کی وفات کے ہی منکر تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع پر قیاس کر رہے تھے۔باقی رہا یہ اعتراض کہ جسد اطہر کے موجود ہوتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات کیوں کہی۔ اس کا جواب مرزا قادیانی نے خود دیا ہے۔

"وَكَانَ مِنَ الْحُزْنِ كَالْمَجَانِيْنَ"۔(تحفہ غزنویہ ص55،روحانی خزائن جلد15 ص588)

یعنی،آپ شدت غم سے دیوانوں کی طرح ہو گئے تھے۔

جواب نمبر3: مرزا نے مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کا ترجمہ یہ کیا ہے یعنی "مسیح ابن مریم میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں"۔
(جنگ مقدس ص7 روحانی خزائن جلد6 ص89)

جواب نمبر4:

اگر خَلَتْ کے عموم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں تو مرزائی صاحبان بتائیں:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً (الرعد:38)

ترجمہ: اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیبیاں اور بچے بھی دیئے"۔

اس آیت کے مطابق تمام رسولوں کیلئے ان کی بیویاں اور اولاد ثابت ہورہے ہیں۔ کیا اس عموم میں عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں اور ان کیلئے بھی اولاد ہے اگر وہ اس عموم سے خارج ہیں تو اسی طرح آیت متنازع فیہا میں بھی سمجھ لیں اسی طرح ہر انسان کیلئے کہا گیا کہ اس کو جوڑے سے ہم نے پیدا کیا اور نطفے سے پیدا کیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی انسان ہیں اور وہ اس عموم سے خارج ہیں اسی طرح متنازع فیہا آیت میں سمجھ لیں۔

جواب نمبر 5: اگر اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے تو موسیٰ علیہ السلام کیسے زندہ ہیں۔

''مَاهُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا''۔

آیت نمبر 4: ''كَانَا يَأْكُلٰنِ الطَّعَامَ'' ﴿المائدہ :75﴾ یعنی ''وہ دونوں کھانا کھاتے تھے''۔

طرز استدلال:

جب حضرت مریم علیہا السلام کا طعام موت سے بند ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی موت سے بند ہے اگر زندہ ہیں تو بتلایا جائے کہ وہ کیا کھاتے ہیں یا پیتے ہیں۔

جواب نمبر 1: جو کھانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں۔

جواب نمبر 2:

اس ظاہری کھانے کے علاوہ بھی اللہ کے نیک بندے زندہ رہ سکتے ہیں اور وہ روحانی غذا ہوسکتی ہے جو مخصوص بندگانِ خدا کو دی جاتی ہے اور یہی غذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملتی ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے اور اسکی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہی ہوتا ہے جس سے اس کے دل کو راحت پہنچتی ہے''۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 57 روحانی خزائن جلد 21 ص 216)

جواب نمبر 3:

امام شعرانیؒ کا حوالہ

علامہ شعرانیؒ (898ھ ـــــ 973ھ) اس سوال کا جواب یوں تحریر فرماتے ہیں:

''قَالَ الْعَلَّامَةُ الشَّعْرَانِيُّ فِي الْيَوَاقِيتِ وَالْجَوَاهِرِ: (فَإِنْ قِيلَ) فَمَا الْجَوَابُ عَنِ اسْتِغْنَائِهِ عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ مُدَّةَ رَفْعِهِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَأْكُلُوْنَ الطَّعَامَ (فَالْجَوَابُ) أَنَّ

الطَّعَامَ اِنَّمَا جُعِلَ قُوتاً لِمَنْ يَعِيشُ فِي الْاَرْضِ لِاَنَّهُ مُسَلَّطٌ عَلَيْهِ الْهَوَاءُ الْحَارُّ وَالْبَارِدُ فَيَنْحَلُ بَدَنُهُ فَإِذَا انْحَلَّ عَوَّضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْغِذَاءِ اِجْرَاءً لِعَادَتِهٖ فِيْ هٰذِهِ الْخِطَّةِ الْغَبْرَاءِ وَأَمَّا مَنْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ فَاِنَّهُ يَلْطُفُهُ بِقُدْرَتِهٖ وَيُغْنِيْهِ عَنِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ كَمَا أَغْنَى الْمَلَائِكَةَ عَنْهُمَا فَيَكُوْنُ حِيْنَئِذٍ طَعَامُهُ التَّسْبِيْحَ وَشَرَابُهُ التَّهْلِيْلَ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنِّيْ أَبِيْتُ عِنْدَ رَبِّيْ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِيْ۔“

﴿الیواقیت والجواہر ج2 ص146، المبحث الخامس والستون فی بیان ان جمیع اشراط الساعة التی اخبرنا بہا الشارع حق لا بد ان تقع کلہا قبل قیام الساعة۔ للعلامہ شعرانی، مطبوعہ مصر﴾

ترجمہ: ”اگر کوئی عیسیٰ علیہ السلام کی بابت یہ سوال کرے کہ آسمان پر قیام کے دوران انہیں کھانے پینے سے کیسے استغناء ہوگا؟ جبکہ ارشادِ باری ہے: ”کہ ہم نے کوئی ایسا جسم نہیں بنایا کہ جو کھاتا پیتا نہ ہو“۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جو زمین پر رہنے والا ہے اس کے بدن کی قوت کے لیے کھانا بنایا گیا ہے اس لیے کہ اس کے جسم پر گرم اور سرد ہواؤں کا عمل دخل ہے جن سے جسم تحلیل ہوتا ہے۔ اس اثر پذیری کے پیش نظر قدرت نے کھانے کے عمل کو رکھ دیا ہے باقی جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں اٹھالیا تو وہاں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت لطیفہ سے کھانے اور پینے سے مستغنی کر دیا جس طرح کہ ملائکہ کو ان دونوں چیزوں سے پاک رکھا ہے بس اُن کا وہاں کھانا پینا تسبیح و تہلیل ہے۔ جس طرح رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے بے شک رات کو مجھے اپنے رب کی طرف سے کھلایا اور پلایا جاتا ہے“۔

جواب نمبر4: جو خوراک آدم علیہ السلام کی تھی وہی عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ“۔ ﴿آل عمران:59﴾ یعنی ”بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم جیسی ہے۔“

جواب نمبر5: اصل بات یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی اُلوہیت توڑنے کیلئے بطور دلیل پیش کی گئی ہے کہ جو کھانے پینے کا محتاج ہو وہ الٰـہ کیسے بن سکتا ہے تو الوہیت کی تردید کیلئے ایک دو دفعہ کا کھانا بھی کافی ہے اگر ہم کہیں کہ مرزا صاحب اور اسکی بیوی اکٹھے کھانا کھایا کرتے تھے تو کیا اس سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اس کی بیوی بھی مرگئی ہے حالانکہ وہ اس کے بعد بڑی مدت تک زندہ رہی۔

آیت نمبر5: ”وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا“۔ ﴿مریم:31﴾

ترجمہ: اور اُس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں۔

قادیانی استدلال:

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اگر وہ زندہ ہیں تو بتائیے کہ وہ زکوۃ کس کو دیتے ہیں

اورنماز کس طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں۔

جواب نمبر1:

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھتے ہیں تو ساتھ ساتھ عیسیٰ علیہ السلام بھی پڑھ لیتے ہیں اور جن غریبوں اور مسکینوں کوزکوٰۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام دیتے ہوں گے انہیں عیسیٰ علیہ السلام بھی دیتے ہوں گے۔

جواب نمبر2:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے نصاب آپ ثابت کردیں غرباء فقراء ہم بتائیں گے۔ نیز یہ بتائیے کہ بچپن میں وہ کیسے نماز پڑھتے تھے اور کن لوگوں کوزکوٰۃ دیتے تھے۔ حالانکہ وہ تو بچپن سے کہہ رہے ہیں وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ ۔ یعنی ’’اوراس نے مجھ کونماز اورزکوٰۃ کاحکم دیا۔‘‘

جواب نمبر3:

اصل بات یہ ہے کہ نماز اورزکوٰۃ کی فرضیت چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ جب تک وہ شرائط نہ پائی جائیں تب تک نماز اورزکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ کیا ہر مسلمان پر ہر وقت نماز اورزکوٰۃ فرض ہے؟ نماز فرض ہوتی ہے جب وقت ہو، جب عاقل بالغ ہو اورزکوٰۃ فرض ہوتی ہے جب صاحب نصاب ہو۔ سال گزر گیا ہو۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام نے یہاں دنیا میں رہتے ہوئے کبھی زکوٰۃ دی تھی؟ انہوں نے نہایت غربت اور عاجزی کی زندگی گذاری ہے ان کے پاس اتنا مال ہی جمع نہیں ہوتا تھا کہ وہ زکوٰۃ دیں۔

احادیث سے وفاتِ عیسیٰؑ پر قادیانیوں کے غلط استدلال کی تردید

حدیث نمبر1: مرزائی عموماً وفات مسیح علیہ السلام پر یہ دلیل بڑے زور وشور سے پیش کرتے ہیں کہ "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ سَنَةً." [1]

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق عیسیٰ ابنِ مریم (علیہم السلام) ایک سو بیس سال زندہ رہے۔ (مرزا قادیانی نے اسے حمامۃ البشریٰ ص26 درحاشیہ روحانی خزائن جلد7 ص207 پر لکھا ہے)

جواب نمبر1: یہ حدیث شریف قابلِ استدلال نہیں ہے کیونکہ کنز العمال میں بغیر سند کے درج ہے اور المعجم الکبیر میں سند تو موجود ہے مگر اس میں راوی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان پر محدثین کا کلام موجود ہے۔

جواب نمبر2:

یہ حدیث عقلاً، روایتاً اور درایتاً محال ہے کیونکہ اس حدیث کے شروع میں یہ مضمون ہے کہ ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی سے آدھی عمر پاتا ہے۔ [2]

اب اگر عیسیٰ علیہ السلام سے دس بیس انبیاء اوپر شمار کئے جائیں تو ان کی عمر لاکھوں کروڑوں سال تک پہنچ جائے گی۔ اگر آدم علیہ السلام تک چلیں تو آدم علیہ السلام کی عمر اس حساب سے اتنی بنے گی کہ موجودہ دور میں حساب کرنے والے تمام کمپیوٹر اور کیلکولیٹر سب فیل ہو جائیں گے۔ حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اوپر بیسویں نبی کی عمر 6 کروڑ 29 لاکھ 14 ہزار 5 سو 60 سال بنتی ہے جو عقلاً اور نقلاً محال ہے اور اگر حضرت آدم علیہ السلام کی عمر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف حساب کیا جائے تو عمر سیکنڈز (Seconds) میں آ جائے گی۔ اور اگر اولوالعزم پیغمبروں کی عمر کا حساب مدِنظر رکھا جائے تو پھر بھی غلط ہے۔ مثلاً: حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تو صرف تبلیغ کی تھی۔ ان کی عمر قریباً ساڑھے تیرہ سو سال ہے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمروں کو دیکھ لیا جائے تو وہ بھی اس قاعدہ وکلیہ سے مطابقت نہیں رکھتی ہیں۔

---

[1] کنز العمال الھندی حدیث نمبر 37732، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر 18464 بَابٌ مَا رَوَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔ طبع دار الکتب العلمیۃ بیروت

[2] لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ اِلَّا عَاشَ نِصْفَ عُمَرَ الَّذِيْ كَانَ قَبْلَهٗ وَ اَنَّهٗ اَخْبَرَنِيْ، اَنَّ عِيْسَى بْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِيْنَ وَمِئَةَ سَنَةً فَلَا اُرَانِيْ اِلَّا ذَاهِبًا عَلٰى رَأْسِ السِّتِّيْنَ۔ (المعجم الکبیر للطبرانی حدیث نمبر 18464، کنز العمال للمتقی الھندی حدیث نمبر 37731، 37732، 32259)

جواب نمبر3:

بفرضِ محال اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس حدیث کا معنی اور مفہوم ایسا لینا ہوگا جو دوسری احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف نہ ہو۔ اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے بعض علمائے کرام نے اس حدیث کی دوسری احادیثِ صحیحہ سے یوں تطبیق دینے کی کوشش کی ہے کہ نبوت سے قبل 40 سال، نبوت کے بعد 33 سال، دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کے بعد 45 سال زندہ رہیں گے۔ اس اعتبار سے مجموعی عمر 118 سال ہوئی اور کسر والے سال ملا کر 120 سال بن جائیں گے اور جس روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سات سال رہنے کا تذکرہ ہے، اس سے مراد دجال کے قتل کے بعد امام مہدی (محمد بن عبداللہ علیہ الرضوان) کی معیت کے سات سال ہیں۔ (دیکھیئے فیض الباری وغیرہ)

اس میں بھی مرزا قادیانی کے تحریر کردہ کشمیر کے 87 سالوں کا کہیں ذکر نہیں ہے۔۔۔۔ قادیانیو! اگر ہمت ہے تو کسی بھی مجدد، مفسر اور محدث جو بین الفریقین مسلّم ہو، کا صحیح قول تو درکنار ضعیف قول ہی دکھادو۔ جس میں یہ تحریر ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام 87 سال کشمیر میں رہے اور پھر وہیں فوت ہو کر مدفون ہو گئے۔

جواب نمبر4: یہاں بھی ''عَـــاشَ'' ماضی کا صیغہ ہے اور یہ امر یقینی ہے جو ابھی واقع نہیں ہوا، اس لئے یہاں صیغہ ماضی استقبال کے معنی پر دلالت کرتا ہے، اس اصول کو مرزا قادیانی نے بھی تسلیم کیا ہے۔
(دیکھیئے تتمہ اربعین نمبر 4 ص 8 روحانی خزائن جلد 17 ص 475، 476 وضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 6، 7 روحانی خزائن جلد 21 ص 159، 160)

جواب نمبر5: بارش کی طرح وحی کے زیر سایہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر

اگر یہ حدیث صحیح تھی تو مرزا قادیانی کو اتنی تضاد بیانی کی کیوں ضرورت پڑی؟؟؟ باوجود اس کے۔۔۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ہم نے یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی وحی سے مجبور ہو کر لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

''اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابنِ مریم سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں **جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔** (حقیقۃ الوحی ص 150، روحانی خزائن جلد 22 ص 153)

اب ہم مرزا قادیانی کی اپنی (خودساختہ الہامی) تحریروں کے اندر بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر میں تضاد پائے جانے کا جائزہ لیتے ہیں:

حوالہ نمبر1: ''اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسیٰ ابنِ مریم نے ایک سوبیس برس عمر پائی۔
(تذکرۃ الشہادتین، ص 27، روحانی خزائن جلد 20 ص 29)

اس میں واقعہ صلیب کے 33 سال اور بعد کے 120 سال ملائیں تو 153 سال عمر بنتی ہے۔

حوالہ نمبر 2: ''اور امام مالک نے کہا ہے کہ عیسیٰ مر گیا اور وہ 33 برس کا تھا جب فوت ہوا۔

(اتمام الحجہ، ص 17، روحانی خزائن جلد 8، ص 294)

اس عبارت میں مرزا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 33 سال تسلیم کر لی ہے۔ اس کے آگے مرزا قادیانی علماء اور مسلمانوں کو بے نُقط سناتے ہوئے لکھتا ہے ''اور پھر یہ لوگ کہیں کہ ان کی حیات پر اجماع ہے۔ شرم۔ شرم۔ شرم''۔

(اتمام الحجہ، ص 17، روحانی خزائن جلد 8، ص 295)

حوالہ نمبر 3: واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسیٰ کی عمر قریباً ۳۳ سال اور حضرت پطرس کی عمر اسوقت تیس چالیس کے درمیان تھی۔ (تحفۃ الندوہ ص 10، روحانی خزائن جلد 19 ص 104)

حوالہ نمبر 4: ایسا ہی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس برس عمر پائی ہے۔ لیکن ہر ایک کو معلوم ہے کہ واقعہ صلیب اس وقت حضرت عیسیٰ کو پیش آیا تھا جب کہ آپ کی عمر صرف تینتیس برس اور چھ مہینے کی تھی اور اگر یہ کہا جائے کہ باقی ماندہ عمر بعد نزول پوری کر لیں گے تو یہ دعوی حدیث کے الفاظ سے مخالف ہے، ماسوا اس کے حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعوے کے بعد چالیس برس دنیا میں رہے گا تو اس طرح پر تینتیس (۳۳) برس ملانے سے کل تہتر (۷۳) برس ہوئے نہ کہ ایک سو بیس (۱۲۰) برس۔ (تحفہ گولڑویہ ص 127، روحانی خزائن جلد 17، ص 311)

حوالہ نمبر 5: ''اور حدیث صحیح سے جو طبرانی میں ہے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس واقعہ کے بعد ستاسی (87) برس زندہ رہے۔ (ست بچن صفحہ ب، روحانی خزائن جلد 10، ص 302)

حوالہ نمبر 6: ''اور احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسیح کی عمر ایک سو پچیس/۱۲۵ برس کی ہوئی ہے''۔ (مسیح ہندوستان میں، ص 53، روحانی خزائن جلد 15، ص 55)

لیکن اسی کتاب کے دیباچہ میں خود ساختہ الہامی مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''سو میں اس کتاب میں یہ ثابت کروں گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے۔۔۔۔ وہ ایک سو بیس برس کی عمر پا کر سری نگر کشمیر میں فوت ہو گئے۔

(مسیح ہندستان میں، ص 12، روحانی خزائن جلد 15 ص 14)

اسی طرح مرزا قادیانی نے تریاق القلوب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 125 سال لکھی ہے۔

(دیکھیئے ضمیمہ نمبر 3 منسلکہ کتاب تریاق القلوب صفحہ ش، روحانی خزائن جلد 15 ص 499)

اسی طرح ایام الصلح میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس کی ہوئی تھی۔ محدثین نے اس حدیث کو اوّل درجہ کی صحیح مانا ہے اور کوئی جرح نہیں کیا گیا''۔ (ایام الصلح ص143، روحانی خزائن جلد14، ص388)

''اور پھر کشمیر میں آئے اور ایک سو بیس (۱۲۰) برس کی عمر پا کر سری نگر میں انتقال ہوا''۔

(ستارۂ قیصریہ ص13، 14 روحانی خزائن جلد15 ص124)

مرزا قادیانی راز حقیقت ص9 روحانی خزائن جلد14 ص161 پر بھی عمر 120 سال لکھتا ہے۔

حوالہ نمبر 7: ''اور پھر سب کے بعد جو آج ہمیں خبر ملی یہ تو ایک ایسی خبر ہے کہ گویا آج اس نے مسلمانوں کے لیے **عید کا دن** چڑھا دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حال میں بمقام یروشلم پطرس حواری کا دستخطی ایک کاغذ پرانی عبرانی میں لکھا ہوا دستیاب ہوا ہے جس کو کتاب کشتی نوح کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے تخمیناً پچاس برس بعد اسی زمین پر فوت ہو گئے تھے۔ اور وہ کاغذ ایک عیسائی کمپنی نے اڑھائی لاکھ روپیہ دے کر خرید لیا ہے۔ کیوں کہ یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ وہ پطرس کی تحریر ہے (تحفۃ الندوہ، ص10 روحانی خزائن، جلد19 ص103)۔ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر 83 سال ہوگئی۔

جواب نمبر 6۔ 23 برس کی متواتر وحی کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر:

مرزا قادیانی کو اگر اس حدیث پر یقین تھا تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے بارے میں شک اور تضاد بیانی کا بازار کیوں گرم کیا ہے؟ حالانکہ وہ لکھتا ہے کہ: ''میں خدا تعالیٰ کی تیئس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں میں اُس کی اِس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اُن تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں''۔

(حقیقۃ الوحی ص150 روحانی خزائن جلد22 ص154)

اب مرزا قادیانی کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے بارے میں متضاد بیان ملاحظہ فرمائیں:

حوالہ نمبر 1: ''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا''۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص473، روحانی خزائن ج3 ص353)

حوالہ نمبر 2: ''اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے''۔

(اتمام الحجۃ، ص18 روحانی خزائن ج8، ص296)

حوالہ نمبر 3: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے۔ اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے۔ اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے۔ اور اس کے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں کی قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں''۔ (اتمام الحجۃ، ص 21 برحاشیہ روحانی خزائن ج 8، ص 299)

حوالہ نمبر 4: ''ہاں بلاد شام میں حضرت عیسیٰ کی قبر کی پرستش ہوتی ہے۔ اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بسال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔ سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے''۔
(ست بچن، روحانی خزائن ج 10، ص 309)

حوالہ نمبر 5: ''بڑا شوق رکھتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ آسمان سے نازل ہو مگر خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مر گیا ہے اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے''۔ (حقیقت الوحی، درحاشیہ ص 101 روحانی خزائن ج 22 ص 104 مثلہٗ راز حقیقت ص 20 روحانی خزائن ج 14 ص 172، دافع البلاء ص 15 روحانی خزائن ج 18 ص 235، کشتی نوح ص 53، 54 روحانی خزائن ج 19 ص 57، 58)

حوالہ نمبر 6: اور کتاب تاریخ طبری کے صفحہ ۷۳۹ میں ایک بزرگ کی روایت سے حضرت عیسیٰ کی قبر کا بھی حوالہ دیا ہے۔ جو ایک جگہ دیکھی گئی یعنی ایک قبر پر پتھر پایا جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ عیسیٰ کی قبر ہے۔ یہ قصہ ابن جریر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جو نہایت معتبر اور آئمہ حدیث میں سے ہے مگر افسوس کہ پھر بھی متعصب لوگ حق کو قبول نہیں کرتے۔
(چشمہ معرفت دوسرا حصہ درحاشیہ ص 251، روحانی خزائن جلد 23 ص 261)

مرزا قادیانی کی یہ آخری تصنیف ہے، گویا یہ مرزا کا آخری عقیدہ ہوا۔ ہم اس روایت کی وضاحت مرزا کے مرید خاص مرزا خدا بخش قادیانی کی تصنیف سے جو مرزا کی تصدیق شدہ ہے، سے کرتے ہیں۔ ہم عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے حوالے سے اس روایت کے حصہ کو نقل کر رہے ہیں، پوری روایت کو عسل مصفٰی سے دیکھا جا سکتا ہے۔
''۔۔۔ عَلٰی رَأْسِ الْجَمَاء جَبَلٌ بِالْعَقِيْفِ مِنْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةَ۔ یعنی (قبر عیسیٰ) پہاڑی کی چوٹی پر ہے جسے جماء کہتے ہیں اور وہ عقیف میں ہے جو نواح مدینہ میں ہے''۔ (عسل مصفٰی جلد اول ص 466، از مرزا خدا بخش قادیانی)

حوالہ نمبر 7: مرزا قادیانی کو اس پر بھی جب یقین نہ آیا تو ایک جگہ لکھا کہ ''تو ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو''۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص 470، روحانی خزائن ج 3، ص 352)

قادیانیو! اب تم ہی اپنے بانی جماعت کے الہاموں پر غور کرو کہ کونسی بات درست ہے؟ یہ اتنے متضاد الہام رحمان کی

طرف سے ہیں یا کہ شیطان کی طرف سے؟ اب آخر میں مرزا قادیانی کا یہ قول بھی پڑھ کر خود ہی فیصلہ کرلیں۔

''ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے، ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سؤروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔ پھر کب ممکن ہے کہ خدا اس کی حمایت کرے''۔
(براہین احمدیہ، حصہ پنجم، ص126، روحانی خزائن جلد 21 ص292)

جواب نمبر 5:

اگر یہ حدیث صحیح ہے تو مرزا قادیانی جھوٹا ہے اس حدیث کی روشنی میں اس کی عمر 32/31 سال ہونی چاہیے جبکہ اس کی عمر 70 سال کے قریب بنتی ہے۔

حدیث نمبر 2:

''لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِيْ''۔

یعنی اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اطاعت کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

جواب نمبر 1:

یہ حدیث درست ہے تو آپ کے بھی خلاف ہوئی کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں ہیں اور مرزا قادیانی موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا قائل ہے۔ (حوالہ گزر چکا ہے)۔

جواب نمبر 2:

اس حدیث کی کوئی سند نہیں یہ ایک بے سند مردود قول ہے اگر کچھ طاقت ہے تو اس کی سند پیش کریں۔

جواب نمبر 3:

صحیح روایت جو سند کے اعتبار سے مشکوٰۃ میں موجود ہے اس میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے ''لَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ''۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص20 شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر 1762)

یعنی اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اطاعت کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

حدیث نمبر 3:

شرح فقہ اکبر کی روایت پیش کی جاتی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام آتا ہے ''لَوْ كَانَ عِيْسٰى حَيًّا لَمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ''۔ یعنی اگر عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اطاعت کے بغیر کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔

جواب:

یہ کاتب کی غلطی ہے۔ ہندوستانی نسخوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے اس غلطی پر 'فقہ اکبر' کی اندرونی شہادتیں موجود ہیں، خاص کر مصنف 'شرحِ فقہ اکبر' ملاعلی قاری حیاتِ مسیح کے قائل ہیں۔

(دیکھئے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اور شرح شفاء وغیرہ)

!!!مرزائیوں کی حالت زار!!!

مرزائی عموماً ایک معمولی سی بات لے کر اس میں رکیک تاویلیں کر کے اپنا اُلو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کسی نے سچ کہا 'ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'۔ مرزائیوں کی اس حالت زار پر یہ رباعی بالکل فٹ ہے جو اخبار جنگ 21 مارچ 1965ء سے ماخوذ ہے:

یہ سب آثار ہیں جہل و جنوں کے
یہ سب اطوار ہیں زار و زبوں کے
یہ چاروں لفظ ہیں مکر و فسوں کے
اگر، لیکن، چنانچہ اور چونکہ

(رئیس امروہوی)

بابِ ششم۔بحثِ ثالث

مسئلہ ختم نبوت واجرائے نبوت

تنقیح موضوع:

جب کوئی مرزائی اجرائے نبوت کے موضوع پر گفتگو کرے، بحث شروع کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ پہلے موضوع اور دعویٰ کو منقح کرلیں، جب تک دعویٰ واضح نہ ہوجائے کسی قسم کی بحث کرنا بالکل بے سود ہے۔

واضح ہو کہ مرزائی مطلق اجرائے نبوت کے قائل نہیں بلکہ ایک خاص قسم کی نبوت کے حضورﷺ کے بعد جاری ہونے کے قائل ہیں لہذا ضروری ہے کہ پہلے اس خاص قسم کو واضح کیا جائے جو ان کے نزدیک جاری ہے پھر اس خاص دعویٰ کے مطابق اس قسم کی خاص دلیل کا مطالبہ کیا جائے کیونکہ دعویٰ اور دلیل میں مطابقت ضروری ہے ورنہ یہ کھلی بددیانتی ہے کہ دعویٰ خاص ہو اور دلیل اس کیلئے عام پیش کی جائے ہم بلاخوف وتردّد دعویٰ کرتے ہیں کہ قادیانی اپنے خاص دعویٰ کے مطابق قرآن وحدیث سے ایک بھی صحیح دلیل پیش نہیں کرسکتے۔

قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی اقسام

حوالہ نمبر1:

''میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں۔ایک جو شریعت لانے والے ہیں، دوسرے جو شریعت تو نہیں لاتے لیکن ان کو بلاواسطہ نبوت ملتی ہے اور کام وہ پہلی امت کا ہی کرتے ہیں جیسے سلیمان، زکریا، یحیٰ علیہم السلام اور ایک وہ جو نہ شریعت لاتے ہیں اور نہ ان کو بلاواسطہ نبوت ملتی ہے لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں اور سوائے آنحضرتﷺ کے کوئی نبی اس شان کا نہیں گزرا کہ اس کی اتباع میں ہی انسان نبی بن جائے''۔

(القول الفصل ص 14 اَز مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی دَر انوار العلوم جلد دوم، ص 276-277)

حوالہ نمبر2:

''اس جگہ یہ یاد رہے کہ آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے اوّل تشریعی نبوت۔۔۔۔ایسی نبوت کو مسیح موعود نے

حقیقی نبوت سے پکارا ہے۔دوئیم وہ نبوت جس کے لئے تشریعی یعنی حقیقی ہونا ضروری نہیں ۔۔۔ایسی نبوت حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے۔تیسری قسم نبوت کی **ظلی نبوت ہے**۔۔۔مگر آپ (ﷺ) کی آمد سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہوگیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا۔" (کلمۃ الفصل ص112، 113 دربارہ مسئلہ کفر واسلام أزمرزا بشیر احمد ایم اے)

حوالہ نمبر3:

"انبیاء علیہم السّلام دو قسم کے ہوتے ہیں: (1) تشریعی (2) غیر تشریعی۔پھر غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: (1) براہ راست نبوت پانے والے۔(2) نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت حاصل کرنے والے۔۔۔آنحضرت ﷺ کے پیشتر صرف پہلی دو قسم کے نبی آتے تھے"۔(مباحثہ راولپنڈی ص175)

☆**تبصرہ:** مذکورہ بالا حوالہ جات سے قادیانیوں کا دعویٰ واضح ہوگیا کہ ان کے نزدیک نبوت کی تین قسمیں ہیں جن میں دو بند ہیں۔ایک خاص قسم (ظلی بروزی) جو کہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے وہ جاری ہے لہٰذا اب خاص دعویٰ کے مطابق ان سے خاص دلیل کا مطالبہ ہونا چاہیے۔قادیانیوں سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ ہمیں قرآن وحدیث کی وہ دلیل پیش کرو جس میں:

1۔ ظلی بروزی نبوت کا ذکر ہو۔

2۔ وہ نبوت حضور ﷺ کے بعد جاری ہوئی ہو۔

3۔ وہ نبوت کسبی ہو وہبی نہ ہو۔

4۔ وہ نبوت مرزا قادیانی کے علاوہ کسی کو نہ مل سکتی ہو۔

ہم بلا خوفِ تردید یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ان تنقیحات اربعہ کے مطابق وہ اپنے دعویٰ پر ایک دلیل بھی پیش نہیں کر سکتے۔

☆ایک ضروری تنبیہ☆

قادیانیوں کی سب سے بڑی عیاری یہ ہے کہ دعویٰ تو اس خاص قسم کی نبوت کا ہے لیکن وہ عام موضوع اجرائے نبوت رکھ کر بحث شروع کر دیتے ہیں اور ایسے عام دلائل پیش کرتے ہیں جو ان کے خاص دعویٰ کے مطابق نہیں ہوتے بلکہ وہ دلائل ان کے اپنے مسلمات کے خلاف ہوتے ہیں۔

نوٹ: اکثر اوقات مرزائی امکان نبوت کی بحث چھیڑ دیتے ہیں یہاں امکان کی بحث نہیں ہے وقوع کی بحث ہے اگر وہ امکان کی بحث چھیڑیں تو تریاق القلوب کی درج ذیل عبارت پیش کریں:

’’مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اسے جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ (پاخانہ) اٹھاتے ہیں اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لے کر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اسے جہنم میں ڈالے گا لیکن باوجود اس امکان کے جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا۔‘‘

(تریاق القلوب ص 67 روحانی خزائن جلد 15 ص 280/279)

جب یہ عبارت پڑھیں تو ساری پڑھ دیں کیونکہ عموماً تھوڑی سی عبارت پڑھنے کے بعد مرزائی کہتے ہیں کہ آگے پڑھو اور مجمع پر برا اثر ڈالتے ہیں۔ یہاں پر یہ واقعہ بھی ملحوظ خاطر رہے جب حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں تجارتی سفر پر روم گئے تھے اور قیصر روم نے انہیں اپنے دربار میں بلا کر سوال پوچھے تھے جن میں سے ایک سوال حضور ﷺ کے خاندان کے بارے میں بھی تھا جس کا انہوں نے جواب دیا تھا کہ وہ ایک بلند مرتبہ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور قیصر روم کا اس پر تبصرہ یہ تھا کہ انبیاء عالی نسب قوموں سے ہی مبعوث کیے جاتے ہیں۔ (دیکھو صحیح البخاری جلد 1 ص 4 کتاب الایمان باب کیف کان بدالوحی حدیث نمبر 7)

اجرائے نبوت پر مرزائیوں کے دلائل

آیت نمبر 1:

1 ﴿ ’’یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ ......الخ‘‘۔ (الاعراف:35)

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے کچھ پیغمبر آئیں جو تمہیں میری آیتیں پڑھ کر سنائیں ......الخ (آسان ترجمۂ قرآن)

قادیانی طرز استدلال: یہاں یَاۡتِیَنَّکُمۡ مضارع کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو کہ حال اور استقبال پر دلالت کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ نبوت ہمیشہ کیلئے جاری ہے اور یہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔

جواب نمبر 1:

آپ کی دلیل دعوے کے مطابق نہیں کیونکہ رسول کا لفظ عام ہے اور تمہارا دعویٰ خاص قسم کی ظلی و بروزی نبوت کا ہے۔ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ: ''رسول کا لفظ عام ہے جس میں رسول اور نبی اور مُحَدَّث داخل ہیں''۔

(آئینہ کمالات اسلام ص 322 روحانی خزائن جلد 5 ص 322)

جواب نمبر 2:

اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس میں تینوں قسمیں جاری ثابت ہو جائیں گی حالانکہ تم خود دو قسمیں بند مان چکے ہو، لہذا یہ آیت تمہارے بھی اسی طرح خلاف ہے جس طرح ہمارے خلاف ہے۔ مَاهُوَ اجَوَابُكُم فَهُوَ جَوَابُنَا۔

جواب نمبر 3:

اگر یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو اس سے ثابت ہوگا کہ عیسائی، ہندو، سکھ حتی کہ کوئی بھی مذہب /فرقہ یا قوم کا نبی ہوسکتا ہے کیونکہ بنی آدم میں سب شامل ہیں۔

جواب نمبر 4:

اگر یہ آیت اجرائے نبوت کیلئے دلیل مان بھی لی جائے تو مرزا صاحب پھر بھی نبی نہیں بن سکتے کیونکہ بقول (مرزا) وہ آدم کی اولاد ہی نہیں مرزا صاحب فرماتے ہیں:

ے کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 97 روحانی خزائن جلد 21 ص 127)

اگر وہ بنی آدم میں سے تھا جیسا کہ ظاہر ہے تو پھر اس نے یہ جھوٹ بولا۔ جھوٹا اور کذّاب نبی نہیں ہوسکتا۔ رہی کسر نفسی والی تاویل تو وہ بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ ایسی کسر نفسی کسی عقل مند انسان نے آج تک نہیں کی، باقی اس کی کسر نفسی کی حقیقت اس کے دیگر دعاوی اور تعلیمات سے واضح ہے۔ سنئے مرزا صاحب کی تعلیمات: ے

1۔ ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رُو سے خدا کی تائید مسیح ابنِ مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ (دافع البلاء ص 20 روحانی خزائن جلد 18 ص 240)

استادمحترم مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں:

ابنِ ملجم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بدتر غلام احمد ہے

مرزا مزید لکھتا ہے:

2۔ روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص113 روحانی خزائن جلد21 ص144)

3۔ کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

4۔ آدم نیز احمدِ مختار
در برم جامہ ہمہ ابرار

5۔ آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام

(نزول المسیح ص99 روحانی خزائن جلد18 ص477)

6۔ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے

(نزول المسیح ص99 روحانی خزائن جلد18 ص477)

جواب نمبر5:

یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو مرزا صاحب کو پیش کرنی چاہیے تھی، حالانکہ مرزا نے کسی کتاب میں بھی اس آیت کو پیش نہیں کیا۔ کوئی مرزائی اگر مرزا کی کتاب سے یہ دلیل دکھا دے تو منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

جواب نمبر6:

تحقیقی جواب یہ کہ عبارت کا سیاق وسباق دیکھنے سے یہ بات روز روشن سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں پر حکایت ماضی کی ہے چنانچہ یہاں سے دو رکوع قبل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش کا ذکر ہے تمام واقعہ بڑی تفصیل سے اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں اور اس ضمن میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ جب ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتار دیا

توان کو یہ خطاب کیا گیا۔اس سورہ میں چار جگہوں پر بنی آدم سے خطاب کیا گیا ہے۔

1﴾ "یٰبَنِیٓ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکُمۡ لِبَاسًا"۔ ﴿الاعراف26﴾

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا ہے۔(آسان ترجمۂ قرآن)

2﴾ "یٰبَنِیٓ اٰدَمَ لَایَفۡتِنَنَّکُمُ الشَّیۡطَانُ "۔﴿الاعراف27﴾

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! شیطان کو ایسا موقع ہرگز ہرگز نہ دینا کہ وہ تمہیں فتنہ میں ڈال دے۔(آسان ترجمۂ قرآن)

3﴾ "یٰبَنِیٓ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ "﴿الاعراف35﴾

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! اگر تمہارے پاس تم ہی میں سے کچھ پیغمبر آئیں۔(آسان ترجمۂ قرآن)

4﴾ "یٰبَنِیٓ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ "﴿الاعراف31﴾

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو اور بیٹیو! جب کبھی مسجد میں آؤ تو اپنی خوش نمائی کا سامان (یعنی لباس جسم پر) لے کر آؤ۔(آسان ترجمۂ قرآن)

ان چار جگہوں پر اولادِ آدم کو خطاب کیا گیا ہے اور یہ حضور ﷺ کے سامنے ماضی کی حکایت کی گئی ہے حضور ﷺ یا آپ ﷺ کی امت کو خطاب نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ کی امت کو "یٰاَیُّھَاالنَّاسُ" اور "یٰاَیُّھَاالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡ" سے خطاب کیا جاتا ہے۔"یٰبَنِیٓ اٰدَمَ" سے اس امت کو خطاب نہیں کیا گیا۔ہاں اگر پہلے حکم کا نسخ نہ ہو اور اس حکم میں یہ امت بھی شامل ہو جائے تو یہ علیحدہ بات ہے چنانچہ اس کے بعد اس وعدہ کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ تفصیلاً بیان کیا جیسے "وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا" وغیرہ اس سلسلہ کو بیان کرتے کرتے آگے چل کر فرمایا "ثُمَّ بَعَثۡنَا مِنۡ بَعۡدِھِمۡ مُّوۡسٰی" پھر دور تک موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ چلا گیا، حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ تک سلسلۂ نبوت کو پہنچا دیا اور پھر نبی کریم ﷺ کا تذکرہ یوں فرمایا:

"قُلۡ یٰاَیُّھَاالنَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا"۔﴿الاعراف158﴾

ترجمہ: (اے رسول! اِن سے) کہو کہ "اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں"۔(آسان ترجمۂ قرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نازل کرنے کے بعد رسولوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا اور پھر اس کے بعد اپنے وعدے کے مطابق جن رسولوں کو بھیجا ان کی ایک مختصر تاریخ بیان کی حتی کہ اس رسالت کو حضور ﷺ تک پہنچا کر آپ ﷺ پر نبوت و رسالت کے سلسلہ کو مکمل فرما دیا، اب کسی نئے نبی یا شریعت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

جواب نمبر7:

اگراس آیت سے نبوت جاری ثابت ہوتی ہےتو اس قسم کی یہ آیت بھی موجود ہے فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۔(البقرہ:38)

ترجمہ:''پھر اگر آوے تمھارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت،سو جو شخص پیروی کرے گا میری اس ہدایت کی تو نہ کچھ اندیشہ ہوگا ان پر،اور نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے''۔

اس آیت میں بھی وہی ''یَاْتِیَنَّکُمْ'' ہےاوراس کا سیاق وسباق بھی وہی ہے اگراس آیت سے نبوت ورسالت جاری ہےتو اِس آیت سے شریعت جاری ہے حالانکہ وہ تمہارے نزدیک بھی بند ہے۔**مَا هُوَ جَوَابُکُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا۔**

مرزائی اعتراض:

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس آیت سے شریعت کا جاری ہونا ثابت ہوتا ہےلیکن اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ...... الخ۔۔اِس آیت سے ثابت ہوگیا کہ دین اورشریعت مکمل ہوچکی ہےلہٰذا اب کسی قسم کی نئی شریعت کی ضرورت نہیں رہی۔

جواب: جیسے اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ شریعت مکمل ہوگئی مزید شریعت کی ضرورت نہیں رہی اسی طرح آیت ''خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' سے یہ ثابت ہوگیا کہ سلسلہ نبوت ورسالت بھی ختم ہوگیا۔

اس کا ایک جواب یہ بھی ہے کہ ''کُمْ''،ضمیر کا مخاطب کون ہے؟امتِ مسلمہ یا قادیانی گروہ؟؟؟۔۔۔۔فَافْهَمْ۔

آیت نمبر2:

''اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ''۔﴿الحج 75﴾

۔یعنی بیشک اللہ تعالیٰ فرشتوں اورآدمیوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو چن لیتا ہے۔

قادیانی طرزِ استدلال:

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری ہے۔''یَصْطَفِیْ ''مضارع کا صیغہ ہے جو حال واستقبال دونوں پر دلالت کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اورلوگوں سے رسول چنتا رہے گالہذا ہمارا مدعا ثابت ہوا۔

جواب نمبر1:

یہ دلیل بھی دعویٰ کے مطابق نہیں، دلیل اور دعویٰ میں مطابقت ثابت کیجئے کیونکہ تمہارا دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام ہے جب کہ رسول کا لفظ مرزا قادیانی کے نزدیک عام ہے۔

(دیکھیے آئینہ کمالات اسلام 322 روحانی خزائن جلد 5 ص 322، ایام الصلح 170 حاشیہ ص 17 روحانی خزائن جلد 14 ص 419)

اور مرزا قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں، ''ایک عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔''

(نور القرآن نمبر 2 ص 44 روحانی خزائن جلد 9 ص 444)

جواب نمبر 2:

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ''یَصْطَفِیْ'' فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چنے گا حالانکہ تم جس نبوت کے اجراء کے قائل ہو وہ اللہ تعالیٰ کے چننے سے نہیں بلکہ اطاعت (کسب) سے حاصل ہوتی ہے۔

جواب نمبر 3:

آپ کا دعویٰ حضور ﷺ کے بعد نبوت جاری ہونے کا ہے اس میں حضور ﷺ کے بعد کا کوئی ذکر نہیں بلکہ مطلق ہے لہذا اس اعتبار سے دعویٰ آپ کی دلیل کے مطابق نہیں رہا۔

آیت نمبر 3:

''وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا''۔﴿النساء:69﴾

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے تو وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے، یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ اور وہ کتنے اچھے ساتھی ہیں!''۔(آسان ترجمۂ قرآن)

طرز استدلال:

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی امت کو آپ کی اطاعت سے نبوت حاصل ہوتی ہے جس طرح آپ کی اطاعت سے امت میں صالح شہید اور صدیق ہوتے ہیں اسی طرح آپ کی اطاعت سے نبی بھی ہوتے ہیں اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ کی اطاعت والی نبوت جاری ہے لہذا ہمارے دعویٰ کیلئے یہ صریح دلیل ہے کیونکہ بالاتفاق حضور ﷺ کی اطاعت سے تین درجے ہوتے ہیں۔ اس لئے آیت کا یوں معنی کرنا درست نہیں ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ان چار قسم کے لوگوں کے ساتھ ہونگے اور انہیں ان کی رفاقت حاصل ہوگی بلکہ جب تین درجے اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں تو

چوتھا درجہ بھی اطاعت سے حاصل ہوگا وہ نبوت کا درجہ ہے اور یہاں پر مع کا معنی وہی ہے جو ''تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ'' میں ہے۔

جواب نمبر 1: کسی ایک مجدد یا مفسر سے اپنے معنی کی توثیق پیش کریں۔

جواب نمبر 2: دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ ''اَلنَّبِیّٖنَ'' کا لفظ نبیوں کی تمام اقسام کو شامل ہے اگر اطاعت سے نبوت حاصل ہو رہی ہے تو وہ ہر قسم کی ہوگی اور یہ تمہارے اپنے عقیدے اور دعویٰ کے خلاف ہے۔

جواب نمبر 3: **شان نزول**

آیت کے شان نزول سے مطلب بخوبی واضح ہو رہا ہے۔ شان نزول یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ایک غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ جنت میں آپ بہت بلند مقام پر ہوں گے اور ہم خدا جانے کہاں ہونگے کیا ہماری آپ سے ملاقات ہو سکے گی اور ہم اپنی آنکھوں کو آپ کے دیدار سے ٹھنڈا کر سکیں گے دنیا میں تو جب تھوڑی دیر بھی ہم آپ سے جدا ہوتے ہیں تو آپ کی جدائی قابل برداشت نہیں ہوتی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو ان نیک لوگوں کی رفاقت حاصل ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ یہاں درجات کا ذکر نہیں ہے بلکہ محض رفاقت کا ذکر ہے۔ (دیکھیئے تفسیر البحر المحیط، جلد 3، ص 408، تحت آیت مذکور، طبع مکتبہ معروفیہ کوئٹہ، التفسیر المظہری جلد دوم، ص 161 تحت آیت مذکور طبع دہلی)

جواب نمبر 4:

اسی آیت کی تفسیر میں عمدۃ المفسرین حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر (التوفی 774ھ) ایک حدیث لائے ہیں جسے امام ترمذی (ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی، التوفی 279ھ) نے روایت کیا ہے جو بعینہٖ اس آیت کی طرح ہے، فرمایا:

''اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ''۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 1 ص 523، مطبوعہ بیروت، تحت آیت سورۃ النساء: 69، جامع ترمذی ص 145 اَبْوَابُ الْبُیُوْعِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَابُ: التُّجَّارُ، وَتَسْمِیَةُ النَّبِیِّ ﷺ اِیَّاهُمْ، حدیث نمبر 1209)

یعنی سچے، امانت دار تاجر کا انجام انبیاء اور صدیقین، اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا۔

تو کیا یہاں پر یہ مطلب ہوگا کہ سچا تاجر بھی نبی اور صدیق بن جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ سچے تاجروں کو ان لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی؟؟؟

مرزائی اعتراض:

اگر آیت میں درجات کا ذکر نہیں اور محض رفاقت کا ذکر ہے تو آپ نے تین درجے صدیق، شہید اور صالح کہاں سے

نکال لیے کیونکہ بقول آپ کے اس آیت کا معنی یوں ہوگا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ نبیوں کے ساتھ ہوگا وہ خود نبی نہیں ہوگا اور اسی طرح وہ صدیقوں کے ساتھ ہوگا خود صدیق نہیں بنے گا حالانکہ اس طرح تمہارے نزدیک بھی نہیں۔

جواب نمبر 1: اس آیت میں اس بات کا قطعاً ذکر نہیں ہے کہ کوئی شخص اطاعت کر کے نبی یا صدیق یا شہید ہوگا یا نہیں بلکہ یہاں مقصود صرف اطاعت کا نتیجہ بیان کرنا ہے کہ جو اطاعت کرے گا اس کو ان حضرات کے ساتھ رفاقت فی المکان حاصل ہوگی۔

جواب نمبر 2: ہم جو یہ سمجھتے ہیں کہ اطاعت کرنے سے نبی نہیں ہوگا یہ مقدمہ اس آیت سے نہیں بلکہ دوسری آیتوں کی بناء پر ہے جیسے خاتم النبیین والی آیت کیونکہ خاتم الصدیقین اور خاتم الشہداء اور خاتم الصالحین کی کوئی آیت نہیں ہے اگر اس طرح خاتم النبیین کی آیت بھی نہ ہوتی تو ہم نبوت بھی مان لیتے لیکن نبوت کا درجہ ماننے سے یہ آیت اور اس جیسی اور نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ مانع ہیں۔

جواب نمبر 3:

اطاعت سے تین درجے جو ہم مانتے ہیں وہ اس آیت سے نہیں مانتے کیونکہ اس آیت میں درجات کا ذکر ہی نہیں وہ دوسری آیتوں سے مانتے ہیں جن میں درجات کا ذکر ہے اور جن آیات میں درجات بیان کئے گئے ہیں وہاں نبوت کا درجہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ''۔﴿الحدید19﴾

ترجمہ: ''اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں، وہی اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔''

(آسان ترجمۂ قرآن)

دیکھئے یہاں درجوں کا ذکر ہو رہا ہے رفاقت اور معیت کا ذکر نہیں ہے تو یہاں ''اُولٰٓئِكَ هُمُ النَّبِيُّوْنَ'' نہیں فرمایا بلکہ ''صِدِّيْقُوْنَ'' اور ''شُهَدَآءُ'' فرمایا ہے۔

جواب نمبر 4: اگر بقول آپ کے اطاعت سے یہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہم سوال کرتے ہیں کہ یہ درجات کیسے ہیں کیا حقیقی یا ظلی یا بروزی۔ اگر اطاعت سے نبی ظلی اور بروزی بنتے ہیں تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی اور بروزی ہونے چاہییں اور اگر وہ تین درجے حقیقی ہیں تو نبی بھی حقیقی ہونا چاہیے یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جب اطاعت کرنے سے یہ چار درجے حاصل ہوتے ہیں ان میں سے تین تو حقیقی ہوں اور ایک ظلی / بروزی ہو، یا چاروں حقیقی مانو یا چاروں ظلی / بروزی اور اگر کہو کہ ظلی / بروزی صدیق، شہید نہیں ہوتے۔ اول تو یہ مسلّم نہیں اگر مان بھی لیا جائے تو ہم کہتے ہیں کہ ظلی بروزی نبی بھی کوئی نہیں یہ بھی

تمہاری جدید اصطلاح ہے اور اگر کہو کہ ظلی شہید ہوتے ہیں تو ہم پوچھتے ہیں کیا ظلی اور حقیقی شہید کا حکم ایک ہے؟ اور یہ ظاہر ہے کہ حکم ایک نہیں کیونکہ مطعون اور غریق وغیرہ شہداء کو غسل دیا جاتا ہے حالانکہ حقیقی شہید کو غسل نہیں دیا جاتا معلوم ہوا کہ حکم ایک نہیں اور تمہارے نزدیک ظلی نبی کے احکام وہی ہیں جو حقیقی نبی کے ہیں کیونکہ تمہارے نزدیک ظلی نبی کا منکر کافر ہے۔

(دیکھئے حقیقت الوحی ص163 روحانی خزائن جلد22 ص167)

مرزائی اعتراض: یہاں ''مَعَ'' بہ معنیٰ ''مِنْ'' ہے۔

جواب نمبر1:

اوّل تو ہم یہ تسلیم ہی نہیں کرتے کہ ''مَعَ'' بمعنیٰ ''مِنْ'' کے ہوتا ہے کیونکہ کلام عرب میں ''مَعَ / مِنْ'' کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا اگر یہ ''مِنْ'' کے معنی میں ہوتا تو ''مَعَ'' پر ''مِنْ'' داخل نہ ہوسکتا حالانکہ کلام عرب میں اس کا ثبوت ملتا ہے دیکھو لغت کی مشہور کتاب ''اَلْمِصْبَاحُ الْمُنِيْر'' میں ہے: وَدُخُوْلِ مِنْ عَلَيْهِ نَحْوُ جِئْتُ (مِنْ مَعِهٖ)۔'' (المصباح المنیر ص576 بحث لفظ مع طبع ثانی دار المعارف) یعنی عرب ''جِئْتُ مِنْ مَّعَ الْقَوْمِ'' بولتے ہیں پس ''مَعَ'' پر ''مِنْ'' کا داخل ہونا اس بات کا مشعر ہے کہ ''مَعَ'' کبھی ''مِنْ'' کے معنی میں نہیں آتا۔ باقی رہی وہ آیات جو قادیانیوں نے مغالطہ دیتے ہوئے پیش کی ہیں ان میں سے کسی ایک آیت میں بھی ''مَعَ / مِنْ'' کے معنوں میں نہیں ہے۔ دیکھئے ''وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَار'' کی تفسیر میں مشہور مفسر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (543ھ-606ھ) کیا معنی کرتے ہیں جو کہ مرزا قادیانی کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدّد بھی ہیں:

''اَنَّ وَفَاتَهُمْ مَعَهُمْ هِيَ أَنْ يَّمُوْتُوْا عَلٰى مِثْلِ اَعْمَالِهِمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِيْ دَرَجَاتِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَدْ يَقُوْلُ الرَّجُلُ اَنَا مَعَ الشَّافِعِيِّ فِيْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ وَيُرِيْدُ بِهٖ كَوْنَهٗ مَسَاوِيًا لَّهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْاِعْتِقَاد''۔

﴿تفسیر کبیر جلد3 ص127 تحت آیت193 سورہ آلِ عمران، طبع مصر1308ھ﴾

ترجمہ: ''ان کا ان (ابرار) کے ساتھ وفات پانا اس طرح ہوگا کہ وہ ان نیکوں جیسے اعمال کرتے ہوئے انتقال کریں تاکہ قیامت کے دن ان کا درجہ پالیں جیسے کبھی کوئی آدمی کہتا ہے کہ میں اس مسئلہ میں شافعیؒ کے ساتھ ہوں اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا اعتقاد رکھنے میں وہ اور امام شافعیؒ برابر ہیں۔ (نہ یہ کہ وہ درجہ امام شافعیؒ تک پہنچ گیا)۔''

جواب نمبر2:

بفرضِ محال اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ ''مَعَ / مِنْ'' کے معنی میں بھی کسی جگہ استعمال ہوتا ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آگیا

کہ اس آیت میں بھی ''مَعَ رمِنْ'' کے معنی میں ہے یہاں پر کسی ایک مفسر نے بھی یہ معنی نہیں لئے۔

جواب نمبر 3:

جب کوئی لفظ دو معنوں میں مستعمل ہو تو دیکھا جاتا ہے کہ حقیقی معنیٰ کون سا ہے اور مجازی معنی کون سا ہے؟ جب تک معنیٰ کی حقیقت ''مُتَعَذَّرْ'' نہ ہو تو مجازی معنی کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا ''مَعَ'' معیت اور رفاقت کے معنی میں حقیقت ہے اور یہاں حقیقت ''مُتَعَذَّرْ'' نہیں ہے بلکہ ''وَحَسُنَ أُولَـٰئِكَ رَفِيقًا'' کا جملہ صاف اور صریح دلالت کر رہا ہے کہ یہاں ''مَعَ'' معیت کے معنی میں ہے ورنہ یہ جملہ کلام الٰہی میں بالکل بے فائدہ اور زائد ہوگا کیونکہ جب اطاعت کرنے سے وہ لوگ خود نبی اور صدیق بن گئے تو پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ ان لوگوں کی رفاقت اچھی ہوگی۔

جواب نمبر 4:

اگر ''مَعَ'' کا معنی ''مِنْ'' لیا جائے تو درج ذیل آیات کا کیا معنی ہوگا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ......الخ اور اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ............؟؟؟

جواب نمبر 5:

مشہور مفسر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (543ھ-606ھ) جو مرزا کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں انہوں نے تمہارے معنی کی صریح اور واضح تردید کی ہے:

''وَمَعْلُوْمٌ أَنَّهٗ لَيْسَ الْمُرَادُ مِنْ كَوْنِ هٰؤُلَاءِ مَعَهُمْ هُوَ أَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ فِيْ عَيْنِ تِلْكَ الدَّرَجَاتِ لِاَنَّ هٰذا مُمْتَنِعٌ''۔ (تفسیر کبیر جلد 3 ص 264 طبع مصر 1308ھ تحت آیت مذکور)

ترجمہ: ''یہ بات معلوم ہو کہ یہاں ان کے ساتھ ہونے سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ ان ہی کے درجہ میں ہوں گے کیونکہ یہ بات محال ہے۔''

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ مرزا قادیانی کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں شاید انہیں بذریعہ کشف معلوم ہو گیا تھا کہ قادیانیوں نے اس آیت سے غلط استدلال کرنا ہے لہٰذا آٹھ سو سال قبل انہوں نے اس کی وضاحت کر کے قادیانیوں کے استدلال کی دھجیاں اُڑا دیں۔

جواب نمبر 6:

مرزا نے خود اقرار کیا کہ اطاعت کرنے سے اور ''فَنَا فِی الرَّسُوْل'' ہو جانے سے نبوت نہیں ملتی بلکہ زیادہ سے زیادہ

''مُحَدَّثِيَّتْ'' کا درجہ حاصل ہوسکتا ہے اس سے نہیں بڑھ سکتا۔

حوالہ نمبر 1:

''آنحضرت ﷺ کے ملفوظاتِ مبارکہ اشارت فرما رہے ہیں کہ محدّث نبی بِالْقُوَّۃ ہوتا ہے اور اگر بابِ نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر یک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا تھا اور اسی قوت اور استعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں ''اَلْمُحَدَّثُ نَبِیٌّ'' جیسا کہ کہہ سکتے ہیں اَلْعِنَبُ خَمْرٌ۔۔۔۔الخ''۔

(آئینہ کمالات اسلام ص238 روحانی خزائن جلد 5، ص238)

لہٰذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ اطاعت کرنے سے مرزا کے نزدیک جو نبوت حاصل ہوتی ہے وہ مُحَدَّثِیَّتْ ہی ہے جس کا انکار کفر نہیں اور رہا اطاعت اور کسب سے اس مقام کا حاصل ہونا۔۔۔اس میں نزاع باقی ہے جس کا بارِ ثبوت قادیانی گروہ پر ہے۔ (کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک محدثیت وہبی ہے۔ دیکھئے حمامۃ البشریٰ ص82، روحانی خزائن جلد 7، ص301)

حوالہ نمبر 2: ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب ﷺ کا وجود ہی تھا۔''

(ایام الصلح ص35 روحانی خزائن جلد 14 ص265)

حوالہ نمبر 3: ''صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں جن میں حقیقتِ محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص346، روحانی خزائن جلد 5 ص346)

☆نتیجہ:

مذکورہ بالا حوالوں سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ اتباع اور اطاعت سے نبی نہیں ہوسکتے جبکہ بقول ان کے صدہا شخص ایسے گزر چکے ہیں جن کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد تھا اور حضرت عمر کا وجود بھی ظلی طور پر حضور کا ہی وجود تھا۔ تو کیا ان میں سے کسی ایک نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور کوئی اپنی علیحدہ جماعت یا امت بنائی یا اپنے منکرین کو کافر یا جہنمی کہا۔ فَعَلَيْكُمُ الْبَيَانُ بِالْبُرْهَانِ۔ (یعنی، دلیل کے ساتھ وضاحت تمہارے ذمہ ہے)۔

جواب نمبر 7:

امت میں سے سب سے اونچا مقام صدیقیت کا ہے، شہید اور صالح اس سے نیچے کے مقام پر ہیں۔ اطاعت کرنے

سے یہ امت والے ہی مراتب حاصل ہوسکتے ہیں نہ کہ وہ خود نبوت کے مدعی بن جائیں۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت جو حضور ﷺ کی پوری پوری متبع اور مطیع ہے جن کو دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے راضی ہوکر جنت کے سرٹیفکیٹ عطا فرمادیے اور ایسی اتباع کا نمونہ پیش کیا کہ قیامت تک اس کی نظیر نہیں پائی جاسکتی اور بقول مرزا ان میں حقیقت محمدیہ متحقق ہوچکی تھی اور حضور ﷺ بھی ان کے متعلق ارشاد فرمارہے ہیں۔

''لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرُ''۔ (جامع الترمذی جلد2 ص209 مناقب ابی حفص عمر بن الخطاب حدیث3686)

ترجمہ: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔''

اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں فرمایا:
''اَبُوْبَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ اِلَّااَنْ يَكُوْنَ نَبِیٌّ''۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل، فضائل الخلفاء الاربعة، ابو بکر صدیق رضی الله عنه، حدیث نمبر32545 الجامع الصغیر للسیوطی جلد1 حرف الھمزہ ص11 دار الکتب الحکمیۃ بیروت لبنان)

یعنی ''ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام لوگوں سے افضل ہیں، سوائے نبیوں کے'' لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی بھی نبوت کے مقام پر فائز نہ ہوا، اور کسی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا بلکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (المتوفی 13ھ) صرف اور صرف ''صدیق'' اور ''خلیفة الرسول'' ہی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (المتوفی 24ھ) صرف شہید، مُحدَّث اور امیر المؤمنین ہی بنے لیکن نبی تو کوئی بھی نہ بن سکے۔ اب امت میں کون دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس نے ان حضرات سے بڑھ کر اتباع کی ہے اور نبوت کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔

جواب نمبر8:

اگر اطاعت سے نبوت ملتی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کیوں نہیں ملی۔

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

امام راغب کی عبارت سے قادیانی استدلال مع جوابات

مرزائی اعتراض:

ہم نے جو معنی کیا ہے، امام راغب (المتوفی 502ھ) ہمارے معنی کی تائید کرتے ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں:

"قَالَ الرَّاغِبُ مِمَّنْ اَنْعَمَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْفِرَقِ الْاَرْبَعِ فِي الْمَنْزِلَةِ وَالثَّوَابِ اَلنَّبِيُّ بِالنَّبِيِّ وَالصِّدِّيْقُ بِالصِّدِّيْقِ وَالشَّهِيْدُ بِالشَّهِيْدِ وَالصَّالِحُ بِالصَّالِحِ وَاَجَازَ الرَّاغِبُ اَنْ يَّتَعَلَّقَ مِنَ النَّبِيّٖنَ لِقَوْلِهٖ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ اَىْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَمِنْ بَعْدِهِمْ"۔

﴿البحر المحیط جلد 3 ص409 تحت آیت مذکور، طبع مکتبہ معروفیہ کوئٹہ﴾

ترجمہ: "امام راغب نے کہا ہے کہ ان چار گروہوں میں شامل کرے گا مقام اور نیکی کے لحاظ سے۔ نبی کو نبی کے ساتھ اور صدیق کو صدیق کے ساتھ اور شہید کو شہید کے ساتھ اور صالح کو صالح کے ساتھ۔ اور راغب نے جائز قرار دیا ہے کہ اس امت کے نبی بھی نبیوں میں شامل ہوں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ یعنی مِنَ النَّبِيّٖنَ (نبیوں میں سے)"[1]۔ (ترجمہ از پاکٹ بک ص255 طبع جدید تالیف ملک عبدالرحمٰن خادم)

دیکھئے اس عبارت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ جب "مِنَ النَّبِيّٖنَ" کو "مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ" کے متعلق کریں گے تو معنی یہ ہوگا کہ نبیوں میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ایسا ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی ہونے چاہییں جو رسول کی اطاعت کرنے والے ہوں اگر نبوت کا دروازہ بند ہے تو اس آیت کے مطابق وہ کون سا نبی ہوگا جو رسول اللہ کی اطاعت کرے گا؟؟؟؟۔

جواب نمبر 1:

یہ حوالہ قادیانیوں نے علامہ ابوحیان محمد بن یوسف اندلسیؒ (654ھ---745ھ) کی تفسیر البحر المحیط سے پیش کیا ہے۔ اور اس حوالہ کے پیش کرنے میں بھی انہوں نے اپنے روایتی دجل وفریب سے کام لیا ہے اور پوری عبارت درج نہیں کی۔۔۔

1۔ قاضی نذیر نے اس عبارت کا کچھ حصہ لکھ کر یوں ترجمہ کیا ہے: "راغب نے کہا ہے کہ یعنی ان چار گروہوں میں درجہ اور ثواب میں شامل کردے گا جن پر اس نے انعام کیا ہے۔ اسی طرح کہ اللہ اور آنحضرت ﷺ کی اطاعت کرکے نبی بننے والے کو نبی کے ساتھ شامل کردے گا اور اطاعت کرکے صدیق بننے والے کو صدیق کے ساتھ شامل کردے گا اور اسی طرح شہید کو شہید کے ساتھ ملا دے گا اور صالح کو صالح کے ساتھ ملا دے گا"۔

(تعلیمی پاکٹ بک حصہ اوّل ص112 تالیف قاضی نذیر)

حالانکہ علامہ اندلسیؒ نے یہ قول نقل کر کے اس کی سخت ترین الفاظ میں تردید فرمائی ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

''وَھٰذَا الْوَجْهُ الَّذِیْ ھُوَ عِنْدَہٗ ظَاھِرٌ فَاسِدٌ مِنْ جِھَةِ الْمَعْنٰی وَ مِنْ جِھَةِ النَّحْو''۔

(البحر المحیط جلد 3 ص 410 تحت آیت مذکور، طبع مکتبہ معروفیہ کوئٹہ)

یعنی نحوی غلطی یہ ہے کہ ''مِنَ النَّبِيّٖنَ'' جزا کا جزء ہے اور یہاں اسے شرط کا جزء قرار دیا جا رہا ہے اور معنوی غلطی یہ ہے کہ یہ عبارت ختم نبوت کے خلاف ہے۔'' اب اسے علامہ راغب کا سہو اور سبقتِ قلم ہی کہا جا سکتا ہے، جس پر علامہ اندلسیؒ جیسے عظیم مفسر، محدث اور فقیہ نے کلام کیا ہے۔

جواب نمبر 2:

اگر امام راغب کے قول کو صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی ہمارے خلاف نہیں ہے کیونکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام، حضور ﷺ کے امتی اور متبع ہیں (جسے مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتا ہے، حوالہ آخر میں موجود ہے)؛ دیکھئے شب معراج میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اتباع اور اقتدا کی اور بیت المقدس میں آپ کی امامت میں نماز ادا کی، اس کے علاوہ انبیاء سابقین اور اسرائیلی سلسلہ کے آخری نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کی رو سے قیامت سے قبل اس امت میں تشریف لائیں گے اور آپ ﷺ کی شریعت کی اتباع اور اطاعت کریں گے۔ لہذا انبیاء میں سے ایک فرد کامل ایسا مل گیا جو آپ کی اتباع اور اقتدا کرے گا۔ واضح رہے کہ مرزا قادیانی، ضمیمہ براہینِ احمدیہ کے صفحہ 133 پر خود تسلیم کرتا ہے کہ ''یوں تو قرآن شریف سے ثابت ہے کہ ہر ایک نبی آنحضرت کی امت میں داخل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ۔ پس اس طرح تمام انبیاء علیہم السلام آنحضرت ﷺ کی امت ہوئے''۔ (روحانی خزائن جلد 21 ص 300)

جواب نمبر 3: امام راغب اصفہانی کا قول کئی وجوہ سے ہمارے لئے حجت نہیں ہے۔ مثلاً امام راغب کے حالاتِ زندگی واضح نہیں ہیں۔ کب پیدا ہوئے اور کہاں پیدا ہوئے؟ کہاں اور کس سے تعلیم حاصل کی؟ کچھ معلوم نہیں۔ چنانچہ '' المفردات فی غریبِ القرآن '' کے مقدمہ (صفحہ 7) پر درج ہے کہ:

''الامام ابو قاسم حسین بن محمد بن المفضّل المعروف بالراغب الاصفہانی غَیْرَ مَعْرُوْفٍ مَتٰی وُلِدَ، وَلَا أَیْنَ تَلَقَّی الْعِلْمَ''۔

اس سے واضح ہوا کہ امام راغب کی پیدائش اور تحصیلِ علم کے متعلق کچھ پتا نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ان کی شہرت لغت و

ادب، شعر وحکمت اور تصوف وغیرہ میں ہے۔ تفسیر، حدیث یا فقہ میں ان کی بات حجت نہیں۔ اسی طرح ان کے مسلک کے بارے میں ابہام موجود ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "بغية الوعاة فی طبقات اللغويين والنحاة" میں امام راغب کو ائمۂ اہلِ سنت میں شمار کرتے ہیں۔ اور امام فخر الدین رازی "تَاسِيْسُ التَّقْدِيْس" میں انہیں اہلِ سنت قرار دیتے ہیں۔۔۔۔صاحبِ "اَعْيَانُ الشِّيْعَة" لکھتے ہیں کہ:

"اکثر علماء نے تصریح کی ہے کہ امام راغب معتزلی تھے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیعہ بھی تھے، کیوں کہ معتزلہ اور شیعہ عموماً اصول میں متحد ہیں اور اصحابِ تراجم معتزلہ اور شیعہ کا تذکرہ ایک ساتھ کرتے ہیں"۔ اور صاحبِ "روضات الجنات" نے تصریح کی ہے کہ "کسی شخص کے مسلکاً شیعہ ہونے کی علامت ہی یہی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بجائے نام کے امیر المؤمنین کے لقب سے ذکر کرتے ہیں"۔ علامہ راغب بھی ایسا ہی کرتے رہے۔ (ملخصاً مفردات القرآن اردو۔ص 21)

شیعہ مصنفین نے امام راغب کو اپنا مقتداء لکھا ہے چنانچہ الشیخ عباس القمی کی تصنیف "اَلْكُنٰى وَ الْاَلْقَابُ" جلد 2، ص 208، العلامہ الشیخ آقابزرگ الطہرانی "اَلذَّرِيْعَة اِلٰى تَصَانِيْفِ الشِّيْعَة" جلد 5 ص 45 اور عماد الدین حسن بن علی الطبرسی "اَسْرَارُ الْاِمَامَة" صفحہ 17 اور 514 پر لکھتے ہیں کہ "اَنَّهٗ كَانَ مِنْ حُكَمَاءِ الشِّيْعَةِ الْاِمَامِيَّةِ" یعنی وہ شیعہ امامیہ کے حکماء میں سے تھے۔۔۔تفسیرِ راغب، جو نایاب اور نامکمل ہے (سورۃ النساء کی قریباً 111 آیات تک دو جلدوں میں ہے)۔ اور اسے مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا ہے۔۔۔ اِن اسباب کی موجودگی میں امام راغب کے شخصی، تفسیری قول یا توجیہہ جو اسلام کے بنیادی اور اساسی عقیدہ ختمِ نبوت کے خلاف ہو، کو کس طرح حجت قرار دیا جا سکتا ہے؟؟؟۔۔۔اور اسے بطور دلیل پیش کرنا قادیانیوں کی دجالیت کا روشن پہلو ہے۔

جواب نمبر 4: امام راغب کا اپنا عقیدہ کیا ہے؟ وہ خود ختم نبوت کے قائل ہیں اور آقا دو عالم ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت و رسالت اور دین و شریعت کی ضرورت کو مسترد کرتے ہیں۔۔۔۔ملاحظہ فرمائیں:

"كُنْتُ قَدْ ذَكَرْتُ فِى الرِّسَالَةِ الْمُنَبِّهَةِ عَلٰى فَوَائِدِ الْقُرْآنِ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَمَا جَعَلَ النُّبُوَّةَ بِنَبِيِّنَا مُخْتَتَمَةً، وَجَعَلَ شَرَائِعَهُمْ بِشَرِيْعَتِهٖ مِنْ وَجْهٍ مُنْتَسَخَةً وَمِنْ وَجْهٍ مُكَمَّلَةً مُتَمَّمَةً كَمَا قَالَ تَعَالٰى: (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا). جَعَلَ كِتَابَهُ الْمُنَزَّلَ عَلَيْهِ مُتَضَمِّنًا ثَمَرَةَ كُتُبِهِ الَّتِى أَوْلَاهَا أَوَائِلَ الْأُمَمِ"۔

(المفردات فی غریبِ القرآن، ص 9 در مقدمۃ المؤلف، طبع قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: قبل ازیں ہم اپنی کتاب "اَلرِّسَالَۃُ الْمُنْبَہَۃُ عَلٰی فَوَائِدِ الْقُرْآنِ" میں اس امر کی وضاحت کر چکے ہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر سلسلۂ نبوت کو ختم کر دیا ہے اور دین اسلام کو تمام ادیان کا ناسخ اور اسے ہر پہلو سے جامع و مکمل بنایا ہے، چنانچہ فرمایا: "آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور بحیثیت دین تمہارے لئے اسلام پسند کیا"۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر نازل کردہ کتاب یعنی قرآن پاک میں تمام سابقہ کتبِ سماویہ کے مطالب و مضامین کا نچوڑ اور خلاصہ جمع کر دیا ہے۔ (مفردات القرآن اردو، جلد 1 ص 23)

امام راغب کی مذکورہ بالاتحریر سے ہر قسم کی ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی، کسبی اور غیر کسبی نبوت کا دروازہ مسدود ہو چکا ہے۔ دین و شریعت کے تمام پہلو اسلام کی شکل میں مکمل ہو چکے ہیں اور قرآن مجید کے بعد احکامِ الٰہی پر مبنی وحی ربانی، الہامِ قطعی اور صحفِ آسمانی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

جواب نمبر 5:

جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ قادیانی یہ عبارت امام راغب کی کسی کتاب میں سے پیش نہیں کرتے بلکہ امام ابو حیان محمد بن یوسف الاندلسیؒ کی تفسیر البحر المحیط سے پیش کرتے ہیں۔ قادیانی تلبیسات کے بنیادی مآخذ "احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک" صفحہ 112 مؤلف قاضی نذیر احمد طبع دوم جون 2012ء اور مکمل تبلیغی پاکٹ بک، مؤلف ملک عبدالرحمٰن خادم، صفحہ 255، پر ان دونوں حضرات نے تفسیر البحر المحیط کے حوالہ سے درج کی ہیں۔ کوئی قادیانی امام راغب کی اصل کتاب سے عبارت پیش نہیں کرتا۔۔۔۔

کیوں کہ امام راغب نے اس آیت کی تفسیر میں اپنے ذوقِ لغت کے مطابق پہلے مفردات کی صرفی، لغوی اور نحوی تحقیق کی ہے اور پھر آیت کا معنی متعین کرنے کے لئے اپنے مخصوص صوفیانہ مزاج کے موافق ممکنہ توجیہات لکھی ہیں، جہاں پر علامہ اندلسیؒ نے ان پر علمی گرفت کی ہے۔

اس مقام پر بھی علامہ راغب اپنے صوفیانہ رنگ میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرنے والے اعمالِ خیر کے حامل افراد کا جنت میں مقام و منزل، اجر و ثواب اور معیت و رفاقت کو ثابت کر رہے ہیں اور بحث کے آخر میں شانِ نزول رقم فرما کر آیت کا معنی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والوں کے "مقام معیت اور منزلِ رفاقت" کو ہی ٹھہرایا ہے۔ محض صرفی و لغوی وغیرہ تحقیق سے آیتِ قرآن مجید کا معنی متعین نہیں ہوتا۔ یہاں علامہ راغب نے کسی بھی قسم کی ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی، کسبی اور غیر کسبی نبوت کے اجراء، شریعتِ جدیدہ کے ظہور اور مصحفِ آسمانی کے نزول کا دُور دُور تک کہیں ذکر

نہیں فرمایا۔۔۔قادیانیو! اگر تم میں جرأت ہے تو امام راغب کی اصل کتاب سے پوری عبارت سیاق وسباق کے ساتھ پیش کرو۔

نوٹ: استادِ محترم حضرت سفیرِ ختم نبوت رحمہ اللہ دورانِ اسباق اِس بحث میں اکثر قاضی نذیر کے ساتھ اپنے ایک 1954ء کے مناظرے کا واقعہ بیان کرتے تھے۔جس میں آپ نے قاضی نذیر سے مطالبہ کیا کہ امام راغب کی اصل کتاب سے عبارت پیش کریں مگر اُس نے عبارت پیش نہ کی۔اس پر آپ نے بطور الزام فرمایا کہ پھر یہ عبارت امام راغب کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔مرتبین اور دیگر کئی احباب نے اس واقعہ کو اپنے ذوق کے مطابق درج کیا یا درج کئے بغیر نتیجہ نکالا کہ یہ عبارت امام راغب کی کسی کتاب میں نہیں ہے جو درست نہیں ہے۔حضرت چنیوٹیؒ کی قلمی کاپی میں اس قسم کی کوئی تحریر موجود نہیں ہے۔

﴿ہمارا سوال﴾: کیا نبوت وہبی ہے یا کسبی؟۔۔۔اگر کہو کہ نبوت وہبی ہے تو تمہارا استدلال ختم، کیونکہ تم جس نبوت کے قائل ہو وہ تو کسبی ہے یعنی کہ وہ اطاعت سے حاصل ہوتی ہے اور اگر کہو کہ ہے۔۔۔تو وہبی لیکن کسب کو دخل ہے جیسا کہ:

''يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا''۔(الشوریٰ:49)

ترجمہ: ''جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے''۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو جب اس میں کسب کا دخل ہے تو وہ کسبی بھی ہوگئی صرف وہبی نہیں اور کسبی نبوت غلط ہے جیسا کہ آئندہ واضح کیا جاتا ہے۔باقی جو آیت آپ نے پیش کی ہے اول تو وہ قیاس قیاس مع الفارق ہے۔کہاں اولاد کا پیدا ہونا اور کہاں نبوت کا عطا ہونا۔دوسرے یہ بھی غلط ہے کہ یہاں کسب کو دخل ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہاں کسب کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ محض ہبہ ہے کیونکہ اگر وہ نہ چاہتے تو زوجین ساری عمر کسب کرتے رہیں اور ان کو کوئی چیز نہ دے اور اگر چاہے تو جہاں مطلقاً کسب نہ ہو وہاں دیدے جیسا کہ حوا علیہا السلام اور عیسیٰ علیہ السلام۔

جواب نمبر 4: نبوت کو کسبی ماننا کفر ہے۔

حوالہ نمبر 1: محدث جلیل قاضی عیاض مالکیؒ کا حوالہ

محدثِ جلیل قاضی عیاضؒ (ابوالفضل عیاض بن موسیٰ المالکی 476ھ۔544ھ) الشفاء بمعرفة حقوق المصطفیٰ میں نبوت کو کسبی کہنے والے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''وَ كَذٰلِكَ مَنِ ادَّعٰى نُبُوَّةَ اَحَدٍ مَّعَ نَبِيِّنَا ﷺ اَوْ بَعْدَهٗ ......أَوْمَنِ ادَّعَى النُّبُوَّةَ لِنَفْسِهٖ اَوْ جَوَّزَ اكْتِسَابَهَا وَالْبُلُوْغَ بِصَفَاءِ الْقَلْبِ اِلٰى مَرْتَبَتِهَا، كَالْفَلَاسِفَةِ وَغُلَاةِ الْمُتَصَوِّفَةِ وَ كَذٰلِكَ مَنِ ادَّعٰى مِنْهُمْ

اَنَّہٗ یُوْحٰی اِلَیْہِ وَاِنْ لَمْ یَدَّعِ النُّبُوَّۃَ ....فَھٰٓؤُلَاءِ کُلُّھُمْ کُفَّارٌ مُکَذِّبُوْنَ لِلنَّبِیِّ ﷺ لِاَنَّہٗ اَخْبَرَ ﷺ اَنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَانَبِیَّ بَعْدَہٗ۔" ﴿الشفاء بمعرفۃ حقوق المصطفٰی للقاضی عیاض ج دوم،ص305،306فصل فی بیان ماھو من المقالات کفر و ما یتوقف اویختلف فیہ مالیس بکفر،طبع مصر﴾

حاصلِ عبارت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نبی ﷺ کے ساتھ کسی اور نبی کی نبوت کا اقرار کرے یعنی حضور ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں یا حضور ﷺ کی حیاتِ ظاہری کے بعد۔۔۔اگر کوئی شخص اپنی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یا منصب نبوت کو وہبی نہیں بلکہ اکتسابی قرار دیتا ہے یا غالی صوفیوں اور فلاسفہ کی طرح یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صفائے قلب سے نبوت کا منصب حاصل ہو جاتا ہے یا اپنے اوپر وحی کے آنے کا مدعی ہو اگر چہ وہ نبوت کا دعوی نہ بھی کرے۔۔۔تو ایسے تمام لوگ کفار ہیں جو نبی ﷺ کی تکذیب کر رہے ہیں اور اس کے کفر کی دلیل سید المرسلین کا وہ ارشاد ہے جس میں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کسی کو بھی منصبِ نبوت ورسالت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔

حوالہ نمبر2: علامہ شعرانیؒ کا حوالہ

علامہ شعرانیؒ (الشیخ عبدالوھاب بن احمد بن علی الشعرانیؒ 898ھ-973ھ) اس سوال کے جواب میں کہ نبوت وہبی ہے یا کسبی، لکھتے ہیں کہ:

"(فَاِنْ قُلْتَ) فَھَلِ النُّبُوَّۃُ مُکْتَسَبَۃٌ اَوْ مَوْھُوْبَۃٌ (فَالْجَوَابُ) لَیْسَتِ النُّبُوَّۃُ مُکْتَسَبَۃً حَتّٰی یَتَوَصَّلَ اِلَیْھَا بِالنُّسُکِ وَالرِّیَاضَاتِ کَمَا ظَنَّہٗ جَمَاعَۃٌ مِنَ الْحَمْقٰی (کالقادیانیۃ) ...... وَقَدْ اَفْتَی الْمَالِکِیَّۃُ وَغَیْرُھُمْ بِکُفْرِ مَنْ قَالَ اِنَّ النُّبُوَّۃَ مُکْتَسَبَۃٌ۔" ﴿الیواقیت والجواہر جلد1 ص164 المبحث الثلاثون فی بیان حکمۃ بعثۃ الرسل فی کل زمان وقع فیہ ارسال علیھم الصلاۃ والسلام،مطبوعہ مصر﴾

یعنی کہ کیا نبوت کسبی ہے یا وہبی؟ تو اس کا جواب عرض خدمت ہے' کہ نبوت کسبی نہیں ہے کہ محنت وکاوش سے اس تک پہنچا جائے جیسا کہ بعض احمقوں (مثلاً قادیانی فرقہ: اَز ناقل) کا خیال ہے......مالکیہ وغیرہ نے نبوت کو کسبی کہنے والوں پر کفر کا فتوی دیا ہے۔

جواب نمبر5:

اس آیت میں ہے "مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ" اور "مَنْ" عام ہے جو کہ مذکر مؤنث دونوں کو شامل ہے۔اس آیت سے کوئی عورت بھی نبی ہونے پر استدلال کر سکتی ہے حالانکہ قادیانی بھی اس کے قائل نہیں۔ مَا ھُوَ جَوَابُکُمْ فَھُوَ جَوَابُنَا

نبوت کے کسبی نہ ہونے کے بارے میں مرزا کا اعتراف

حوالہ نمبر1: وَلَا شَكَّ اَنَّ التَحدِيثَ مَوهَبَةٌ مُجَرَّدَةٌ لَا تُنَالُ بِكَسبٍ اَلبَتَّةَ كَمَا هُوَ شَانُ النُّبُوَّةِ۔

(حمامۃ البشریٰ ص82 روحانی خزائن جلد7 ص301)

ترجمہ: بے شک محدثیت ایک خالص موہبت ہے جو شان نبوت کی طرح محض کسب کے ذریعے حاصل نہیں ہوتی۔

(اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ ص301)

یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ محدثیت محض وہبی ہے، کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی جیسا کہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہوتی۔"

حوالہ نمبر2: "صِرَاطَ الَّذِينَ اَنعَمتَ عَلَيهِم" اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا اجر۔" (چشمہ مسیحی ص42 روحانی خزائن جلد20 ص365)

فائدہ: یہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اعجاز ہے کہ مرزا اپنے ہی مسلمات کے خلاف لکھ گیا اسی لیے کہا گیا ہے کہ "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔"

لفظ خاتَم کا معنیٰ: قادیانی حضرات لفظ خاتَم کے مختلف معنی کرتے ہیں کبھی تو اس کا معنی مہر لگانے کا اور کبھی "خَاتَمُ المُحَدِّثِينَ وَالشُّعَرَاءِ" کی طرح "اَفضَلُ النَّبِيِّينَ" معنی کرتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ مرزا نے یہی خاتم کا لفظ اپنی متعدد کتابوں میں استعمال کیا ہے اور تمام جگہوں میں اس کا معنی آخری ہی لیا ہے۔ مثلاً

1- "خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں من جملہ اُن کے ایک نام اس کا خَاتَمُ الخُلَفَاءِ ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے"۔ (چشمہ معرفت برحاشیہ ص318 روحانی خزائن جلد23 ص333)

2- "میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خَاتَمُ الشَّرَائِع ہے۔" (چشمہ معرفت ص324 روحانی خزائن جلد23 ص340)

3- "ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول ص137 روحانی خزائن جلد3 ص170)

4- "وہ اس امت کا خاتم الاولیاء ہے جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰؑ خاتم الانبیاء ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص25 روحانی خزائن جلد17 ص127)

مرزا صاحب نے مذکورہ بالا تمام جگہوں میں خاتم کا معنی آخری لیا ہے جو واضح طور پر ہماری تائید کرتا ہے۔

5- مرزا صاحب اپنی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور مَیں اُن کے لئے خاتم الاولاد تھا۔'' (تریاق القلوب ص157 روحانی خزائن جلد15 ص479 مثلہ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص86 روحانی خزائن جلد21 ص113)

6- ''اور نیز یہ راز بھی کہ اخیر پر بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے اور اسلام کے خاتم الانبیاء کا نام جو احمد اور محمد ہے''۔ (ضمیمہ خاتمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ الف، روحانی خزائن جلد 21 ص412)

نوٹ: جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن میں لفظ ''اخیر'' کی بجائے ''اخیرج'' لکھا ہے۔

یہاں بھی مرزا نے خاتم الاولاد اور خاتم الانبیاء سے مراد آخری کے لئے ہیں اور خاتم الاولاد کا معنی یہ کیا ہے کہ میرے بعد میرے ماں باپ کے ہاں اور کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوا جس کا صاف معنی یہ ہے کہ یہ اپنے ماں باپ کا آخری لڑکا ہے اس طرح خَاتَمُ النَّبِيّن میں بھی یہی معنی ہوگا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا جیسا کہ مرزا صاحب کی پیدائش کے بعد مرزا کے والدین کے ہاں کوئی لڑکا رلڑکی نہیں ہوا اس سے ان کے ایک اور شبہ کا ازالہ بھی ہوگیا۔

شبہ:

اگر حضور ﷺ آخری نبی ہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے جب وہ آئیں گے تو آخری نبی وہ بن جائیں گے اس سے ثابت ہوا کہ یا تو عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں یا حضور ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی نہیں ہیں۔

جواب:

مذکورہ بالا حوالہ سے قادیانیوں کا یہ شبہ بھی ''هَبَاءً مَنْثُوْرًا'' ہوگیا کہ حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے سے یہ کیسے لازم آ گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اگر وہ فوت نہیں ہوئے تو حضور ﷺ آخری نبی نہیں، دیکھئے مرزا صاحب خاتم الاولاد ہیں اور اس کا بڑا بھائی غلام قادر زندہ موجود تھا۔ مرزا غلام احمد اپنے ماں باپ کا آخری لڑکا بھی ہے اور اس کا بڑا بھائی زندہ موجود بھی ہے نہ تو اس کے آخری ہونے سے یہ لازم آیا کہ اس کا بڑا بھائی ضرور مر ہی چکا ہے اور نہ بڑے بھائی کے زندہ ہونے سے مرزا کے آخری ہونے میں کوئی فرق پڑا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سمجھ لیجئے ان کے زندہ رہنے سے حضور ﷺ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اگر کسی والد کے چار بیٹے یا کسی استاد کے کئی شاگرد یا پیر کے کئی مرید ہوں ان کا پہلا بیٹا زندہ ہو اور آخری مر جائے تو اس کے زندہ رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ آخری مر جانے والا بیٹا آخری نہ ہو۔

نہایت اہم حوالہ:

آیت خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (سورۃ الاحزاب:40) کے ترجمہ میں مرزا قادیانی نے "خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" کا معنی "نبیوں کا ختم کرنے والا" کیا ہے نہ کہ مہر یا افضل۔ چنانچہ مرزا قادیانی آیت مذکور کا ترجمہ یوں لکھتا ہے "یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا"۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص614 آیت نمبر 21 روحانی خزائن جلد3 ص431)

ہست اوخیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

(سراج منیر روحانی خزائن جلد12 ص95)

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ پر اعتراضات مع جوابات

اعتراض نمبر1:

"لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوگا جیسا کہ اکثر علماء کی تصریحات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوسکتا نبی کریم ﷺ کی مراد بھی یہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد بتلائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ "لا" میں عام نفی مراد نہیں ہے۔

جواب نمبر1:

یہاں پر "لا" نفی جنس کا ہے اور نفی عام ہے۔ جیسا کہ مرزا نے خود تسلیم کیا ہے کہ: "اَلَا تَعْلَمُ اَنَّ الرَّبَّ الرَّحِیْمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمّٰی نَبِیَّنَا ﷺ خَاتَمَ الْاَنْبِیَاءِ بِغَیْرِ اسْتِثْنَاءٍ وَفَسَّرَهٗ نَبِیُّنَا ﷺ فِیْ قَوْلِهٖ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ بِبَیَانٍ وَّاضِحٍ لِلطَّالِبِیْنَ وَلَوْ جَوَّزْنَا ظُهُوْرَ نَبِیٍّ بَعْدَ نَبِیِّنَا ﷺ لَجَوَّزْنَا انْفِتَاحَ بَابِ وَحْیِ النُّبُوَّةِ بَعْدَ تَغْلِیْقِهَا وَهٰذَا خُلْفٌ كَمَا لَا یَخْفٰی عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَكَیْفَ یَجِیْءُ نَبِیٌّ بَعْدَ رَسُوْلِنَا ﷺ وَقَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ وَخَتَمَ اللّٰهُ بِهِ النَّبِیّٖنَ"۔ (حمامۃ البشریٰ ص20 مطبوعہ 1894ء روحانی خزائن جلد7 ص200)

ترجمہ: "کیا تو نہیں جانتا کہ اس محسن رب نے ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء رکھا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا اور آنحضرت ﷺ نے طالبوں کے لئے بیان واضح سے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اگر ہم

آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز رکھیں تو یہ لازم آتا ہے کہ وحی نبوت کے دروازہ کا انفتاح بھی بند ہونے کے بعد جائز خیال کریں اور یہ باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر پوشیدہ نہیں اور آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی کیونکر آوے حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہوگئی ہے اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔'' (اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ ص 81،82)

مرزا صاحب نے کس صراحت کے ساتھ ''خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ'' اور ''لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ'' کا وہی ترجمہ اور مفہوم لیا ہے جو ہم لیتے ہیں باقی رہا عیسیٰ علیہ السلام والا اعتراض تو اس کا جواب گزر چکا ہے ان کی آمد سے کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا کیونکہ ان کے دوبارہ آنے سے انبیاء کی فہرست میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوگا۔

جواب نمبر 2:

جیسے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ'' میں اللہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ظلی بروزی خدا نہیں اسی طرح ''لَا نَبِـیَّ بَـعْدِیْ'' میں بھی یہی مفہوم ہوگا۔

اعتراض نمبر 2:

یہاں پر متکلم کی مراد دیکھنی چاہیے مرادِ متکلم یہی ہے کہ آپ کے بعد صاحبِ شریعت نبی کوئی نہیں ہوگا۔ ہر کلام میں متکلم کی مراد کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

جواب: ہم کہتے ہیں کہ متکلم کی مراد بھی وہی ہے جو ہم بیان کرتے ہیں اور نزاع صرف لفظی ہے جیسا کہ مرزا نے اپنی کتاب چشمہ معرفت ص 180، روحانی خزائن جلد 23 ص 189 پر تحریر کیا ہے۔ واضح ہو کہ یہ کتاب مرزا کی موت سے گیارہ دن قبل 15 مئی 1908ء کو چھپی: ''اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں، نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیش گوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اس قدر کہ اس کے زمانے میں اسکی کوئی نظیر نہ ہو، اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بہ کثرت آئندہ کی خبریں دے۔ مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں، نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے حالانکہ نبوت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی والہام ہو اور ہم سب اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہوگئی، صرف مبشرات یعنی پیش گوئیاں باقی ہیں''۔ (چشمہ معرفت ص 180، 181 روحانی خزائن جلد 23 ص 189)

اعتراض نمبر3:

''لَانَبِیَّ بَعْدِیْ'' کا یہ مطلب ہے کہ میرے مدمقابل اور مخالف ہوکر کوئی نبی نہیں آسکتا جیسا کہ حدیث ''فَاَوَّلْتُهُمَا کَذَّابَیْنِ یَخْرُجَانِ بَعْدِیْ'' [1] [یعنی میں (محمد رسول اللہ ﷺ) نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے کی جو میرے بعد نکلیں گے] سے ثابت ہورہا ہے۔

جواب نمبر1: مرزا نے خود ''بَعْدِیْ'' کا ترجمہ میرے بعد کیا ہے، مخالفت نہیں کیا۔

حوالہ نمبر1: اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔

(انجام آتھم ص27 درحاشیہ روحانی خزائن جلد11 ص27)

حوالہ نمبر2:

''وَ کَیْفَ یَجِیْءُ نَبِیٌّ بَعْدَ رَسُوْلِنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ انْقَطَعَ الْوَحْیُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ وَخَتَمَ اللّٰهُ بِهِ النَّبِیِّیْنَ''۔ (حمامۃ البشریٰ ص20 روحانی خزائن جلد7 ص200)

ترجمہ: ''اور آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی کیونکر آوے حالانکہ آپ کی وفات کے بعد وحی نبوت منقطع ہوگئی ہے اور آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کردیا ہے''۔(اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ، ص81،82)

حوالہ نمبر3:

آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث ''لَانَبِیَّ بَعْدِیْ'' ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ ''وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہوچکی ہے پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت ﷺ کے بعد تشریف لاوے اس سے تو تمام تاروپود اسلام درہم برہم ہوجاتا تھا۔

(کتاب البریہ ص174، 175 برحاشیہ روحانی خزائن جلد13 ص217، 218)

---

[1] صحیح البخاری، کتاب المناقب بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِی الْاِسْلَامِ حدیث نمبر 3621 باب نمبر25، کتاب المغازی بَابُ وَفْدِ بَنِیْ حَنِیْفَةَ، وَ حَدِیْثُ ثُمَامَةَ بْنِ اُثَالٍ حدیث نمبر 4374 باب 71۔

''بَعْدِیْ'' سے مراد بعثت کے بعد مراد ہے خواہ زندگی میں ہو یا زندگی کے بعد جیسا کہ قرآن مجید میں اسی لفظ کا استعمال ہوا ہے اور وہاں موت مراد نہیں بلکہ زندگی کے متعلق استعمال ہوا ہے جیسے ''بِئْسَ مَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْ بَعْدِیْ'' اور آیت ''وَقَفَّیْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ'' سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کی زندگی ہی میں کئی نبی موجود تھے نیز ''بَعْدِیْ'' کا معنی خود مرزا نے زمانے کا کیا ہے، مقابلہ کا نہیں کیا۔ (دیکھئے کتاب البریہ ص175، روحانی خزائن جلد13 ص218)

جواب نمبر2:

لفظ ''بَعْدِیْ'' کا مخالفت یا مقابلہ کے معنی میں استعمال ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہاں بھی یہی معنی مراد ہو اگر آپ میں ہمت ہو تو کسی قرینہ سے ثابت کریں کہ یہاں یہی معنی ہے یا کسی مسلّم مجدد نے یہ معنی کئے ہوں۔

اجرائے نبوت کے متعلق بزرگوں کے اقوال کی حقیقت

1- مرزائی جس قدر بزرگوں کے اقوال اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں ان میں اکثر و بیشتر میں دجل و تلبیس سے کام لیا جاتا ہے انہی بزرگوں کی ختم نبوت کے متعلق تصریحات موجود ہیں۔

2- جو عبارتیں مرزائی پیش کرتے ہیں جن سے وہ نبوت جاری ثابت کرتے ہیں ان تمام سے مقصد یہ ہے کہ ان کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی چونکہ یقینی ہے اور وہ حضور ﷺ کی شریعت کے تابع ہونگے اس لئے وہ یوں کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے بلکہ آپ کا تابع ہو کر آسکتا ہے اس سے مراد ان کی صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوتے ہیں نہ یہ کہ کوئی قاعدے کے طور پر وہ پیش کرتے ہیں تفصیل کیلئے علامہ خالد محمود کی کتاب ''عقیدۃ الامۃ فی معنی ختم النبوۃ'' اور مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''ختم نبوت اور سلف صالحین'' ملاحظہ ہو۔

3- سلف صالحین کی جس قدر عبارتیں پیش کی جاتی ہیں ان کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ حضور کے بعد نبوت جاری ہے بلکہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ سلف صالحین محدثیت اور مجددیت کے قائل ہیں۔ مرزا نے اپنے مرنے سے ایک دن قبل 25 مئی 1908ء بوقت ظہر ایک سرحدی پٹھان کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ:

''میں نے اپنی طرف کوئی اپنا کلمہ نہیں بنایا۔ نہ نماز علیحدہ بنائی ہے بلکہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کو دین و ایمان سمجھتا ہوں۔ یہ نبوت کا لفظ جو اختیار کیا گیا ہے صرف خدا کی طرف سے ہے...... یاد رکھو کہ سلسلۂ نبوت قیامت تک قائم رہے گا۔''

(ملفوظات جلد10، ص451 بعنوان ''سلسلۂ نبوت''، ملفوظات جلد پنجم، ص689، 25 مئی 1908ء، بعنوان ''نبوت کی حقیقت'')

اور یہ بالکل واضح ہے کہ یہ حضرات مجددیت اور محدثیت کے قائل تھے اگر یہ نبوت کے قائل ہوتے تو یہ لوگ اپنے پر ایمان لانے کی دعوت دیتے اور اپنے منکرین کو کافر کہتے حالانکہ ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہے۔

﴿باب ہفتم﴾

مرزا قادیانی کے کردار، اخلاق اور طرزِ زندگی کی چند جھلکیاں

چینی کی چوری:

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا (چینی) اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔

(سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل ص244، طبع جدید 2008ء، ص225 روایت نمبر 244)

مرزا کی تلاش، مٹی کے ڈھیلے اور گڑ:

براہین احمدیہ کی ابتدا میں مرزا کے ایک مرید معراج الدین عمر مرزائی نے مرزا صاحب کے حالات لکھے ہیں۔ وہ لکھتا ہے ''اگر کبھی اتفاق سے اُن سے (مرزا کے والد سے) کوئی دریافت کرتا کہ مرزا غلام احمد کہاں ہیں؟ تو وہ یہ جواب دیتے کہ مسجد جا کر سقاوہ کی ٹونٹی میں تلاش کرو۔ اگر وہاں نہ ملے تو مایوس ہو کر واپس مت آنا۔ مسجد کے اندر چلے جانا اور وہاں کسی گوشہ میں تلاش کرنا اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر بھی نا اُمید ہو کر لوٹ مت آنا، کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اُس کو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہو گا۔ کیونکہ وہ تو زندگی میں مرا ہوا ہے۔ اور اگر کوئی اُسے صف میں لپیٹ دے تو وہ آگے سے حرکت بھی نہیں کریگا۔ آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی ہے۔ اُس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اِسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اِسی قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یارِ ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جسکے باعث سے اس دنیا سے بالکل بےخبر ہو رہے تھے۔

(مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع قدیم ص67)

اُلٹے سیدھے جوتے پہننا:

ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لیے گرگابی لے آیا اور آپ نے پہن لی مگر اُس کے اُلٹے سیدھے پاؤں کا پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی، بعض دفعہ آپ کا اُلٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے کہ اِن کی (ان انگریزوں کی۔ناقل) کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے۔(پھر اُن کی عطا کردہ نبوت کیسے اچھی ہوگئی؟؟؟) والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لیے نشان لگا دیے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹے سیدھے پہن لیتے تھے۔

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص67 روایت نمبر 83 طبع جدید 2008ء، ص60 روایت نمبر 83)

بٹن غلط کاج میں لگانا:

بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔ (سیرت المہدی ج1 حصہ دوم ص126 روایت نمبر 444 طبع جدید 2008ء، ص417 روایت نمبر 447)

جراب پہننے کی کیفیت:

ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اُس کی ایڑی پاؤں کے تلوے کی بجائے اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا۔ آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں پاؤں دائیں میں اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اُس وقت پتا لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آ جاتا۔ (سیرۃ المہدی ج1 حصہ دوم ص58 روایت 375 طبع جدید 2008ء، ص344 روایت نمبر 378)

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آ جاتی کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی، اگر جراب کہیں سے پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے۔........جوتی اگر تنگ ہوتی تو اس کی ایڑی بٹھا لیتے۔ (سیرت المہدی ج1 حصہ دوم ص127 روایت نمبر 444 طبع جدید 2008ء، ص418 روایت نمبر 447)

(کیا پاگل اور مجنون کے سر پر سینگ ہوتے ہیں؟؟؟)

کھانے کا انداز:

کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے۔ کچھ کھاتے تھے کچھ چھوڑ دیتے تھے۔ کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بہت سے ریزے اٹھتے تھے۔ (سیرت المہدی ج 1 حصہ اوّل ص 51 طبع جدید 2008ء ص 45 روایت نمبر 56)

ریشمی ازار بند:

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود خواہ کام کر رہے ہوں یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا، باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اس لیے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تا کہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دِقّت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض دفعہ گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ (سیرت المہدی ج 1 حصہ اوّل ص 55 طبع جدید 2008ء، ص 49 روایت نمبر 65)

غرارے کا استعمال:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے۔ پھر میں نے کہہ کر وہ ترک کروا دیے اس کے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کے پائجامے کو کہتے ہیں۔ (سیرت المہدی ج 1 حصہ اوّل ص 66 طبع جدید 2008ء، ص 59-60 روایت نمبر 82)

جیبی گھڑی:

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اُس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔ (سیرت المہدی ج 1 حصہ اوّل ص 180 طبع جدید 2008ء، ص 165 روایت نمبر 165)

چشم نیم باز:

مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اُس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔

(سیرت المہدی ج 1 حصہ دوم ص 77 روایت نمبر 404 طبع جدید 2008ء، ص 364 روایت نمبر 407)

تکیے کے نیچے کپڑے:

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اُتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانک دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے مَلے جاتے اور صبح کو اُن کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سَلْوَٹ کا دشمن اُن کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

(سیرت المہدی ج 1 حصہ دوم ص 128 روایت نمبر 444 طبع جدید 2008ء، ص 419 روایت نمبر 447)

مرزائی عذر اور جواب: مرزائی ان روایات کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ مرزا صاحب کی سادگی پر دلالت کرتی ہیں۔ اب ذرا دوسرا رُخ ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کس قدر چالاک تھا۔

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے کہ جب میاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں ان کو میں لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔

چنانچہ حضرت صاحب گئے ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا اس کے بعد میاں ظفر صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمہیں کون سی لڑکی پسند ہے۔ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے اس لیے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا پھر آپ خود فرمانے لگے کہ میرے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔

(سیرت المہدی ج 1 حصہ اول ص 259، طبع جدید 2008ء، ص 240، 241 روایت نمبر 268)

غیرمحرم عورتیں اور مرزا قادیانی

تصویر کا ایک رخ:

1- ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کیلئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے۔ (نور القرآن نمبر 2 ص 47 روحانی خزائن جلد 9 ص 449)

2- مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفاخانہ میں ایک انگریز لیڈی کام کرتی ہے اور وہ ایک بوڑھی عورت ہے وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے آپ کو عذر کر دینا چاہیے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔ (سیرت المہدی ج 1 حصہ دوم ص 76 روایت 401 طبع جدید 2008ء، ص 362، 363 روایت نمبر 404)

3- عورتوں کو چاہئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں اور یاد رکھنا چاہیے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 ص 69، اشتہار نمبر 21، طبع 1986ء ص 86، اشتہار نمبر 31، طبع 1989ء ص 112، اشتہار نمبر 31، طبع 2018ء بعنوان "اشتہار بغرض تبلیغ و انذار" 10 جولائی 1902ء ایضاً طبع قادیان 2019ء)

نوٹ: عبارت میں غلطی قادیانیوں کے سر ہے۔ ہم نے اسے بطور حوالہ من وعن نقل کر دیا ہے۔

4- یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے۔

(نور القرآن نمبر 2، ص 46، روحانی خزائن جلد 9، ص 447)

تصویر کا دوسرا رخ

1- اس سلسلہ میں اس سے قبل ایک حوالہ گزر چکا ہے گول منہ والی اور لمبے منہ والی لڑکی۔

2- "مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا اس وقت رات کے بارہ بجے تھے ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی

اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں"۔ (سیرت المہدی ج 1 حصہ سوم ص 213، طبع جدید 2008ء، ص 725 روایت 786)

3- ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی مجھ کو اس اثنا میں کسی قسم کی تھکان اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔۔۔۔۔حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔ (سیرت المہدی ج 1 حصہ سوم ص 272، 273، طبع جدید 2008ء ص 789، 790 روایت نمبر 910)

4- ڈاکٹر سیّد عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور (مرزا قادیانی) سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔ شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کر سکتی تھی مگر دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضور کو علم ہو جائے تا کہ میرے لیے حضور دعا فرمائیں۔ میں حضور کی خدمت (؟) کر رہی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا زینب تم کو مراق کی بیماری ہے ہم دعا کریں گے۔

(سیرت المہدی ج 1 حصہ سوم ص 275، طبع جدید 2008ء ص 792 روایت نمبر 917)

عورتوں کے امام:

5- باہر مردوں میں نمازیں با جماعت ہونے کے علاوہ آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود ایک بہت بڑے عرصہ تک اندر عورتوں میں خود پیش امام ہو کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے۔

(ذکر حبیب طبع جدید ص 51 از مفتی محمد صادق قادیانی)

نبی معصوم:

6- سوال ششم: حضرت اقدس (مرزا قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب: وہ نبی معصوم ہیں اُن سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔

(قادیانی اخبار الحکم قادیان جلد 11 نمبر 13 مورخہ 17 اپریل 1907ء ص 13 کالم 1 آخری دو سطریں)

نظر کی کمزوری یا بے تکلفی:

7- حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانہ سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ایک دفعہ اُس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں گھڑا تھا۔ جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے وہاں اپنے کپڑے اتار کر ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آ نکلی۔اُس نے اُس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی تو اس نے ہنس کر جواب دیا ''اُنہوں کجھ دیدا ہے؟ یعنی اُسے کیا دکھائی دیتا ہے۔(ذکر حبیب ص30 طبع جدید)

مسمّاۃ بھانو کی خدمت گزاری:

8- ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسمّاۃ بھانو تھی وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لیے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے۔بھانو کہنے لگی ''جی ہاں تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ایں'' یعنی، جی ہاں! جبھی تو آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔(سیرت المہدی ج1 حصہ سوم ص210، طبع جدید 2008ء ص722 روایت 780)

کنواری دوشیزہ کی خدمت گزاری:

9- عائشہ نام کی ایک کنواری دوشیزہ تھی جو پندرہ سال کی عمر میں مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجی گئی۔تقریباً دو سال مرزا صاحب کی خدمت میں رہی اور ان کے پاؤں دبایا کرتی تھی۔بعد میں مرزا صاحب نے اس کی شادی کر دی لیکن یہ شرط لگا دی کہ اسے قادیان سے باہر نہ لے جایا جائے۔جب وہ مرگئی تو اُس کی یاد میں اُس کے خاوند صوفی غلام محمد نے ایک مضمون لکھا جس کا ایک اقتباس یہ ہے۔

''حضور کو مرحومہ کی خدمت، حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔حضور نے ایک دفعہ مرحومہ کو دعا دے کر فرمایا کہ اللہ تجھے اولاد دے۔حضور کی دعا سے مرحومہ کے چھ بچے ہوئے۔ایک لڑکی اور پانچ لڑکے''۔(الفضل 20 مارچ 1928ء ج15 نمبر 74 ص6 کالم3، ص7 کالم2)

مقدمات میں وقت ضائع:

میرے والد صاحب اپنے بعض آباء اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔انہوں نے اُن ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا۔اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا۔اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری اُمور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا۔(کتاب البریہ ص 151 روحانی خزائن جلد 13 ص 182)

پچاس اور پانچ میں فرق: مرزا قادیانی نے شروع شروع میں ایک عالم کا روپ دھارا اور اعلان کیا کہ وہ عیسائیت، ہندو مت اور آریا سماج کے خلاف کتاب لکھے گا جس میں اسلام کی حقانیت کا اثبات اور ان مذکورہ مذاہب کی تردید ہوگی۔اور یہ کتاب پچاس جلدوں پر مشتمل ہوگی۔مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ تمام مسلمان مخیرّ حضرات اس کی طباعت وغیرہ کے لیے پیشگی رقوم ارسال کریں۔مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق انہوں نے پچاس جلدوں کی پیشگی رقم بھجوادی۔مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ کے نام سے اس کتاب کو لکھا پانچ جلدیں مکمل ہونے پر اعلان کر دیا ''چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا''۔(براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ ص 7 روحانی خزائن جلد 21 ص 9)

ٹیچی فرشتہ: 5 مارچ 1905ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا میں نے اُس کا نام پوچھا اُس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔اُس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا تب میری آنکھ کھل گئی۔(حقیقۃ الوحی ص 332 روحانی خزائن جلد 22 ص 346)

الہاماتِ مرزا

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس پر وحی اور الہامات کا نزول ہوا ہے اور وہ بھی کئی زبانوں میں۔جن میں عربی، عبرانی، فارسی، اردو، پنجابی، انگریزی اور دیگر نامعلوم زبانیں بھی شامل ہیں۔قرآن کریم میں وحی کے سلسلے میں ذات قدیر و کریم کا واضح فرمان موجود ہے کہ:

'' وَمَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ ''(ابراهیم 4)

یعنی ''اور ہم نے جب بھی کوئی رسول بھیجا، خود اُس کی قوم کی زبان میں بھیجا، تاکہ وہ اُن کے سامنے حق کو اچھی طرح واضح کر سکے۔'' (آسان ترجمۂ قرآن)

اس قرآنی اصول کو مدنظر رکھا جائے تو مرزا کذّاب اور دجّال ثابت ہوتا ہے لیکن ہم خود مرزا قادیانی کی زبانی بھی نقل کرتے ہیں کہ وہ وحی اور الہامات کے بارے میں کیا نظریہ رکھتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

''اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذت اپنے اندر رکھتے ہیں۔۔۔۔ ماسوا اس کے شیطان گُنگا ہے۔ اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گُنگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہوسکتا صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے''۔ (حقیقۃ الوحی ص138، 139 روحانی خزائن ج22 ص142، 143)

نوٹ: جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن میں 'دو' کی بجائے 'دوہ' لکھا ہوا ہے۔

اس سلسلے میں مزید چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

1:۔ ''اگر میرے الہامات بھی ویسے ہی معمولی اور فضول ٹکڑے ہوتے اور ہر ایک میں علم غیب اور اقتداری پیش گوئیاں نہ ہوتیں تو میں اِنہیں محض ہیچ سمجھتا۔۔۔ میرے الہاموں سے قوم کا فائدہ اور اسلام کا فائدہ ہوتا ہے اور یہی معیار بڑا بھاری معیار ہے۔ جو میرے الہامات کے منجانب اللہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔۔۔ اب ایسا وقت ہے کہ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ بہت دفعہ ملاقات کیا کریں تا کہ نئے نشانوں کو دیکھنے سے جو روز بروز نازل ہوتے ہیں ان کے ایمان اور تقویٰ میں ترقی ہو''۔

(ملفوظات ج1 ص308، 309 طبع قدیم، ملفوظات ج1 ص204، 205 طبع جدید زیرِ عنوان خدائی الہام کا معیار، ملفوظ بابت ہفتہ مختتمہ 10 جولائی 1899ء)

2:۔ ''میں ایک مرد ہوں کہ خدا تعالیٰ میرے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ اور اپنے خاص خزانہ سے مجھے تعلیم دیتا ہے۔ اور اپنے ادب سے میری تادیب فرماتا ہے۔ وہ اپنی مجھ پر وحی بھیجتا ہے۔ میں اس کی وحی کی پیروی کرتا ہوں۔ ایسی صورت میں مجھے کونسی ایسی ضرورت ہے کہ میں اس کی راہ کو ترک کر کے دوسری متفرق راہیں اختیار کروں''؟

(ملفوظات ج6 ص34، 35 طبع قدیم زیرِ عنوان موہبت الٰہی، ملفوظات، ج3 ص356 طبع جدید تحت عنوان مسیح موعود کا مقام ماموریت، ملفوظ بابت کیم جولائی 1903ء)

3:۔ ''میں کوئی بات نہیں کرتا جب تک خدا تعالیٰ اجازت نہ دے۔ اگر میں نے مباحثہ میں جانا ہوتا تو یہ کتاب (مراد ''نسیم

دعوت'' مرتب) شائع نہ کرتا''۔

(ملفوظات ج5 ص154 طبع قدیم ملفوظات، ج3 ص121 در حاشیہ طبع جدید تحت عنوان ''مباحثہ اصول پر ہونا چاہئے''، ملفوظ بابت یکم مارچ 1903ء)

4:۔ ''حالانکہ مجھے خود ہر ایک امر بذریعہ وحی والہام بتلایا جاتا ہے۔ ان کے کہنے سے میں اسے کیسے چھوڑ دوں''؟

(ملفوظات ج5 ص166 طبع قدیم زیر عنوان ''مقام مسیح موعود''، ملفوظات، ج3 ص129 طبع جدید تحت عنوان 'مخالفت کی وجہ' ملفوظ بابت 3 مارچ 1903ء)

اب ہم مرزا قادیانی کے چند الہامات مختلف زبانوں کے آپ حضرات کے سامنے پیش کرتے ہیں، جس سے مرزا کا کذب و دجل آپ کے سامنے آشکارا ہو جائے گا۔ قادیانی الہامات کے ترجمہ میں تبدیلی کرتے رہے ہیں۔ اس وقت ہمارے پیشِ نظر تذکرہ کی طبع چہارم 2004ء ہے:

عربی الہامات:

1﴾ بَارَكَ اللّٰهُ فِیْ اِلْهَامِكَ وَ وَحْیِكَ وَرُؤْیَاكَ۔

(تذکرہ، ص688 طبع دوم 1956ء، ص673 طبع سوم 1969ء ص569 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 17 ستمبر 1906ء)

ترجمہ: برکت دی اللہ تعالیٰ نے تیرے الہام میں اور تیری وحی اور تیرے خوابوں میں۔

2﴾ یَأْتِیْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْتِیْكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔

(تذکرہ، ص673 طبع دوم 1956ء، ص679 طبع سوم 1969ء ص574 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 30 اکتوبر 1906ء)

ترجمہ: ہر ایک دُور کی راہ سے لوگ تیرے پاس آئیں گے اور ہر ایک دُور کی راہ سے تیرے پاس تحائف لائیں گے۔ تیرے پاس وہ لوگ تحائف لائیں گے جن کو ہم آسمان سے وحی کریں گے۔

3﴾ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

(تذکرہ، ص688 طبع دوم 1956ء، ص685 طبع سوم 1969ء ص579 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 30 نومبر 1906ء)

ترجمہ: اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس قسم کو ضرور پورا کر دے گا۔

4﴾ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ ۔

(تذکرہ، ص771 طبع دوم 1956ء، ص774 طبع سوم 1969ء ص658 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 21 اگست 1897ء)

ترجمہ:تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

5﴾ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ۔(تذکرہ،ص777 طبع دوم1956ء،ص780 طبع سوم1969ء ص664 طبع چہارم2004ءالہام بابت18 جون1900ء)

ترجمہ: منہ کالے ہوگئے۔

فارسی الہامات:

1﴾ یکے پائے من مے بوسید و من مے گفتم که حجر اسود منم (اربعین نمبر4،ص15 حاشیہ روحانی خزائن ج17 ص445،

تذکرہ،ص36 طبع دوم1956ء،ص36 طبع سوم1969ء ص29 طبع چہارم2004ءالہام بابت1881ء قریباً)

ترجمہ: ایک شخص نے میرے پاؤں کو چوما اور میں نے (اسے) کہا کہ حجر اسود میں ہوں۔

2﴾ هر چه باید نو عروسی راهما ں ساماں کنم وانچه مطلوب شماباشد عطائے آں کنم

ترجمہ:یعنی جو کچھ تمہیں شادی کیلئے درکار ہوگا تمام سامان اس کا میں آپ کروں گا۔اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی آپ دیتا رہوں گا۔(تذکرہ،ص38 طبع دوم1956ء،ص38 طبع سوم1969ء ص30 طبع چہارم2004ءالہام بابت1881ء قریباً)

نوٹ: 'حقیقت الوحی' میں اسے اس طرح لکھا گیا ہے

هر چه باید نو عروسی راهمه ساماں کنم وآنچه درکار شماباشد عطائے آں کنم

(حقیقت الوحی،ص235،236،روحانی خزائن،ج22 ص247)

3﴾ شدترا ایں برگ و بار و شیخ و شاب.

(تذکرہ،ص765 طبع دوم1956ء،ص769 طبع سوم1969ء ص653 طبع چہارم2004ءالہام بابت7 اپریل1893ء)

ترجمہ:یہ پھل پھول اور بوڑھے اور جوان سب آپ کے ہی ہوئے۔

4﴾ مبارك بادت اے مریم که عیسیٰ بازمے آید.

(تذکرہ،ص801 طبع دوم1956ء،ص805 طبع سوم1969ء ص684 طبع چہارم2004ءالہام بابت1908ء)

ترجمہ:اے مریم تجھے مبارک ہو کہ عیسیٰ دوبارہ آتا ہے۔

5﴾ دختر نیك آگاهی شاں خورد تر چندیں سال۔(تذکرہ،ص802 طبع دوم1956ء،ص805 طبع سوم1969ء ص685 طبع چہارم2004ءالہام بابت1908ء)

ترجمہ: ان کی نیک لڑکی سب سے چھوٹی چند سال کی ہے۔

اُردوالہامات: 1﴿ پیٹ پھٹ گیا(معلوم نہیں یہ کس کے متعلق الہام ہے)۔

(تذکرہ،ص666 طبع دوم1956ء،ص672 طبع سوم1969ء،ص568 طبع چہارم2004ء،الہام بابت8 ستمبر 1906ء)

2﴿ چودھری رستم علی۔(تذکرہ،ص528 طبع دوم1956ء،ص532 طبع سوم1969،ص447 طبع چہارم2004ءالہام بابت26مارچ1905ء)

3﴿ کچلہ کونین فولاد۔یہ ہے دوائے ہمزاد

(تذکرہ،ص788 طبع دوم1956ء،ص792 طبع سوم1969ء،ص674 طبع چہارم2004ءالہام1908ء)

4﴿ خاکسار پیپر منٹ۔(تذکرہ،ص525 طبع دوم1956ء،ص527 طبع سوم1969،ص443 طبع چہارم2004ءالہام بابت20فروری1905ء)

5﴿ عبداللہ خان ڈیرہ اسمٰعیل خان۔(تذکرہ،ص41 طبع دوم1956ء،ص41 طبع سوم1969،ص33 طبع چہارم2004ءالہام بابت1881ء)

پنجابی الہامات:

1﴿ پٹّی پٹّی گئی۔(تذکرہ،ص797 طبع دوم1956ء،ص801 طبع سوم1969ء،ص681 طبع چہارم2004ءالہام بابت1908ء)

2﴿ جے توں میرا ہورَہیں سب جگ تیرا ہو۔

(تذکرہ،ص484 طبع دوم1956ء،ص471 طبع سوم1969ء،ص390 طبع چہارم2004ءالہام بابت یکم مئی1903ء)

3﴿ عشق الٰہی وَسّے مُنہ پرولیاں ایہہ نشانی۔

(تذکرہ،ص484 طبع دوم1956ء،ص471 طبع سوم1969ء،ص390 طبع چہارم2004ءالہام بابت یکم مئی1903ء)

4﴿ واللہ!واللہ!سدھا ہویا اَوَلّا۔ فرمایا:یہ پنجابی فقرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کج طبع آدمی درست ہوگیا ہے۔

(تذکرہ،ص744 طبع دوم1956ء،ص746 طبع سوم1969ء،ص631 طبع چہارم2004ءالہام بابت20دسمبر1907ء)

5﴿ میرا دشمن ہلاک ہوگیا۔ہُن اُسدا لیکھا خدا نال جا پیا اے۔
یعنی عنقریب میرا دشمن ہلاک ہوجائے گا اور پھر اس کا خدا سے معاملہ پڑے گا۔

(تذکرہ،ص705 طبع دوم1956ء،ص709 طبع سوم1969ء،ص599 طبع چہارم2004ءالہام بابت28مارچ1907ء)

عبرانی اور دیگر نامعلوم زبانوں میں نہ سمجھ آنے والے الہامات:

1﴿ ھُوَ شَعْنَا نَعْسَا۔یہ دونوں فقرے شاید عبرانی ہیں اور ان کے معنے ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔پھر بعد اس کے دو فقرے انگریزی ہیں جن کے الفاظ کی صحت بباعث سُرعتِ الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں۔

میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ I Love You.

میں تمہیں ایک بڑا گروہ اسلام کا دوں گا۔ I shall give you a large party of Islam.

(تذکرہ، ص107 طبع دوم 1956ء، ص103 طبع سوم 1969ء ص80 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 1883ء)

2۔ الہام ہوا۔ توپہ یاطوپہ۔ عبرانی لغت میں تلاش کرو شاید کہ یہ عبرانی لفظ ہو۔

(تذکرہ، ص771 طبع دوم 1956ء، ص774 طبع سوم 1969ء ص658 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 28 جولائی 1897ء)

3۔ اِیْلِیْ اِیْلِیْ لِمَا سَبَقْتَنِیْ۔ اِیْلِیْ اٰوس ۔۔۔ اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ ۔۔۔ آخری فقرہ اس الہام کا یعنی اِیْلِیْ اٰوس بباعث سرعت ورود مشتبہ رہا ہے۔ اور نہ اس کے کچھ معنے کھلے۔

(تذکرہ، ص94 طبع دوم 1956ء، ص91 طبع سوم 1969ء ص71، 72 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 1883ء)

4۔ رُبُّنَا عَاجٍ۔ ہمارا رب عاجی ہے۔ (اس کے معنے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے)

(تذکرہ، ص105 طبع دوم 1956ء، ص101، 102 طبع سوم 1969ء ص79 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 1883ء)

5۔ پریشن، عمر براطوس۔ یا پلاطوس۔ یعنے پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے بباعث سُرعتِ الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔ پھر دو لفظ اور ہیں۔ ھُوَ شَعْنَا نَعْسَا۔ معلوم نہیں کس زبان کے ہیں۔

(تذکرہ، ص119، 120 طبع دوم 1956ء، ص115، 116 طبع سوم 1969ء ص91 طبع چہارم 2004ء الہام بابت دسمبر 1883ء)

6۔ عورت کی چال اِیْلِیْ اِیْلِیْ۔ لِمَا سَبَقْتَانِیْ ۔۔۔ میں نے اپنے اجتہاد سے اس کے یہ معنے سمجھے تھے کہ کوئی شخص عورت کی طرح پوشیدہ مکر کرے گا۔ (تذکرہ، ص590 طبع دوم 1956ء، ص597 طبع سوم 1969ء ص518 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 18 مارچ 1906ء)

7۔ عِلْمُ الدَّرْمَانِ ۲۲۳۔ فرمایا ''علم'' عربی لفظ ہے اور ''درمان'' فارسی ہے۔ اس کے آگے ۲۲۳ کا ہندسہ ہے۔ معلوم نہیں اس سے کیا مراد ہے۔ (تذکرہ، ص671 طبع دوم 1956ء، ص677 طبع سوم 1969ء ص572 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 15 اکتوبر 1906ء)

گپت الہام (قادیانی لاٹری نمبر)

۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء

۲۸-۲۷-۱۳-۲-۲۵-۲-۲۶-۲-۲۸-۱-۲۳-۱۵-۱۱
۱-۲-۲۷-۱۳-۱۰-۱-۲۸-۲۷-۳۷-۱۶-۱۱-۲۳-۱۳-۱۱
۷-۱-۵-۲۳-۲۳ ۲۳-۱۱-۱۳-۷-۲۳-۱۳-۱۰-۱
۱۴-۵-۲۸-۷-۳۴-۱-۷-۲۳-۱۱-۱۶-۱-۱۴-۲۷-۱-۷-۵-۱-۱۴-۱
۱۴-۲-۲۸-۱-۷ طہ

(اشتہار ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء ملحق بہ آسمانی فیصلہ و تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۸۵۔
روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۵۰)

(تذکرہ ص 202 طبع دوم 1956ء ص 195 طبع سوم 1969ء ص 157 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 27 دسمبر 1891ء)

انگریزی الہامات:

1- You must do what I told you.	تم کو وہ کرنا چاہیے جو میں نے فرمایا ہے۔
2- Though all men should be angry but God is with you.	اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔
He shall help you.	وہ تمہاری مدد کرے گا۔
Words of God Cannot exchange.	اللہ کے کلام بدل نہیں سکتے۔
3- I shall help you.	میں تیری مدد کروں گا۔
4- You have to go Amritsar.	تمہیں امرتسر جانا ہوگا۔
5- He halts in the Zilla Peshawar.	وہ ضلع پشاور میں قیام کرتا ہے۔

(تذکرہ ص 120، 121 طبع دوم 1956ء ص 116، 117 طبع سوم 1969ء ص 91، 92۔ طبع چہارم 2004ء الہام بابت دسمبر 1883ء)

I love you. I am with you.	میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔
Yes I am happy.	ہاں میں خوش ہوں۔
Life of pain.	زندگی دکھ کی (یعنی موجودہ زندگی تمہاری تکالیف کی زندگی ہے)
I shall help you. I can, What I will do.	میں تمہاری مدد کروں گا۔ میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔

We can, What we will do. — ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔

God is coming by his army. — خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔

He is with you to kill enemy. — وہ دشمن کو ہلاک کرنے کیلئے تمہارے ساتھ ہے۔

The days shall come when God shall help you. — وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔

Glory be to the Lord. God maker to earth and heaven. — خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان۔

(حقیقت الوحی ص303، 304/روحانی خزائن جلد22 ص316، 317)

چوہڑی، زانیہ اور کنجروں کے خواب:

بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر مُتَدَیّن اور چور اور حرامخور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا، انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کی اور وہ سچی نکلیں اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا اُن کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کی اور وہ پوری ہو گئیں۔ (حقیقت الوحی ص2، 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد22 ص5)

مرزا قادیانی نے یہ مضمون توضیح المرام روحانی خزائن جلد3، ص95 پر بھی لکھا ہے۔

چڑی مار:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب بچپن میں چڑیا پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نہ سمجھ سکی کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ اُن کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔

(سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل ص45، طبع جدید 2008ء، ص40 روایت نمبر 51)

اور انگلی کٹ گئی:

خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اُس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا اس لیے حضرت صاحب اس چوزے کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی۔ جس سے بہت خون بہہ گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔

(سیرت المہدی ج 1 حصہ دوم ص 4، طبع جدید 2008ء، ص 285 روایت نمبر 307)

جیب میں اینٹ:

آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈالدی۔ آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چُبھتی۔ کئی دن ایسا ہی ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چُبھتی ہے،، وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اُس کا ہاتھ اینٹ پر جالگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا۔ کہ چندروز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی۔ اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں۔ میں اس سے کھیلوں گا۔

(حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم ص ق)

جائے نفرت:

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(دُرِّثمین اردو ص 94 مطبوعہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور، براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21، ص 127)

یعنی مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں نہ مٹی کا کیڑا ہوں اور نہ ہی آدم علیہ السلام کی اولاد ہوں بلکہ انسانوں کی عار اور نفرت کی جگہ ہوں۔ قادیانیوں کا کہنا کہ اس شعر میں مرزا قادیانی نے عاجزی اور انکساری کا اظہار کیا ہے، غلط ہے۔ یہ کیسی عاجزی ہے جس میں آدمی خود کو انسان کی اولاد ماننے سے انکار کردے اور خود کو انسانوں کی نفرت والی جگہ قرار دے۔

ترکِ اعتکاف:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میں نے کبھی حضرت مسیح موعود کو اعتکاف بیٹھتے نہیں دیکھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ہے۔

(سیرت المہدی ج 1 حصہ اوّل ص 68، طبع جدید 2008ء، ص 62 روایت نمبر 86)

ترکِ حج، اعتکاف اور زکوٰۃ:

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا زکوٰۃ نہیں دی تسبیح نہیں رکھی۔ (سیرت المہدی ج 1 حصہ سوم ص 119، طبع جدید 2008ء، ص 623 روایت نمبر 672)

قادیانی زکوٰۃ نہ دینے کا یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کے پاس پیسے نہیں ہوتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی ایک امیر آدمی تھا اُس نے اعتراف کیا ہے کہ:

کئی لاکھ روپیہ آیا۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 13 روحانی خزائن جلد 22، ص 444)

تین لاکھ کے قریب روپیہ آ چکا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص 211 روحانی خزائن جلد 22، ص 220)

عشقیہ شاعری:

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے غالباً نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے اسے میں پہچانتا ہوں بعض بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا میرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ اُلفت میں مزا ہوتا ہے

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے
مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا
ہوش بھی ورطہ عدم میں پڑے

سبب کوئی خداوندا بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی

بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
دلا اک بار شور و غل مچا دے
نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی
سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
میرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی
نہیں منظور تھی گر تم کو الفت
تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دلسوزیوں سے بے خبر ہو
مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اُس کو دوں یا ہوش یا جاں
کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

(سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل ص 232,233، طبع جدید 2008ء ص 213 روایت نمبر 228)

کَنچَنِیُ کی رقم:

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا میری ایک بہن کَنچَنِیُ (بازاری عورت) تھی اُس نے اس حالت میں بہت سارو پیہ کمایا پھر وہ مرگئی اور مجھے اُس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی اب میں اُس مال کو کیا کروں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے۔ (سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل ص 261,262، طبع جدید 2008ء، ص 243 روایت نمبر 272)

روزے تڑوادیے:

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ معہ کچھ ناشتہ کے اُن سے ملنے کے لیے مسجد میں تشریف لائے اُن دوستوں نے عرض کی کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہیے۔ چنانچہ اُن کو ناشتہ کروا کر اُن کے روزے تڑوادیے۔ (سیرت المہدی ج1 حصہ دوم ص 59، روایت نمبر 378 طبع جدید 2008ء، ص 344، 345 روایت نمبر 381)

روزے نہیں رکھے:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کئے مگر آٹھ، نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لیے باقی چھوڑ دیے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس، گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورا پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتدا دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے کیا پھر بعد میں اُن کو قضا کیا؟ والدہ صاحب نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔

(سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل ص65,66، طبع جدید 2008ء، ص59 روایت نمبر 81)

اسی مفہوم کی ایک روایت سیرت المہدی ج1 حصہ سوم ص 131 روایت نمبر 697 طبع جدید 2008ء ص 637 پر بھی درج ہے۔ یہ دورے بڑے عقلمند اور سمجھدار تھے جو کہ صرف رمضان المبارک ہی میں پڑتے تھے۔ (ناقل)

میں ایسے پردے کا قائل نہیں

بیان کیا حضرت **مولوی نورالدین** صاحب خلیفہ اوّل نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کسی سفر میں تھے اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ **بیوی صاحبہ** کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے یہ دیکھ کر **مولوی عبدالکریم** صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر اُدھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ **بیوی صاحبہ** کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں ناچار **مولوی عبدالکریم** صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں **بیوی صاحبہ** کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد **مولوی عبدالکریم** صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟

(سیرت المہدی ج1 حصہ اوّل ص63، طبع جدید 2008ء، ص56 روایت نمبر 77)

حکیم مولوی نورالدین اور مولوی عبدالکریم دونوں مرزا قادیانی کے دستِ راست تھے۔ ان کا مرزا کی بیوی کو ''ام **المؤمنین**'' کی بجائے ''**بیوی صاحبہ**'' کہنا۔۔۔؟؟؟ قادیانی امت پر اس روایت کی تشریح یقیناً بارِ گراں ہوگی؟؟؟

تھیٹر: حضرت مسیح موعود کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آ گئے ۔ چنانچہ کپورتھلہ سے محمد خان صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے ۔ گرمی کا موسم تھا اور منشی صاحب اور میں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چار پائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا اور تماشا ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا ۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے تھے حضرت صاحب نے فرمایا ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تاکہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے ۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں ۔ فرمایا منشی ظفر احمد صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا کہ میں تو حضرت صاحب کے پاس آپ کی شکایت لے کر گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا کر تنبیہ کریں گے مگر حضور نے صرف یہی فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے اور اس سے معلومات حاصل ہوتے ہیں ۔ (ذکر حبیب ص 14 از مفتی محمد صادق)

ٹانک وائن: مرزا قادیانی کا خط مرید کے نام: مجبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہئے اس کا لحاظ رہے ۔ باقی خیریت ہے ۔ والسلام ۔

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(خطوط امام بنام غلام ص 5 از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی)

نوٹ: ٹانک وائن ایک ولائتی شراب ہے جو پاکستان بننے سے پہلے ای پلومر کی دکان سے دستیاب ہوتی تھی ۔ یہ دکان لاہور ہائی کورٹ کے سامنے کارنر پر واقع ہے ۔ اب یہاں چشموں کی دکان ہے ۔

کبھی کبھی زنا کرنا: مرزا قادیانی اور مرزا محمود کی مشترکہ خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے لاہوری گروپ کے ایک شخص نے مرزا محمود کو خط لکھا جو کہ اُس نے جمعہ کی تقریر کرتے ہوئے پڑھ کر سنایا اور خط میں درج الزام کی تردید کرنے کی اُسے جرأت نہ ہوسکی ۔ خط کا ایک اقتباس درج ذیل ہے جو قادیانی اخبار ''الفضل'' میں بھی درج ہے:

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں ۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا تو اس میں حرج کیا ہوا پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے ۔'' (روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء جلد 26 نمبر 200 ص 6 کالم 1، خطبات محمود ج 19 ص 534 خطبات سال 1938ء نمبر 27 زیر عنوان ''حضرت مسیح موعود کی ایک واضح پیش گوئی اور اس کا ظہور'')

باب ہشتم۔قادیانیوں کی وجوہ تکفیر (ضمیمہ)

مرزا قادیانی اوراس کے متبعین کافر کیوں ہیں؟اس کی وجوہات تلاش کی جائیں تودس سے بھی زیادہ ہیں۔

تاہم اہم اورنمایاں وجوہ تکفیر درج ذیل ہیں:

1- مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت۔

2- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ ولادت کا انکار۔

3- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا انکار

4- حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کی شان میں نا قابل بیان گستاخیاں۔

5- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام کی اہانت خصوصاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی وگستاخی۔

6- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار۔

7- اسلامی فریضۂ جہاد کا انکار۔

8- مرزا کو نہ ماننے والے مسلمانوں کی تکفیر۔

ان وجوہ کفر کی تشریح وتفصیل یہ ہے:

نوٹ: وجوہِ تکفیر کے لئے مزید ''روداد مقدمہ بہاولپور'' کی جلد اوّل ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کے کفر کی پہلی وجہ۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت

1- ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ''......اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''
(ایک غلطی کا ازالہ ص 1، روحانی خزائن جلد 18 ص 207)

2- ''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا۔ اور اس نے میری تصدیق کیلئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں''۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص 68۔ روحانی خزائن جلد 22 ص 503)

3- ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص 11، روحانی خزائن جلد 18 ص 231)

4- ''خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت ﷺ کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص 67، روحانی خزائن جلد 22 ص 502)

نوٹ: جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن میں لفظ ''مجھے'' حذف کر دیا گیا ہے۔

5- ''جب سن ہجری کی تیرہویں صدی ختم ہو چکی تو خدا نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے اپنی طرف سے مامور کر کے بھیجا اور آدم سے لیکر اخیر تک جس قدر نبی گزر چکے ہیں سب کے نام میرے نام رکھ دیئے اور سب سے آخری نام میرا عیسیٰ موعود اور احمد اور محمد معہود رکھا اور دونوں ناموں کے ساتھ بار بار مجھے مخاطب کیا ان دونوں ناموں کو دوسرے لفظوں میں مسیح اور مہدی کر کے بیان کیا گیا۔'' (چشمہ معرفت ص 313، روحانی خزائن جلد 23 ص 328)

6- ''خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔'' (چشمہ معرفت ص 317، روحانی خزائن، جلد 23 ص 332)

مرزا قادیانی کے کفر کی دوسری وجہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کا انکار

1- ''مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح' میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں تو حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں کیونکہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں۔ اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔''

(کشتی نوح ص 16، روحانی خزائن جلد 19، ص 17، 18)

2- ''حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل در حاشیہ ص 303، روحانی خزائن جلد 3، ص 254-255)

3- ''یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔''

(کشتی نوح ص 16 در حاشیہ، روحانی خزائن جلد 19 ص 18)

4- ''آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص 6 بر حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11 ص 290)

مرزا کے کفر کی تیسری وجہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا انکار

1- ''یہ کہنا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھا جانے والی چیز ہے اور عقل کے خلاف ہے''۔
(دیکھیئے ضمیمہ حقیقت الوحی ص 39، روحانی خزائن جلد 22 ص 660)

2- ''بعد اس کے مسیح اُس زمین سے پوشیدہ طور پر بھاگ کر کشمیر کی طرف آ گیا اور وہیں فوت ہوا اور تم سن چکے ہو کہ سری نگر محلّہ خان یار میں اس کی قبر ہے''۔ (کشتی نوح ص 53، 54 روحانی خزائن جلد 19 ص 57-58)

3- ''جب تک مجھے خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے میں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو میں اس عقیدہ سے باز آ گیا''۔ (اعجاز احمدی ص 6 روحانی خزائن جلد 19 ص 113)

4- ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں''۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 230، روحانی خزائن جلد 21 ص 406)

مرزا کے کفر کی چوتھی وجہ

حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کی شان میں نا قابل بیان گستاخیاں

1- ''پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا......مگر خود اِس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور برے برے ان کے نام رکھے''۔ (چشمہ مسیحی ص 11 روحانی خزائن جلد 20 ص 346)

2- ''وہ صرف ایک عاجز انسان تھا اور تمام انسانی ضُعفوں سے پورا حصہ رکھتا تھا اور وہ اپنے چار بھائی حقیقی اور رکھتا تھا جو بعض اس کے مخالف تھے اور اس کی حقیقی ہمشیرہ دو تھیں۔ کمزور سا آدمی تھا جس کو صلیب پر محض دو میخوں کے ٹھوکنے سے غش آ گیا''۔
(تذکرۃ الشہادتین ص 23، روحانی خزائن جلد 20 ص 25)

3- ''ان میں کوئی بھی ایک ایسی خاص طاقت ثابت نہیں ہوئی جو دوسرے نبیوں میں پائی نہ جائے بلکہ بعض دوسرے نبی معجزہ نمائی میں ان سے بڑھ کر تھے اوران کی کمزوریاں گواہی دے رہی ہیں کہ وہ محض انسان تھے''۔

(لیکچر سیالکوٹ ص43، روحانی خزائن جلد20 ص235-236)

4- ''اور میں عیسیٰ مسیح کو ہرگز ان امور میں اپنے پر کوئی زیادت نہیں دیکھتا یعنی جیسے اس پر خدا کا کلام نازل ہوا ایسا ہی مجھ پر بھی ہوا اور جیسے اس کی نسبت معجزات منسوب کئے جاتے ہیں میں یقینی طور پر ان معجزات کا مصداق اپنے نفس کو دیکھتا ہوں بلکہ ان سے زیادہ۔'' (چشمہ مسیحی ص23، روحانی خزائن جلد20 ص354)

5- ''دیکھو یہ کس قدر اعتراض ہے کہ مریم کو ہیکل کی نذر کر دیا گیا تا وہ ہمیشہ بیت المقدس کی خادمہ ہو اور تمام عمر خاوند نہ کرے لیکن جب چھ سات مہینے کا حمل نمایاں ہو گیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نام ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔''

(چشمہ مسیحی ص26، روحانی خزائن جلد20 ص355-356)

6- مرزا قادیانی کی تضاد بیانی اور توہین عیسیٰ علیہ السلام کی یہ گھٹیا حرکت دیکھئے کہ کبھی کسی جگہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ ہونے کا انکار کرتے ہوئے یوسف نجار کو ان کا باپ بناتا ہے (جیسا کہ آپ 'مرزا قادیانی کے کفر کی دوسری وجہ' میں پڑھ چکے ہیں) اور اب یہاں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کو تسلیم تو کرتا ہے مگر مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ اور قرآن کی نص صریح اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے شاہکار اور خرق عادت طریقے سے ان کی پیدائش کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھتا ہے:

''اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے تو پھر حضرت عیسیٰؑ کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔'' (چشمہ مسیحی ص27-28، روحانی خزائن جلد20 ص356)

7- ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔''

(کشتی نوح ص66 درحاشیہ، روحانی خزائن جلد19 ص71)

8- ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا''۔ (ضمیمہ انجام آتھم برحاشیہ ص7، روحانی خزائن جلد11 ص291)

9- لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک

فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا تھا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اُسکے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُسکے بدن کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلّق جوان عورت اُسکی خدمت کرتی تھی۔ اِسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیٰی کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اِس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ (دافع البلاء ص 4، روحانی خزائن ج 18 ص 220)

نوٹ: اِس عبارت سے واضح ہو گیا کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ان الزامات کو قرآن کی رُو سے درست تسلیم کرتا ہے۔ کہ قرآن نے تو حضرت یحیٰی علیہ السلام کو تو حصور یعنی عورتوں سے پرہیز کرنے والا لکھا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حصور نہ لکھا کہ (نعوذ باللہ) ان کے غیر محرم عورتوں سے اس قسم کے تعلقات تھے لہذا قادیانیوں کی یہ تاویل ھبآء منثوراً ہو گئی کہ مرزا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ بائبل کی رُو سے ہے اور یہ یہودیوں کے الزام تھے جو مرزا نے نقل کئے ہیں۔ مرزا قادیانی قرآن کی رُو سے ان تمام الزامات کو درست تسلیم کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)۔۔۔ از: چنیوٹیؒ۔

مرزا قادیانی کے کفر کی پانچویں وجہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام خصوصًا نبی اکرم ﷺ کی اہانت

1- ''خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفّن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی''۔ (تحفہ گولڑویہ برحاشیہ ص 70، روحانی خزائن جلد 17 ص 205)

2- ''پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔'' مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ '' اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص 1، روحانی خزائن جلد 18 ص 207)

3- ''میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ابن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں''۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص 74، 75، روحانی خزائن جلد 22 ص 521)

4- ''اس (نبی کریمؐ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا۔'' (اعجاز احمدی ص 71، روحانی خزائن جلد 19 ص 183)

5- ''خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ

غرق نہ ہوتے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 137، روحانی خزائن جلد 22 ص 575)

6- "پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا"۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص 76، روحانی خزائن جلد 21 ص 99)

-7

آنچہ داد است ہر نبی را جام   داد آں جام را مرا بہ تمام
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے   من بعرفان نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں   ہر کہ گوید دروغ ہست لعین
زندہ شد ہر نبی بآمدنم   ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(نزول المسیح ص 10، روحانی خزائن جلد 18 ص 477-478)

ترجمہ: 'خداوند نے جو پیالے ہر نبی کو دیئے ہیں ان تمام پیالوں کا مجموعہ مجھے دیا ہے، اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں، مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں، میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو جھوٹ کہتا ہے وہ لعین ہے، میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہو گیا ہر رسول میری قمیض میں چھپا ہوا ہے"۔

8- "یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے"۔ (مرزا محمود کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر 5 جلد 10 مورخہ 17 جولائی 1922ء)

9- "ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے۔ کسی کو بہت کسی کو کم۔ مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہؐ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اسقدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو لا کر کھڑا کیا۔"

(کلمۃ الفصل ص 113 از مرزا بشیر احمد ایم اے)

10- "پس اب کیا یہ پرلے درجے کی بے غیرتی نہیں کہ جہاں ہم لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهِ میں داؤد اور سلیمانؑ زکریا اور یحییٰ علیہم السلام کو شامل کرتے ہیں وہاں مسیح موعود جیسے عظیم الشان نبی کو چھوڑ دیا جاوے۔"

(کلمۃ الفصل ص 117 مؤلفہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے)

مرزا قادیانی کے کفر کی چھٹی وجہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار

-1 ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم درحاشیہ ص6، روحانی خزائن جلد 11 ص290)

-2 ''مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم' مفلوج' مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہوجاتے تھے۔''

(ازالہ اوہام حصہ اول درحاشیہ ص321، روحانی خزائن جلد 3 ص263)

-3 ''غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنادیتا تھا نہیں بلکہ صرف عَمَلُ التَّرَبْ تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہوگیا تھا''۔

(ازالہ اوہام حصہ اول درحاشیہ ص321، 322 روحانی خزائن جلد 3 ص263)

-4 ''اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لیے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کرسکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ اُمّــــی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے''۔

(ازالہ اوہام حصہ اوّل درحاشیہ ص304، روحانی خزائن جلد 3 ص255)

-5 ''سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خداتعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے''۔ (ازالہ اوہام حصہ اوّل درحاشیہ ص303، روحانی خزائن جلد 3 ص254)

-6 ''یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لیے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں رُوح القدُس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ (پرندے بنا کر اڑانے کا) صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی''۔

(ازالہ اوہام حصہ اوّل درحاشیہ ص322، روحانی خزائن جلد 3 ص263)

مرزا قادیانی کے کفر کی ساتویں وجہ۔ اسلامی فریضۂ جہاد کا انکار

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے: اَلْجِهَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ۔

(کنز العمال الھندی جلد 1 ص 277 حدیث نمبر 1370 کتاب الایمان، مجمع الزوائد جلد 1 ص 106 حدیث نمبر 404 کتاب الایمان باب لایکفر احد قبلۃ بذنب، طبع مکتبہ قدسیہ قاہرہ)

جہاد یوم قیامت تک جاری رہے گا۔ یعنی جس وقت تک دنیا میں طاغوتی طاقتیں موجود ہیں اس وقت تک جہاد جاری رہے گا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد باطل اور طاغوتی طاقتیں ختم ہو جائیں گی۔ پھر جہاد بھی ختم ہو جائے گا کیونکہ جہاد ہوتا ہے اہل باطل سے جب کہ اس وقت کفار کا خاتمہ ہو جائے گا۔

انگریز کے اشارے پر مرزا قادیانی نے مسلمانوں سے جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے حرمت جہاد کا اعلان کیا، یہ کفر ہے۔ چند عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:

1- آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اُس کے رسول کا نافرمان ہے۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ ت، روحانی خزائن جلد 16 ص 17)

2- ''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص 19، اشتہار نمبر 183، طبع 1986ء، جلد 2، ص 196، اشتہار نمبر 187، طبع 1989ء جلد دوم ص 408، اشتہار نمبر 189 طبع لندن 2018ء، بعنوان ''بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ'' ایضاً طبع قادیان 2019ء)

3- ''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ (شہادت القرآن صفحہ ج ۳، روحانی خزائن جلد 6 ص 380)

4-

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص 26، 27، روحانی خزائن جلد 17 ص 77-78)

مرزا کے کفر کی آٹھویں وجہ۔تمام مسلمانوں کی تکفیر

1- ''جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا ہے۔''

(نزول المسیح ص4، برحاشیہ روحانی خزائن جلد18 ص382)

2- ''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے''۔

(تذکرہ ص168 طبع دوم 1956ء، ص163 طبع سوم 1969ء، ص130 طبع چہارم 2004ء الہام بابت 1888ء)

3- ''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (تذکرہ ص600 طبع دوم 1956ء، ص607 طبع سوم 1969ء، ص519 طبع چہارم 2004ء الہام بابت مارچ 1906ء)

4- ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت ص35 درانوار العلوم جلد6 ص110، از مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی)

5- ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص110 از مرزا بشیر احمد ایم۔اے)

☆تمت بالخیر☆

چند کتب جن کا حصول ضروری ہے

1)شہادۃ القرآن	از مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ
2)توضیح الکلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام	از مولانا نظام الدین کوہاٹیؒ
3)کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ	از مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
4)سیف چشتیائی	از پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ
5)عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام	از مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیریؒ
6)العبرۃ الناظرۃ فی نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الآخرۃ	از علامہ زاہد کوثریؒ (حنفی مصری)
7)نزول عیسیٰ علیہ السلام	از مولانا محمد بدر عالم میرٹھیؒ
8)التصریح بما تواتر فی نزول المسیح	از حضرت علامہ انور شاہ کاشمیریؒ
9)ختم نبوت کامل	از مولانا مفتی محمد شفیعؒ
10)النبی الخاتم	از مولانا مناظر احسن گیلانیؒ
11)ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں	از مولانا محمد اسحاق سندیلویؒ
12)عقیدۃ الامت فی معنی ختم نبوت	از علامہ خالد محمود
13)تاریخ محاسبہ قادیانیت	از پروفیسر خالد شبیر احمد
14)عقیدہ ختم نبوت اور سلف صالحین	از مولانا محمد نافعؒ
15)قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	از پروفیسر محمد الیاس برنیؒ
16)قادیانی قول و فعل	از پروفیسر محمد الیاس برنیؒ
17)رئیس قادیان	از مولانا محمد رفیق دلاوریؒ
18)الکاویۃ علی الغاویۃ	از مولانا محمد عالم آسیؒ
19)حرف محرمانہ	از پروفیسر غلام جیلانی برق
20)قادیانیت	از مولانا سید ابوالحسن علی الندویؒ
21)اسلام اور مرزائیت	از علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ
22)محمدیہ پاکٹ بک بجواب احمدیہ پاکٹ بک	از مولانا محمد عبداللہ معمار امرتسریؒ
23)ختم نبوت، اسلام اور قادیانیت	از مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ

24)فاتح قادیان	ازمولانا ثناءاللہ امرتسریؒ
25)چراغ ہدایت	ازمولانا محمد چراغ
26)حرفِ اقبال	------
27)رودادمقدمہ بہاولپور (تین جلد)	------
28)قادیانی نبوت	ازمولانا عتیق الرحمٰن تائبؒ
29)قادیانی فتنہ	ازمولانا عتیق الرحمٰن تائبؒ
30)قادیانیت کے دو چہرے	ازمولانا مشتاق احمدؒ
31)حیاتِ سفیرِ ختمِ نبوت	ازمولانا مشتاق احمدؒ
32)تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	ازمولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
33)ردقادیانیت کے زریں اصول	ازمولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
34)تحریک احمدیت	از پروفیسر بشیر احمدؒ
35)قادیانیت اسلام اور سائنس کے کٹہرے میں	ازعرفان محمود برق
36)قادیانیت اپنے آئینے میں	ازمولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری
37)ثبوت حاضر ہیں (مکمل سیٹ)	ازمحمد متین خالد
38)اقبال اور قادیانیت	از پروفیسر خالد شبیر احمد
39)شہرسدوم	ازشفیق مرزا
40)قادیانت سے اسلام تک	ازمحمد متین خالد
41)تعاقب قادیانیت	مولانا عبدالشکور لکھنویؒ (ترتیب مولانا بلال احمد، مولانا محبوب احمد)
42)ختمِ نبوت کورس	ترتیب: مولانا بلال احمد، نظرِ ثانی سفیرِ ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
43)احتساب قادیانیت جلد اوّل تا ساٹھ (٦٠)	ترتیب مولانا اللہ وسایا
44)دفاعِ ختمِ نبوت	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، (ترتیب: مولانا محبوب احمد)
45)پیغامِ ہدایت	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، (ترتیب: مولانا محبوب احمد)
46)مقالاتِ ختمِ نبوت	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، (ترتیب: مولانا محبوب احمد)
47)انوارِ بدر عالم (افادات: مولانا بدرِ عالم مہاجر مدنیؒ)	جامع: مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ۔ ترتیب، مولانا بلال احمد، مولانا محبوب احمد

مرزا قادیانی کی کتب کا اجمالی تعارف

جلد	نام کتاب (قدیم ایڈیشن)	نام کتاب (جدید کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)	سنِ تالیف	سنِ اشاعت
روحانی خزائن جلد نمبر 1	براہین احمدیہ حصہ اول	براہین احمدیہ حصہ اول	1879، 1880	1880
	براہین احمدیہ حصہ دوم	براہین احمدیہ حصہ دوم	1880	1880
	براہین احمدیہ حصہ سوم	براہین احمدیہ حصہ سوم	1880، 1881	1882
	براہین احمدیہ حصہ چہارم	براہین احمدیہ حصہ چہارم	1883، 1884	1884
جلد نمبر 2	پرانی تحریریں	پرانی تحریریں (اضافہ ص 46ا، ب، ج، د، منشی گردیال صاحب کے استفسار کا جواب)	1879	1889
	سُرمہ چشم آریہ	سرمہ چشم آریہ	1886	1886
	شحنۂ حق	شحنۂ حق	1887	1887
	سبز اشتہار	سبز اشتہار	1888	1888
جلد نمبر 3	فتح اسلام	فتح اسلام	1890	1891
	توضیح مرام	توضیح مرام	1890	1891
	ازالہ اوہام حصہ اول و دوم	ازالہ اوہام حصہ اول و دوم	1891	1891
جلد نمبر 4	الحق مباحثہ لدھیانہ	الحق مباحثہ لدھیانہ (ص 483 تا 507۔ اضافہ مباحثہ دہلی)	1891	1903
	الحق مباحثہ دہلی	الحق مباحثہ دہلی	1891	1905
	آسمانی فیصلہ	آسمانی فیصلہ	1891	1891
	نشان آسمانی	نشان آسمانی	1892	1892
		ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات	1889	1892
جلد نمبر 5	آئینہ کمالات اسلام	آئینہ کمالات اسلام	1892، 1893	
جلد نمبر 6	برکات الدعا	برکات الدعا	1893	1893
	حُجۃ الاسلام	حجۃ الاسلام	1893	1893
	سچائی کا اظہار	سچائی کا اظہار	1893	1893
	جنگ مقدس	جنگ مقدس	1893	1893
	شہادۃ القرآن	شہادۃ القرآن	1893	1893

جلد نمبر 7	تحفہ بغداد	تحفہ بغداد	1893	1893
	کراماتُ الصَّادقین	کراماتُ الصَّادقین	1893	1893
	حمامۃ البشریٰ	حمامۃ البشریٰ	1893	1894 (۱)
جلد نمبر 8	نور الحق حصہ اول	نور الحق حصہ اول	1894	1894
	نور الحق حصہ دوم	نور الحق حصہ دوم	1894	1894
	اتمام الحُجَّۃِ	اتمام الحُجَّۃِ	1894	1894
	سر الخلافہ	سر الخلافہ	1894	1894
جلد نمبر 9	انوار الاسلام	انوار الاسلام	1894	1894
	منن الرحمٰن	منن الرحمٰن	1895	1922 (۲)
	ضیاء الحق	ضیاء الحق	1895	1895
	نور القرآن نمبر ۱	نور القرآن نمبر ۱	1895	1895
	نور القرآن نمبر ۲	نور القرآن نمبر ۲	1895	1895
	معیار المذاہب	معیار المذاہب	1895	1895
جلد نمبر 10	آریہ دھرم	آریہ دھرم	1895	1895
	ست بچن	ست بچن	1895	1895
	اسلامی اصول کی فلاسفی	اسلامی اصول کی فلاسفی (اضافہ ص322،ا،ب،ج،د)	1896	1896
جلد نمبر 11	انجام آتھم	انجام آتھم	1896	1897
جلد نمبر 12	سراج منیر	سراج منیر	1897	1897
	استفتاء	استفتاء	1897	1897
	حجۃ اللہ	حجۃ اللہ	1897	1897
	تحفہ قیصریہ	تحفہ قیصریہ	1897	1897
	محمود کی آمین	محمود کی آمین	1897	1897
	سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب	1897	1897
جلد نمبر 13	کتاب البریّہ	کتاب البریّہ	1898	1898
	البلاغ یا فریادِ درد	البلاغ یا فریادِ درد	1898	1922
	ضرورۃ الامام	ضرورۃ الامام	1898	1898

جلدنمبر 14	نجم الہدیٰ	نجم الہدیٰ	1898	1898
	راز حقیقت	راز حقیقت	1898	1898
	کشف الغطاء	کشف الغطاء	1898	1898
	ایام الصلح	ایام الصلح	1898	1899
	حقیقت المہدی	حقیقت المہدی	1899	1899
جلدنمبر 15	مسیح ہندوستان میں	مسیح ہندوستان میں	1899	1899
	ستارۂ قیصریہ	ستارۂ قیصریہ	1899	1899
	تریاق القلوب	تریاق القلوب	1899	1902
	تحفۂ غزنویہ	تحفۂ غزنویہ	1900	1902
	روئیدادِ جلسہ دعاء	روئیدادِ جلسہ دعاء	1900	1900
جلدنمبر 16	خطبہ الہامیہ	خطبہ الہامیہ	1900	1902
	لجۃ النور	لجۃ النور	1900	1910
جلدنمبر 17	گورنمنٹ انگریزی اور جہاد	گورنمنٹ انگریزی اور جہاد	1900	1900
	تحفہ گولڑویہ	تحفہ گولڑویہ	1900	1902
	اربعین	اربعین	1900	1900
جلدنمبر 18	اعجاز المسیح	اعجاز المسیح	1901	1901
	ایک غلطی کا ازالہ	ایک غلطی کا ازالہ	1901	1901
	دافع البلاء	دافع البلاء	1902	1902
	الھدیٰ والتَّبصِرَۃُ لِمَن یَریٰ	الھدیٰ والتَّبصِرَۃُ لِمَن یَریٰ	1902	1902
	نزول المسیح	نزول المسیح	1902	1909
		گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے	1902	1902
		(اشاعت اوّل ذرریویو آف ریلیجنز اردو 1902ء)		
		عصمتِ انبیاء علیہم السلام	1902	1902
		(اشاعت اوّل ذرریویو آف ریلیجنز اردو 1902ء)		

جلدنمبر 19	کشتی نوح	کشتی نوح	1902	1902
	تحفۃ الندوہ	تحفۃ الندوہ	1902	1902
	اعجاز احمدی	اعجاز احمدی	1902	1902
	ریویو بر مباحثہ چکڑالوی و بٹالوی	ریویو بر مباحثہ چکڑالوی و بٹالوی	1902	1902
	مواہب الرحمٰن	مواہب الرحمٰن	1903	1903
	نسیم دعوت	نسیم دعوت	1903	1903
	سناتن دھرم	سناتن دھرم	1903	1903
جلدنمبر 20	تذکرۃ الشہادتین	تذکرۃ الشہادتین	1903	1903
	سیرۃ الابدال	سیرۃ الابدال	1903	1903
	لیکچر لاہور	لیکچر لاہور	1904	1904
	اسلام (لیکچر سیالکوٹ)	اسلام (لیکچر سیالکوٹ)	1904	1904
	لیکچر لدھیانہ	لیکچر لدھیانہ	1905	1905
	رسالہ الوصیت / الوصیّۃ	رسالہ الوصیت / الوصیّۃ	1905	1905
	------	احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے (تقریر 1905ء)	1905	1905
	چشمہ مسیحی	چشمہ مسیحی	1906	1906
	تجلیات الٰہیہ	تجلیات الٰہیہ	1906	1922
	قادیان کے آریہ اور ہم	قادیان کے آریہ اور ہم	1907	1907
جلدنمبر 21	براہین احمدیہ حصہ پنجم	براہین احمدیہ حصہ پنجم	1905	1908
جلدنمبر 22	حقیقۃ الوحی	حقیقۃ الوحی	1907	1907
جلدنمبر 23	چشمہ معرفت	چشمہ معرفت	1908	1908
	پیغام صلح	پیغام صلح	1908	1908

---

(۱) روحانی خزائن میں حمامۃ البشریٰ کے تعارف میں لکھا گیا ہے کہ سن تالیف 1893ء ہے اور فروری 1894ء میں طباعت کے مراحل سے گزری۔ لیکن سیرت المہدی میں اس کا سن تالیف اور اشاعت 1893ء لکھا گیا ہے۔ (دیکھئے سیرت المہدی حصہ دوم روایت نمبر 470 طبع جدید)

(۲) مرزا نے ''منن الرحمٰن'' کو 1895ء میں لکھا۔ روحانی خزائن میں اس کے تعارف میں ہے کہ یہ مرزا بشیر الدین محمود کے دور میں 1915ء میں شائع ہوئی لیکن طبع اوّل کے ٹائٹل پر جون 1922ء درج ہے۔

ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ کے شعبہ تصنیف وتالیف میں تحریر کردہ کتب کی فہرست

نمبر شمار	نام کتاب	زبان	مصنف ومؤلف
1	القادیانی ومعتقدانہ	عربی	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
2	قادیانی اوران کے عقائد	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
3	انگریزی نبی	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
4	عبرتناک انجام	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
5	علماء کنونشن	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
6	اوروہ اس کوماں نہ بنا سکے	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
7	دورہ افریقہ	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
8	مناظرہ نائجیریا	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
9	The Double Dealer	انگلش	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
10	Al-Qadiani & His Faith	انگلش	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
11	ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد کا تعارف	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
12	مرزا طاہر کی بوکھلاہٹ	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
13	حصول الامانی فی الرد علی تلبیس القادیانی	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
14	Al-Africa Speaks the Truth	انگلش	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
15	دورہ یورپ وافریقہ	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
16	تصویر کے دورخ	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
17	برطانیہ میں مراسلت مباہلہ	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
18	ربوہ کا نام تبدیل کرو	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
19	الحقائق الاصلیہ فی جواب اللمحیۃ الفکریہ	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
20	چودہ میزائل	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ

21	مباہلہ کا چیلنج منظور ہے	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
22	معرکہ حق و باطل	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
23	فتویٰ حیات مسیح	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
24	مناظرہ ناروے	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
25	لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
26	معرکہ حق باطل (قادینیت کے خلاف)	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
27	ہائی کورٹ و سپریم کورٹ کے تاریخی فیصلے	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
28	حرف ناقدانہ بجواب اک حرف ناصحانہ	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
29	ملت اسلامیہ کے خلاف قادیانی سازشیں	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
30	پندرہ روزہ کورس	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
31	جب پنجاب اسمبلی نے ربوہ کا نام چناب نگر رکھا	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
32	رد قادیانیت کے زریں اصول	اردو	مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ
33	اربعین ختم نبوت	اردو	مولانا محمد ابراھیمؒ
134	قرآن مجید اور عقیدہ ختم نبوت	اردو	مولانا محمد ابراھیمؒ
35	الحق الصریح بما تواتر فی حیاۃ المسیح	اردو	مولانا محمد ابراھیمؒ
36	ابن مریم زندہ ہیں حق کی قسم	اردو	مولانا محمد ابراھیمؒ
37	حیات سفیر ختم نبوت (سوانح مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ)	اردو	مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ
38	صد سالہ تاریخ ختم نبوت	اردو	مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ
39	تسہیل فارسی (گرائمر)	اردو	مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ
40	اقبالیات شورش (شورش کاشمیریؒ کی رد مرزائیت میں منتخب تحریریں)	اردو	مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ
41	تضادات مرزا قادیانی	اردو	مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ
42	رواداری اور دینی غیرت	اردو	مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ

43	اشاریہ معارف القرآن (مولانا مفتی محمد شفیعؒ)	اردو	مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ
44	قادیانیت کے دو چہرے	اردو	مولانا مشتاق احمد چنیوٹیؒ
45	ربوہ سے چناب نگر تک	اردو	مولانا محمد الیاس چنیوٹی
46	اربعین ختم نبوت	اردو	مولانا محمد الیاس چنیوٹی
47	جنت کے مہمان (ضیوف الجنۃ کا اردو ترجمہ)	اردو	مولانا محمد الیاس چنیوٹی
48	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقدمہ عیسائی عدالت میں	اردو، انگلش	مولانا محمد الیاس چنیوٹی
49	انوار بدر عالم (افادات مولانا بدر عالمؒ، جامع مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ)	اردو	مولانا بلال احمد خان، مولانا محبوب احمد خان
50	تعاقب قادیانیت (افادات مولانا عبدالشکور لکھنویؒ)	اردو	مولانا بلال احمد خان، مولانا محبوب احمد خان
51	ختم نبوت کورس	اردو	مولانا بلال احمد خان
52	دفاع ختم نبوت (افادات سفیر ختم نبوتؒ)	اردو	مولانا محبوب احمد خان
53	مقالاتِ ختم نبوت (افادات سفیر ختم نبوتؒ)	اردو	مولانا محبوب احمد خان
54	پیغام ھدایت (افادات سفیر ختم نبوتؒ)	اردو	مولانا محبوب احمد خان
55	تاریخ ساز تقریب	اردو	استاد اشفاق ناصر، ماسٹر محمد روز
56	تقریبِ سنگ بنیاد	اردو	استاد اشفاق ناصر، ماسٹر محمد روز
57	پنجابی نبی	اردو	استاد اللہ دتہ نشتر
58	خاتم الانبیاء ﷺ اور بزرگان دین	اردو	استاد گل محمد توحیدی
59	نبوت کے نام پر شرمناک تحریف	اردو	عبدالرحیم منہاس سابق ڈیوڈ منہاس
60	نشانِ عبرت	اردو	مولانا بدر عالم چنیوٹی
61	عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت	اردو	مولانا بدر عالم چنیوٹی
62	میں نے مرزائیت کیوں چھوڑی	اردو	قاضی خلیل احمد

میرے محسن میرے والد محترم

حضرت چنیوٹی رحمہ اللہ دسمبر 1931ء کو چنیوٹ کے راجپوت گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم چنیوٹ سے حاصل کی۔ 1951ء میں جامعہ اسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ سے دورہ حدیث پھر تفسیر، رد رفض اور رد قادیانیت کے خصوصی کورس کیے۔ 1952ء سے تدریس شروع کی۔ جامعہ عربیہ ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ، ادارہ دعوت وارشاد امریکا، انٹرنیشنل ختم نبوت یونیورسٹی اور جامعہ عائشہ للبنات چنیوٹ کی بنیاد رکھی۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے روح رواں بنے۔ پہلی بار 22 سال کی عمر میں چھ ماہ کے لیے گرفتار ہوئے پھر بیسیوں دفعہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ رد قادیانیت کے لیے آپ کی خدمات کو پوری دنیا میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ 25 حج درجنوں مرتبہ عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ ہزاروں غیر مسلم آپ کے دست حق پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ رابطہ عالم اسلامی نے آپؒ کی دینی خدمات کے اعتراف میں کئی بار اپنے خرچہ پر حج کروائے۔ مقتدر مفتیان عظام سے فتوٰی حیات عیسیٰ علیہ السلام حاصل کیا۔ مختلف موضوعات پر متعدد ضخیم کتابیں اور پمفلٹ تحریر کیے۔ 43 ممالک کے تبلیغی دوروں کے علاوہ لاتعداد ملکی اور غیر ملکی کانفرنسوں میں شرکت کی اور مقالہ جات پڑھے۔ انجمن تبلیغ الاسلام، مجلس عمل تحفظ ختم نبوت، جمعیت علمائے اسلام پاکستان، مجاہدین احرار، متحدہ علماء کونسل، پاکستان شریعت کونسل اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے قابل قدر عہدوں پر بیک وقت فائز رہے۔ تین بار MPA پنجاب اسمبلی منتخب ہوئے اور ایک بار بلدیہ چنیوٹ کے چیئرمین منتخب ہو کر اپنی دینی، انتظامی اور سماجی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ 1954ء سے تادمِ واپسیں ہر سال مسلسل اپنے ادارہ کے علاوہ پاکستان بھر میں، حرم مکی، مسجد نبوی شریف، مدینہ یونیورسٹی، دار العلوم دیوبند انڈیا، بنگلہ دیش اور انگلینڈ میں رد قادیانیت کے کورسز میں ہزاروں مبلغینِ ختم نبوت تیار کیے۔ اسمبلی میں اور اسمبلی سے باہر غیر ملکی طاقتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اور 17 نومبر 1998ء کو قادیانیوں کی تلبیس گاہ ربوہ کا نام صوبائی اسمبلی سے تبدیل کروا کے چناب نگر رکھوایا اور ہمیشہ کے لیے اپنا نام محافظینِ قرآن میں شامل کروایا۔ آپؒ کے گرانقدر خزینہ دفاع ختم نبوت، مقالات ختم نبوت، 15 روزہ ختم نبوت کورس، انوار بدر عالم اور پیغام ہدایت جیسے اہم و نادر مجموعے منظر عام پر آئے۔ اور اتنے ہی زیر طبع ہیں۔ خوش نصیبی ہے کہ اپنے سامنے 3 قادیانی سربراہوں کے آپؒ نے جنازے اٹھتے دیکھے جن میں ایک مرزا طاہر بھی تھا جس نے 1989ء میں آپ کی موت کی پیشگوئی کی مگر خود 2003ء میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر واصل جہنم ہوا۔ عقیدہ ختم نبوت سے ایسا عشق کہ وفات سے ایک یوم قبل اپنے ترکہ کا دسواں حصہ ختم نبوت کے نام وقف کر کے 27 جون 2004ء کو 74 سال کی عمر میں اپنے پیچھے لاکھوں سوگواروں کا مجمع میدانِ جنازہ میں چھوڑ کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

محمد الیاس چنیوٹی عفی عنہ